

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

حصہ ۴ چہارم

بخار الاضوار

ملا محمد باقر مجلسی رضی اللہ

ترجم

ڈاکٹر محمد حبیب الثقلین النقیوی

درجات

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی ۵

فون: ۲۲۲۲۸۶

محفوظ بک انپری

فہرست تراجم اشعار و احادیث بحار الانوار

در حالات حضرت امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
			پہلا باب	
۲۲	وصیت امام زین العابدینؑ		مقام و تاریخ ولادت و شہادت	
۲۳	لوح محفوظ میں آیت کے اسرار کا اندھا	۵	وقت رحلت سے آگے، وصال و وصیت	
		۶	نہی امتیاز و امام کے چند مخصوص احوال و کوائف	
		۸	حکمران دور امامت	
		۹	اقوال در بارہ تاریخ ولادت و شہادت	
		۱۰		
		۲۴	دوسرا باب :	
		۲۸	حضرت امام کے باقر لقب کی دوسری تسمیہ	
		۲۹	نقش خاتم امامت	
		۳۱	حضرت کا حلیہ مبارک	
		۳۲		
		۳۵	تیسرا باب	
		۳۶	فضائل و مناقب	
		۳۸	حضرت امام "باقر العلوم" ہیں	
		۳۹	رسول اللہ کا امام محمد باقر علیہ السلام کو سلام	
		۴۰		
		۴۱	چوتھا باب	
		۴۲	ثبوت امامت، وارثت علم و تبرکات	
		۴۴	آپ کا حق امامت و ولایت	
		۴۵		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۸۲	قلمبہ انسانی پر قرآن مجید کے اثرات	۴۶	اہل محمد کی اپنے حقیقی دوستوں کی تعلیمیں	
۸۳	امام کا غلاموں کے کام میں ہاتھ بٹانا	۴۷	احترام کہہ کر تکفین	
۸۴	غسل نہایت میرت	۴۹	نہال بنی امیہ کی پیش گوئی	
		۵۲	سیرت و امین	
		۵۳	دلیل امامت	
		۵۵	اہلبیت ہی مرجع خلائق ہیں	
		۵۶	عالم الغیب	
		۵۸	صحفہ انجمن میں اسرار شیطان کا اندھا و پاک و پاک و پاک و پاک	
		۶۲	ہشام کی حکومت اور امام کی پیش گوئی	
		۶۵	جناب جابر کی پیش گوئی	
		۶۶	جنات اور خدمت گزاروں کی امام	
		۶۷	مستعجب الدولت	
			چھٹا باب	
		۶۹	در بیان مکام اخلاق و میرت، علم و فضل	
		۷۰	تلاش رزق حلال	
		۷۱	امام وارث معلوم انبیاء میں	
		۷۲	ایک عیسائی کا قبول اسلام	
		۷۳	تواضع امام	
		۷۴	ترغیب برائے اذواج	
		۷۵	حقوق زوجین	
		۷۶	حضرت امام اللہ شہر معلوم	
		۷۷	حق میں نصرتوں کے بارے میں باقر پر مس	
		۷۸	سنت امام	
		۸۰	در عبرت سلیم درضا	
		۸۱	صبر و تحمل کیلئے ہے؟	
			نواں باب	
۱۳۳	عبداللہ بن نافع کا امام سے مناظرہ			



پہلا باب

مقام و تاریخ ولادت و شہادت

①

تاریخ ولادت کتاب اعلام الوری میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یکم ماہ رجب ۵۷ ہجری بروز جمعہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت امام کی تاریخ ولادت ماہ صفر ۵۷ ہجری کی تیسری تاریخ ہے۔ مصباحین میں جناب جابر جعفی سے مروی ہے کہ آپ کی ولادت یکم ماہ رجب ۵۷ ہجری بروز جمعہ ہوئی (مصباح التعمیر ص ۵۵)

تاریخ وفات و مدت عمر بیان کیا گیا ہے کہ ماہ ذی الحجہ ۱۱۳ ہجری میں آپ کی وفات ہوئی اور عرستان سال۔ اپنے جد بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں چار سال اور اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی حیات میں انتالیس سال گزارے۔
والدہ ماجدہ آپ کی والدہ ماجدہ ام عبد اللہ دختر حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں۔

مدت امامت آپ کا زمانہ امامت اٹھارہ سال رہا۔

سلاطین دور امامت آپ کا دور امامت ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک اور ہشام بن عبدالملک کے زمانہ حکومت میں گزرا اور اسی ہشام کے دور حکومت میں آپ کی وفات ہوئی۔
(اعلام الوری ص ۲۵)

صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار	صفحہ نمبر	عنوان مضامین احادیث و اخبار
۱۳۷	حضرت امام کی ناصا اخبار و روایات	۱۲۵	تفسیر قرآنی آیات
۱۳۸	حضرت مغز سے جناب امام کی ملاقات	۱۲۷	طائرس بیلانی کے سوالات اور ان کے دلائل و جوابات
۱۳۹	حضرت امام کے بیان مجلس گمہ و ماتم	۱۳۰	کائنات میں سب سے بڑا عالم
	گیارہواں باب	۱۳۱	جناب ابو حنیفہ اور امام
	ادلاء امام علیہ السلام	۱۳۲	مثنیٰ
۱۴۱	باطل عقیدوں کی بنا پر حضرت امام کی زوجہ	۱۳۳	قتادہ بن دعافر بصری سے مباحثہ
	کی طلاق	۱۳۴	خراب دور سے گناہوں کی طرف مائل کر دینا
۱۴۲	زوجہ امام کا علی مقام	۱۳۵	جنانہ کی تنظیم اور آل محمد علیہم السلام
۱۴۲			دسواں باب

جمہور حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تاریخ اشاعت ۲۰ محرم الحرام ۱۳۰۶ ہجری
ناشر محفوظ بک ایجنسی کراچی
مصنف علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ
ترجم ڈاکٹر محمد حبیب الشقلین النوری
کتابت محمد یعقوب گوتمل
مطبعہ سندھ آفٹ پریس کراچی

وقت رحلت سے آگہی اور دوسرے جہاں سے تعلق

۲) کتاب بصائر الدرجات میں سدر سے منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے پدر بزرگوار سخت بیمار ہو گئے جس سے ہم سب پریشان تھے کہ کبیں آخری وقت قریب نہ آ گیا ہو، گھر والوں نے آپ کے سرانے بیٹھ کر دنا شروع کر دیا جب آپ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ پریشانی کی بات نہیں ہے میں اس بیماری میں جہیں مردوں گا۔ میرے پاس دو شخص آئے اور انہوں نے بتایا کہ اس بیماری میں میری موت واقع نہ ہوگی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپ تندرست ہو گئے اور بحمد اللہ ایک مدت تک زندہ رہے اور ایسا لگتا تھا کہ آپ کو کوئی بیماری ہی نہ تھی۔ پھر ایک دفعہ مجھ سے ارشاد فرمایا کہ وہ دوا شخص خاص جو میری اس بیماری کی حالت میں آئے تھے انہوں نے مجھے بتا دیا تھا کہ میں نفل روز وفات پاؤں گا یہی ہوا کہ پدر بزرگوار نے ان دونوں کے بتائے ہوئے دن وفات پائی۔ (بصائر الدرجات جلد ۱۰ باب ۹ حدیث ۲)

۳) بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے پدر بزرگوار کی وفات کے روز ان کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ نے مجھے اپنے غسل و کفن اور قبر میں داخل کرنے کے بارے میں کئی وصیتیں فرمائیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں تو سچ آپ کو سب دنوں سے بہتر پاتا ہوں اور موت کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: "بیٹا، کیا تم نے دیوار کے پیچھے سے میرے پدر بزرگوار حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کی آواز نہیں سنی کہ فرماتے تھے "محمدؐ اپنے میں جلدی کرے۔" (نفس المصدر جلد ۱۰ باب ۹ حدیث ۶)

یہی روایت کشف الغم میں بھی درج ہے۔ (کشف الغم جلد ۲ ص ۳۱۲)

وصال، وصیت قبر و جانشین

۴) بصائر الدرجات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ اپنے پدر بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی رحلت کی شب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت امام مناجات اور دعاؤں میں مصروف ہیں۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں شہر جاؤں میں رکا رہا۔ جب مناجات سے فارغ ہوئے تو مجھ سے فرمایا: "بیٹا، آج رات کو میرا انتقال ہو جائے گا اور یہی وہ شب ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت فرمائی امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار نے فرمایا کہ ان کے پدر بزرگوار حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام شب رحلت میں میرے پاس ایک شربت لائے اور

مجھے پینے کا حکم دیا اور فرمایا بیٹا، یہی وہ رات ہے جس میں میری رحلت ہو جائے گی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی شب میں میرے پدر بزرگوار دنیا سے رخصت ہوئے۔

(بصائر الدرجات جلد ۱۰ باب ۹ حدیث ۶)

۵) کافی میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی رحلت کا وقت قریب آپ پہنچا تو فرمایا کہ جب میں دنیا سے انتقال کر جاؤں تو میری قبر کھودنا اور مجھے اس میں دفن کر دینا اگر تم سے کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی قبر تیار کر لی تھی تو کہنے والا سچا ہے۔ (کافی جلد ۲ ص ۱۱۱)

۶) کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک دن اپنی بیماری کے زمانہ میں مجھ سے فرمایا کہ بیٹا میرے کفن و غسل کو میرے پاس بلاؤ تاکہ میں انہیں گواہ بنا لوں پنا پچھ میں نے ترشیش کے لوگوں کو بلایا اور پھر پدر بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ جب میں رحلت کر جاؤں تو میرا غسل و کفن کرنا اور میری قبر کو چھڑانے کے برابر ادبنا رکھنا اور اس پر پانی چھڑک دینا۔ جب لوگ چلے گئے تو میں نے پدر بزرگوار کی خدمت میں عرض کیا کہ اس بارے میں آپ کا جو حکم ہوتا میں اسے ضرور سجا اتا آپ نے یہ کس لیے چاہا کہ آپ لوگوں کو گواہ بنائیں تو ارشاد فرمایا بیٹا یہ اس لیے کہ میرے بعد کوئی نزاع نہ ہو۔ (نفس المصدر جلد ۲ ص ۱۱۱)

وضاحت اس روایت میں جہاں غسل و کفن اور دوسرے امور کے بارے میں حضرت امام کی وصیت کا اظہار ہوتا ہے ایک خاص مقصود یہ تھا کہ لوگ اس سے آگاہ رہیں کہ امام کی تجویز و تکفین امام ہی کیا کرتا ہے۔ کوئی دوسرا نہیں اور یہ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام آپ کے بعد آپ کے جانشین اور امام خلق ہیں جس کے بارے میں کسی طرح کا اختلاف نہ ہونے پائے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ایک امام کا اپنے بعد کے لیے وصیت کرنا اور اپنا جانشین مقرر کرنا دلائل امامت میں سے ہے۔

۷) کافی میں جناب زرارہ وغیرہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے مائے خرواات کے لیے آٹھ سو درہم کی وصیت فرمائی اور آپ کے نزدیک ایسی وصیت سنت کا درجہ رکھتی تھی اس لیے کہ جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اولاد جعفر کے لیے موت کے کھانے کا انتظام کر دینا پچھ لوگوں نے اس کام کو انجام دیا۔ (نفس المصدر سابق جلد ۲ ص ۱۱۱)

۸) کافی میں ابو جعفر الخزاز سے مروی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی ایک وصیت ٹوٹ گئی تھی تو آپ نے اسے سٹھی میں رکھ کر فرمایا الحمد للہ پھر اپنے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھے دفن کر دو تو اے بھی میرے ساتھ دفن کر دینا پچھ میرے بعد

دوسری دائرہ بھی ٹوٹ گئی تو آپ نے اسے بھی معافی میں لے کر اللہ تعالیٰ فرمایا اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہی وصیت کی کہ میرے ساتھ اسے بھی قبر میں دفن کر دینا (المصدر السابق جلد ۳ صفحہ ۱۲۱)

نسبی امتیاز

⑨ مناقب ابن شہر آشوب میں منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہاشمیوں میں ہاشمی علویوں میں علوی اور فاطمیوں میں فاطمی تھے۔ اس لیے آپ وہ پہلی برستی ہیں جن میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہ السلام دونوں کا خون شامل ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام عبداللہ حضرت امام حسن علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں اور باعتبار اوصاف آپ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ صلوات سب سے زیادہ خوب رو اور سب سے زیادہ عطا کرنے والے اور سخی تھے۔ (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

⑩ دعوات الرائدی میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری والدہ ماجدہ دیوار کے تریب شریف فرماتھیں کہ اچانک دیوار گر پڑی اور ہم نے دھماکہ کی آواز سنی والدہ ماجدہ نے دیوار کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا نہیں نہیں! حق جناب مصطفیٰ کی قسم خدا نے تجھے گرنے کی اجازت تو نہیں دی تیرا الفاظ زبان سے نکلے ہی تھے کہ دیوار متعلق رہ گئی یہاں تک کہ میری والدہ ماجدہ وہاں سے ہٹ گئیں اور حضرت امام نے راہ خدا میں ایک سو دینار ان کی سلامتی کے صدقے میں دیئے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے انہیں جو اجودہ کے بارے میں ایک دن یوں فرمایا کہ آپ صدیقیہ تھیں اور اولاد حضرت امام حسن علیہ السلام میں کوئی ان کا مثل و نظیر نہ تھا۔

امام کے چند مخصوص احوال و کوائف

⑪ صاحب مناقب نے جناب امام کا اسم گرامی محمد اور کنیت مروت ابو جعفر بیان کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ آپ کا لقب باقر علم ہے۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام عبداللہ دختر حضرت امام حسن علیہ السلام تھیں اور بعض لوگوں نے آپ کو ام عبدہ کہا ہے۔ حضرت امام مدینہ میں منگل کے دن پیدا ہوئے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی ولادت کی تاریخ یکم ماہ رجب یا ماہ صفر کی تیسری تاریخ ۵۷ ہجری ہے۔

آپ کی وفات ماہ ذی الحجۃ اور ایک دوسرے قول کی بنا پر ربیع الثانی ۱۱۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ اپنے والد بزرگوار اور پدرا مدار کی طرح آپ کی عمر ستاون سال ہوئی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے جد امجد حضرت امام حسین علیہ السلام کی زندگی میں تین یا چار سال گزارے اور اپنے پدر بزرگوار جناب زین العابدین علیہ السلام کی زندگی میں مکمل پچاس سال اور ماہ گزرے اور ایک قول کے مطابق انتالیس سال اور اپنے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد انیس سال یا اٹھارہ برس بقید حیات رہے۔ حضرت امام کی امامت کا زمانہ ہے۔

حکمرانان دور امامت

آپ کے دور امامت میں مندرجہ ذیل حکمران گزرے۔

⑫ ولید بن عبدالملک سلیمان بن عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک، ہشام بن عبدالملک ولید بن یزید اور ابراہیم بن ولید بن یزید اسی ابراہیم کے زمانہ حکومت میں امام نے رحلت فرمائی۔ ابو جعفر ابن بابویہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ولید بن یزید نے آپ کو زہر سے شہید کیا۔ قبر مبارک جنت البقیع یا البقیع الغرقہ میں ہے۔ (المصدر السابق جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

جرود آبادی نے لغت "القاموس" میں لکھا ہے کہ فرقہ بڑے تناور درخت کو کہتے ہیں یا وہ ایک بڑا افریقن درخت ہے جس کی مدینہ کے قبرستان میں کثرت ہے اس لیے لوگوں نے اسے بقیع الغرقہ کا نام دے دیا ہے۔ (القاموس جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

⑬ کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر ہوں اور لوگ ہر طرف سے اس پر چڑھ رہے ہیں بہت سے لوگ اس پر پہنچے تو وہ ان کو لے کر آسمان کی طرف بلند ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر لوگ دہشت کے مارے پہاڑ سے بچنے لگے اور اس پر صرف چند لوگ باقی رہ گئے اس طرح پانچ بار وہ آسمان کی طرف بلند ہوا لوگ اس کے اوپر سے گرتے رہے اور یہی چند لوگ باقی بچ گئے۔ ان بچنے والوں میں قیس بن عبداللہ بجلان بھی تھے۔ تقریباً پانچ سال نہ گزرے تھے کہ حضرت امام نے رحلت فرمائی۔ (کشف الغمہ میں بھی یہی نقل کیا گیا ہے (رجال الکشی صفحہ ۱۲۱) کافی جلد ۸ صفحہ ۱۲۱)

⑭ کافی میں جناب ابو بصیر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک شخص مدینہ سے کچھ میل دور تھا کہ وہ سو گیا اور اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اس سے کہہ رہا ہے کہ جلدی کرو اور حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کی نماز جنازہ میں شریک ہو فرشتے انہیں بقیع میں غسل دے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں۔ (ذکر کافی جلد ۸ صفحہ ۱۲۱)

کفن کی واجب چیزیں اور مستحب پارہ جات

۱۵) کوفی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ میرے پردہ بزرگوار نے اپنی وصیت میں تحریر فرمایا کہ میں انہیں تین پٹوں میں کٹھن دوں ایک تو وہ آپ کی بیوی چادر تھی جسے میں کر آپ نماز جمعہ کے لاتے رہے اور ایک اور پردہ چادر تھا اور ایک فیض تھی۔ میں نے پردہ بزرگوار سے عرض کیا کہ اس کو تحریر میں لانے کی کیا ضرورت ہے تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کا ڈر ہے کہ لوگ تم پر غالب آجائیں اگر وہ یہ کہیں کہ حضرت امام کو چادر پانچ پٹوں کا کٹھن دو تو ایسا نہ کرنا میرے عامہ اندھو دینا اور یہ سچ لینا کہ علامہ کٹھن کا جز نہ ہوگا کٹھن میں وہ پارچے شمار ہوتے ہیں جو جسم پر لپیٹے جائیں۔

(الکافی جلد ۳ ص ۱۸۱)

۱۶) امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھ سے پردہ بزرگوار نے فرمایا ہے جعفر تم میرے لیے میرے مال میں سے ان سو گوار عورتوں کو اتنا دے دینا کہ دس سال تک بقیہ معنی معنی کے دلوں میں وہ میرا ماتم متائیں۔ (الکافی جلد ۵ ص ۱۱۱)

۱۷) کوفی میں زرارہ سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا آپ نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا تھا تو جواب دیا کہ وہاں ہو گا کوفی جلد ۲ ص ۱۸۱

اقوال دربارہ تاریخ ولادت و شہادت

۱۸) بحوالہ روضۃ الواعظین حضرت امام کی ولادت منگل یا جمعہ کے دن ۲۷ ماہ صفر ۵۰ ہجری کو مدینہ میں ہوئی اور ماہ ذی الحجۃ یا ماہ ربیع الاول میں آپ کی شہادت واقع ہوئی اور ایک دوسرے قول کے مطابق ماہ ربیع الثانی میں ۱۱۰ ہجری یہ واقعہ ہوا اور اس وقت حضرت کی عمر ستاون سال تھی۔ (روضۃ الواعظین ص ۲۵۷ مطبوعہ ایران)

بحوالہ کوفی حضرت امام کی ولادت ۵۰ ہجری میں اور شہادت ۱۱۰ ہجری میں مدینہ میں ہوئی، وقت شہادت ستاون سال کی عمر تھی۔ امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد انیس سال دو ماہ بقیہ حیات رہے۔ (کافی جلد ۱ ص ۱۸۱ نفس المصنوع جلد ۱ ص ۱۸۱)

بحوالہ مصباح کفعمی حضرت کی ولادت پیر کے دن ۳ ماہ صفر ۵۹ ہجری مدینہ منورہ میں ہوئی اور ماہ ذی الحجۃ ۱۱۰ ہجری پیر کے دن شہادت پائی کل عمر ستاون سال کی ہوئی۔ شام بن عبدالملک نے آپ کو زہر سے شہید کیا۔ (مصباح الکفعمی ص ۵۲)

جناب مولف علیہ الرحمۃ تاریخ الفقاری کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت امام یکم ماہ رجب جمعہ کے دن پیدا ہوئے اور فصول المہر کے مطابق ۳ ماہ صفر ۵۰ ہجری آپ کی

تاریخ ولادت ہے اور ۱۱۰ ہجری سال شہادت۔ عمر اٹھاون سال ہوئی اور ایک دوسرے قول کے مطابق ساٹھ سال۔ ابراہیم بن ولید بن عبدالملک کے دور میں زہر دینے جانے کی وجہ سے شہادت پائی۔ (الفصول المہرہ ص ۹۷)

بحوالہ شواہد النبوة حضرت امام ۳ ماہ صفر ۵۰ ہجری بروز جمعہ پیدا ہوئے اور بحوالہ دروس ۳ ماہ صفر ۵۰ ہجری پیر کے دن تاریخ ولادت بیان کی گئی ہے اور ذی الحجۃ ۱۱۰ ہجری پیر کے دن دنیا سے رحلت فرمائی (۱۱۰ ہجری بھی وارد ہے) والدہ ماجدہ ام عبداللہ دختر حضرت امام حسن بن علی علیہ السلام ہیں۔ (الدروس ص ۱۵۳ مطبوعہ ایران)

بحوالہ کشف الغمہ کمال الدین بن طلحہ کہتے ہیں کہ ۵۰ ہجری بتاریخ ۳ ماہ صفر مدینہ میں حضرت امام کی ولادت ہوئی یعنی شہادت امام حسین علیہ السلام سے تین سال پہلے پیدا ہوئے (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۱۸۱) ۱۱۰ ہجری میں رحلت فرمائی اور اس سے آگے کی تاریخ بھی بیان کی گئی ہے۔ تیس سال سے کچھ زیادہ اپنے پردہ بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ گزارے۔ قبر مبارک اپنے پردہ بزرگوار اور ان کے عم نامدار امام حسن علیہ السلام کے قریب جنت البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔

حافظ عبدالعزیز الجناذی نے حضرت امام کے بارے میں یوں کہا ہے کہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم باقر کہ جنکی مادر گرامی ام عبد اللہ دختر امام حسن بن علی بن ابی طالب ہیں اور ام عبداللہ کی والدہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی صاحبزادی ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام کثیر العلم شخصیت ہیں۔

حضرت جعفر بن محمد فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ جب کہ امام محمد باقر علیہ السلام جناب فاطمہ دختر امام حسین علیہ السلام سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات کے بارے میں معروف گفتگو تھی تو میں نے حضرت کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اس سال میری عمر کے اٹھاون سال پورے ہو گئے چنانچہ اسی سال حضرت کی رحلت ہو گئی۔

محمد بن عمر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے ۱۱۰ ہجری میں رحلت فرمائی اور آپ کی عمر اٹھتر سال کی ہوئی ایک دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۸ ہجری میں ہوئی۔

(نفس المصنوع جلد ۲ ص ۲۲۲)

ابو نعیم العفصل بن دکین نے کہا ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۳ ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا کہ جناب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اٹھاون سال کی عمر میں شہید ہوئے اور امام حسین علیہ السلام بھی اسی عمر میں قتل کیے گئے اور امام زین العابدین علیہ السلام نے بھی اٹھاون سال کی عمر میں رحلت فرمائی اور میں بھی اٹھاون سال کا ہو چلا ہوں۔

(المصدر السابق جلد ۲ ص ۳۲۳)

محمد بن سنان کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام شہادت امام حسین علیہ السلام سے تین سال پہلے پیدا ہوئے اور ۱۱۳ ہجری میں وفات کے وقت آپ کی عمر ستاون سال تھی اور آپ نے اپنے برادر بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام کے ساتھ چونتیس سال اور آٹھ ماہ کی مدت گزار لی اور اپنے پدر بزرگوار کے بعد انیس سال بقیہ حیات رہے اور آپ کی عمر ستاون سال ہوئی ایک روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ اڑھیں سال رہے اور ۵۶ ہجری آپ کا سال ولادت ہے۔

(المصدر السابق جلد ۲ ص ۳۲۵)

دوسرا باب

حضرت امام کے "باقر" لقب کی وجہ تسمیہ

① — عمر بن شمر سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جعفر جعفی سے پوچھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کو باقر کیوں کہا جاتا ہے تو انہوں نے جواب دیا اس لیے کہ انہوں نے علم کو پھیلایا اور اس کی نشر و اشاعت کی اور آپ کی ذات سے علم کی روشنی ہر طرف پھیل گئی۔

(علل الشرائع جلد ۱ ص ۳۳۷)

صافی الاخبار میں بھی یہ روایت اسی طرح بیان کی گئی ہے (معانی الاخبار ص ۵۷)

مولف فرماتے ہیں کہ ہم اس خبر کو اس کے پیش کریں گے جس میں جناب جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت امام سے اس طرح خطاب کیا کہ آپ درحقیقت باقر ہیں اور آپ ہی علوم کو اس طرح نشر فرمائیں گے جیسا کہ ان کے پھیلانے کا حق ہے۔

② — الارشاد میں جناب جابر بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم زندہ ہو گے یہاں تک کہ تم میرے ایک فرزند سے ملو گے جو حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا اور جس کا نام محمد ہوگا وہ علم دین کو وسعت دے گا جب تم اس سے ملو تو ایسے میرا سلام کہنا۔

(الارشاد ص ۲۵۵)

کشف الغم میں مذکور ہے کہ حضرت امام کا اسم مبارک محمد اور کنیت ابو جعفر تھی اور آپ کے تین القاب تھے "باقر العلم، شاکر اور ہادی" جن میں باقریت زیادہ مشہور ہے جس کی یہ وجہ ہے کہ آپ نے علم کو شگفتہ کیا اور اسے وسعت دی و کشف الغم جلد ۱ ص ۳۱۸

فہرذ آباہی نے القاموس میں لکھا ہے کہ بقر کے معنی شگفتہ کرنے اور وسعت دینے کے ہیں اور امام محمد باقر علیہ السلام کا باقر لقب اسی لیے ہوا کہ علم میں کمال کی حد پر پہنچے ہوئے تھے۔

نقش خاتم امامت

③ — ابی میں حسین بن خالد سے منقول ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے

فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کی مہر اور انگشتری کا نقش "اِنَّ اللّٰهَ بَالِغِ اَمْرِہٖ لَآ تَخَافُ اَدْرَاہِمْ زَیْرِنَ الْعَابِدِیْنَ" علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی انگشتری پہنتے تھے اور امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی اپنے جد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کی انگشتری پہنی جس پر وہی نقش کندہ تھا۔

راہی الصدوق ص ۳۵۵

عیون الاخبار میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام

کی مہر اور انگشتری پر یہ الفاظ کندہ تھے۔

كَلِمَاتٍ بِاللّٰهِ حَسَنٌ وَبِالنَّبِيِّ الْمُؤْمِنِ
وَبِالْوَجْهِ زَيْبِ الْبَلَدِ وَبِالْحُسَيْنِ وَالْحَسَنِ

کشف القمور اور تفسیر نقلیں میں یہ روایت مذکور ہے (کشف القمور جلد ۲ ص ۳۲۲)

مکام الاخلاق کی کتاب اللباس میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی انگشتری کا نقش "اِنَّ اللّٰهَ بَالِغِ اَمْرِہٖ لَآ تَخَافُ اَدْرَاہِمْ زَیْرِنَ الْعَابِدِیْنَ" علیہ السلام لانی میں بھی یہی روایت بیان کی گئی ہے جس میں لفظ "جَمِیْعًا" نہیں ہے۔

راکافی جلد ۱ ص ۴۳۳

نفس المصدر اور تہذیب میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ ارشاد منقول ہے کہ

میرے پدر بزرگوار کی مہر کا نقش "اِنَّ اللّٰهَ بَالِغِ اَمْرِہٖ لَآ تَخَافُ اَدْرَاہِمْ زَیْرِنَ الْعَابِدِیْنَ" علیہ السلام

نفس المصدر جلد ۶ ص ۴۳۳ تہذیب جلد ۱ ص ۳۲۲

حضرت امام کا حلیہ مبارک

فصول المہمہ میں بیان کیا گیا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا چہرہ درمیانی گندمی رنگ کا تھا۔

(الفصول المہمہ ص ۱۹)

تیسرا باب فضائل و مناقب

بزبان جناب جابر بن عبد اللہ انصاری

① امام صدوق میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک روز جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے فرمایا کہ تم زندہ رہو گے یہاں تک کہ تم میرے فرزند محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ملاقات کر لو۔ اور تیرے میں باقر کے لقب سے مشہور ہیں جب تم ان سے ملو تو میرا سلام پہنچانا چنانچہ جناب جابر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ جناب محمد جو ابھی نو عمر تھے اپنے پدر بزرگوار کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر جناب جابر نے ان صاحبزادے سے کہا ذرا قریب تو کیسے پھر کھینے لگے ذرا ہیٹھ پھیرے یہ دیکھ کر جابر کہنے لگے رب کعبہ کی قسم آپ میں تو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتیں اور خصلتیں پائی جاتی ہیں اس کے بعد جناب جابر نے امام زین العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ صاحبزادے کون ہیں تو امام نے فرمایا کہ یہ میرے فرزند اور میرے بعد امر امت کے وارث محمد باقر ہیں۔ یہ سن کر جابر کھڑے ہو گئے اور امام محمد باقر کے قدموں میں گر پڑے اور انہیں بوسہ دیا۔ پھر کہنے لگے کہ فرزند رسول میں آپ کے قربان جاؤں اپنے جد بزرگوار کا سلام پہنچے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہہ دیا امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ سن کر پدر بزرگوار کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا اے جابر جب تک آسمان وزمین باقی ہیں میرے نانا کو میرا سلام پہنچے تم نے مجھے سلام پہنچایا لہذا تم پر بھی میرا سلام ہو۔ (امالی صدوق ص ۲۵۵)

ال ابن شیخ طوسی میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جابر بن عبد اللہ میرے پاس آئے جب کہ میں حلقہ درس و تدریس میں بیٹھا ہوا تھا تو جابر

مجھ سے کہنے لگے کہ ذرا شک مبارک سے کپڑا تو ہٹائیے چنانچہ میں نے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے اپنا سینہ میرے سینے سے ملا دیا اور کہا کہ مجھے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ میں آپ کو ان کا سلام پہنچاؤں۔

(امالی ابن شیح طوسی صفحہ ۱۰۱)

امالی شیخ طوسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان کے پسر بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ ہم جابر بن عبد اللہ انصاری کے پاس پہنچے تو وہ تابنا ہوجھے تھے جب ان کے قریب آئے تو انہوں نے ہماری قوم کے بارے میں دریافت کیا وہ بھی میرے قریب آگئے تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی حسین (علیہ السلام) ہوں تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سر کی طرف بڑھایا اور ادرک کی قبض اور پھینچے کا کپڑا نبیان دینوا اتانا پھر میرے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا کہ سر جابک واھلا اے بھتیجے جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھو تو میں نے ان سے کچھ باتیں دریافت کیں پھر نماز کا وقت آگیا تو جناب جابر ایک مٹنا ہوا کپڑا ادرک کرکھڑے ہوئے جب انہوں نے اسے اپنے دوش پر ڈالا تو اس کے چھوٹے حصہ کی طرف سے اس کے کنارے ڈال دیئے اور ان کی ردا ان کے پیلو میں کھونٹی پر پڑی ہوئی تھی انہوں نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج و عمرہ کے بارے میں تو بتائیے تو انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمودہ اسے بند کیا۔

(امالی شیخ طوسی صفحہ ۱۰۲)

توضیح: مطلب یہ ہے کہ اس کے باوجود ردا ان کے پہلو کے قریب تھی لیکن انہوں نے اسے نہیں اوڑھا اور اس بنے ہوئے پٹے کو کافی سمجھا رہا یہ کہ ساتھ میں نماز ادا کی تو اس سے مقصود یہ ہے کہ حضرت امام نے نماز میں امامت فرمائی۔ اس میں قدم سے اشکال ہے ہو سکتا ہے کہ ان کا لحاظ کیا ہوا اور حضرت امام اور جابر نے برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کی اور ایسا بھی ممکن ہے کہ حضرت امام نے اگلی ہنگ اور ان کے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کو پیش نظر رکھا ہو اس لیے کہ امام معصوم کسی غیر معصوم کی اقتدا نہیں کرتا۔ ائمہ اہل بیت نوا پھوٹے ہوں یا بچے سب ایک حیثیت رکھتے ہیں۔

حضرت امام باقر العلوم ہیں

۲) محمد بن شمر کی روایت باب دوم میں بیان کی جا چکی ہے جس میں جابر بن زبیر جعفری نے اس سوال پر کہ امام محمد باقر کو باقر کیوں کہا جاتا ہے یہ جواب دیا کہ حضرت امام کو باقر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ہی نے علوم کو نشر کیا اور انہیں ہر طرف پھیلایا ہی نہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اسے جابر تم اس وقت تک زندہ رہو گے کہ زندہ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (علیہ السلام) سے بن کا نام تو بیت میں باقر مشہور ہے طاقات کو وجب ان سے ملنا تو میرا سلام کہو دینا۔ ایک دفعہ جناب جابر حضرت امام سے دینے کے ایک راستہ میں ملے تو پوچھنے لگے کہ اے عابد خدا سے آپ کون ہیں تو جواب دیا کہ میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں تو جابر کہنے لگے کہ ذرا آگے بڑھیے تو آپ آگے بڑھے پھر بولے ذرا پیچھے ہٹئیے تو آپ پیچھے کی طرف ہٹے جابر کہنے لگے کہ رب کہہ کی قسم ان میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عادتیں پائی جاتی ہیں پھر کہا بیٹا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے یہ سن کر حضرت امام نے جواب میں فرمایا کہ جب تک آسمان وزمین قائم ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا بھی سلام ہوا اور تمہیں بھی میرا سلام کہ تم نے مجھے سلام پہنچایا اس کے بعد جناب جابر نے عین بار اسے باقر اے باقر اے باقر کہا ہے شک آپ ہی باقر ہیں آپ ہی علم کو دعوت دیں گے اس کے بعد جناب جابر حضرت امام کی خدمت میں آتے رہے اور آپ کے سامنے بیٹھتے تھے اور حضرت امام انہیں تعلیم دیتے تھے جب کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے بیان کرنے میں ان سے منالطہ ہوتا تو حضرت امام انہیں صحیح بات بتاتے اور اسے یاد دلا دیتے تھے اور جناب جابر اسے تسلیم کرتے تھے اور آپ ہی کے ارشادات کا اعتراف کرتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ اے باقر اے باقر اے باقر میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ آپ بچپن ہی میں علم و حکمت سے سرفراز ہو چکے ہیں۔

محل الشرائع جلد ۱ ص ۳۳۳

مولف فرماتے ہیں کہ اسی طرح کی بہت سی روایات و اخبار حضرت ائمہ اثنی عشر کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

۳) خراج میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب جابر بن عبد اللہ انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو زندہ تھے اور ہم اہل بیت کے بڑے قریب و مند تھے مسجد نبوی میں حاضر اور اٹھ کر تشریف لے جاتے تو باقر باقر پکارتے تھے یہ دیکھ کر اہل بیت کہا کرتے کہ جابر کو ہڈیاں ہو گئی ہے اور یہ بیکی بیکی باتیں کہنے لگے ہیں جس کے جواب میں وہ فرماتے کہ خدا کی قسم مجھے ہڈیاں نہیں ہوا میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جابر تم اس مرد سے لوگے جس کا نام برسے نام پر ہوگا اور جس کی ماتیں اور صلتیں میری بیسی ہوں گی وہ علم کو پوری طرح پھیلانے گا یہی وجہ ہے کہ میں اس طرح پکارتا رہتا ہوں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اسی دوران میں ایک دن جناب جابر بن عبد اللہ کے راستہ میں دک کرکھڑے ہو گئے اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام گزرے جب ان پر جابر رضی اللہ عنہما

کی نظر پڑی تو کہنے لگے اسے صاحبزادے ذرا آگے بڑھیے حضرت امام آگے بڑھے پھر کہا ذرا پیچھے ہٹیں آئیے پیچھے ہٹے تو جابر کہنے لگے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں جابر کی جان ہے یہ تو سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات اور خصلتیں ہیں یہ فرمائیے کہ آپ کا نام کیا ہے تو امام نے فرمایا کہ میرا نام محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے یہ سن کر جابر نے آپ کے سر مبارک کا بوسہ لیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کے جد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے حضرت امام نے فرمایا کہ جناب رسالتناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا سلام پہنچے اس کے بعد حضرت امام باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری بات سنائی آپ میختر ہوئے اور فرمایا بیٹا کیا جابر نے ایسی بات کی تو عرض کیا جی ہاں تو امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا بیٹا گھر کے اندر رہا کرو چنانچہ جناب جابر صبح و شام جناب امام کے پاس آتے تھے جس پر اہل مدینہ کہنے لگے کہ تعجب ہے کہ جابر ان صاحبزادے کے پاس دو دنوں وقت آتے ہیں یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری صحابی ہیں جو باقی رہ گئے ہیں یہ جناب جابر کا یہ سلسلہ جاری رہا کہ امام زین العابدین کی رحلت ہو گئی اور امام محمد باقر علیہ السلام جابر کے پاس ان کے صحابی رسول ہونے کے پیش نظر آتے رہتے تھے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام لوگوں سے خدا تعالیٰ کے بارے میں گفتگو فرماتے تو اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ ہم نے ان سے زیادہ نثر اور بے باک کسی کو نہیں دیکھا جب جناب امام نے ان کی ان باتوں کو سنا تو آپ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرماتے لگے تو مدینہ والے یوں کہنے لگے کہ ہم نے ان سے زیادہ کسی کو (معاذ اللہ) سمجھا نہیں پایا جو ان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جنہیں انہوں نے دیکھا تک نہیں جب حضرت امام نے ان کی یہ بات بھی سنی تو آپ نے جناب جابر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کردہ احادیث بیان کرنا شروع کر دیں جس پر لوگوں نے آپ کی تعریف کی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جابر میرے پدر بزرگوار کے پاس آتے رہے اور ان سے علم حاصل کرتے رہے۔

(الکافی جلد ۱ ص ۲۶۹)

یہی روایت الاختصاص اندھ جال الکشی میں بھی مذکور ہے والاختصاص ص ۲۶۲ جال الکشی ص ۲۶۲

وضاحت مذکورہ روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے امام محمد باقر علیہ السلام سے جناب جابر کی باتیں سننے کے بعد فرمایا کہ گھر سے باہر نہ جایا کرو۔ ممکن ہے کہ اس کی یہ وجہ ہو کہ آپ کو اس کا اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ کے لوگ حسد کی وجہ سے آپ کو ایذا نہیں دینے لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امام باقر علیہ السلام کو سلام

۴) ————— الارشاد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ پدر بزرگوار نے فرمایا کہ میں جابر بن عبد اللہ کے پاس آیا تو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب سلام دیا اور مجھ سے پوچھا آپ کون ہیں اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جب جناب جابر کی بیٹائی جاتی رہی تھی تو میں نے کہا کہ میں محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہوں تو وہ بوسے ذرا میرے قریب آئے میں ان کے قریب ہوا تو انہوں نے میرا ہاتھ چمچا پھر میرے قدموں کی طرف بچھے کہ ان کا بوسہ لیں تو میں ذرا پیچھے ہٹا جناب جابر کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے میں نے جواب میں کہا کہ آنحضرت جہاد محمد پر بھی برکات اور سلامتی کا خدا کی طرف سے نزول ہوا حضرت امام نے جناب جابر سے دریافت فرمایا کہ یہ کب کی بات ہے تو انہوں نے کہا کہ ایک دن میں رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا تو مجھ سے ارشاد فرمایا اسے جابر تم اس وقت زندہ رہو گے کہ میرے فرزندوں میں سے ایک فرزند سے ملاقات کرو جو جن کا نام محمد بن علی بن الحسین ہو گا وہ خداوند عالم انہیں قدر و محبت عطا فرمائے گا جب ان سے ملو تو میرا سلام کہنا۔ (الارشاد ص ۱۸۸)

۵) ————— کشف الغم میں ابو النضر محمد بن مسلم مکی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم جابر بن عبد اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور آپ کے ساتھ آپ کے صاحبزادے امام محمد باقر علیہ السلام بھی تھے تو اچھی بچے تھے تو امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے ذریعے سے فرمایا کہ بیٹا اپنے چچا کے سر کا بوسہ لو یہ سن کر امام محمد باقر علیہ السلام جناب جابر کے قریب آئے اور ان کے سر کو جو جابر نے جناب جابر سے کہا کہ آپ کون ہیں اور یہ وہ زمانہ تھا کہ جابر مدینہ میں تھے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ میرے بیٹے محمد ہیں چنانچہ جابر نے انہیں اپنے سینے سے لپٹا لیا اور کہنے لگے اسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کہا ہے چنانچہ وہاں موجود بعض لوگوں نے کہا کہ یہ کیسے ہوا تو جناب جابر نے جواب دیا کہ ایک دن میں جناب رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت امام حسین ان کی گود میں تھے کہ آپ ان سے کہیں رہے تھے تو فرمایا کہ اسے جابر میرے فرزند حسین کا ایک فرزند پیدا ہو گا جس کا نام علی ہو گا جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک ستادی آواز دے گا کہ سید الساجدین سے کہو کہ جو جابر بن محمد کے بیٹے علی کہو کہ ہو جائیں گے اور انہی علی کے ایک فرزند محمد ہوں گے اسے جابر جب تم ان سے ملو تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی جان لو کہ تمہاری زندگی ان سے ملاقات کے بعد بہت تھوڑی ہوگی چنانچہ یہی ہوا کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کے بعد جابر نے تھوڑے دنوں میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔

(کشف الغم ص ۳۲۱)

لیٹ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کہتے تھے کہ جناب جابر نے مجھ سے

کہا کہ آپ تمام مخلوق میں بہتر انسان کے فرزند ہیں آپ کے جد بزرگوار جو ان اہل جنت کے سردار ہیں اور آپ کی جدہ ماجدہ تمام عالموں کی خورقوں کی سردار ہیں۔

④ امام محمد باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے کہ ایک دن جابر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ذرا اپنے شکم مبارک سے کپڑا تو بنائیے تو میں نے ایسا ہی کیا جس پر انہوں نے اپنا سینہ و شکم میرے سینہ و شکم سے ملا دیا اور کہا کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو ان کا سلام پہنچاؤں۔ (نفس المصدر مستطاب)

مخالف السؤؤل میں بھی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (مسئلہ)

⑤ الاختصاص میں ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ جتنے فضائل میرے پدر بزرگوار کے ہیں اتنے کسی کے نہیں ہیں اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جابر بن عبد اللہ سے فرمایا تھا کہ جب تم میرے فرزند سے ملو تو انہیں میرا سلام کہنا چنانچہ ایک دفعہ جناب جابر امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپ نے ان سے امام محمد باقر علیہ السلام سے ملنے کی درخواست کی تو حضرت امام نے فرمایا کہ وہ باہر چلے گئے ہیں میں ابھی کسی کو بھیج کر انہیں بلاتا ہوں۔ ہشام کہتے ہیں کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے کسی کو انہیں بلانے کے لیے بھیجا جب وہ تشریف لائے تو جناب جابر نے انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچایا اور ان کے سر کو جو اور گئے سے لگایا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے جد محرم پر اور تم پر بھی سلام ہو اس کے بعد جابر نے حضرت امام سے درخواست کی کہ بروز قیامت آپ میری شفاعت فرمائیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ میں جابر میں مزد شفاعت کروں گا۔ (الاختصاص مسئلہ)

رجال انکشی میں بھی مذکورہ روایت اسی طرح بیان کی گئی ہے۔ (مسئلہ)

مولف فرماتے ہیں کہ اس باب کی مناسبت سے جناب جابر کی اخبار و روایات باب نصوص الرسول دباہ ائمہ اثنا عشر میں بیان کی گئی ہیں۔

پوٹھا باب

ثبوت امامت و ارث علم و تبرکات

① عیسیٰ بن عبد اللہ نے اپنے والد اور داناسے روایت کیا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام اپنی رحلت کے وقت اپنے فرزندوں کی طرف متوجہ ہوئے جو آپ کے پاس جمع تھے پھر آپ نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف رخ کر کے فرمایا اے محمد یہ ایک مندوق ہے اسے اپنے گھر لے جاؤ اور یہ سمجھ لو کہ اس میں نہ دینار ہیں نہ درہم بلکہ یہ مندوق خواد علم سے مہور ہے۔ (البصائر جلد ۴ باب ۱۳۳)

اعلام الهدی میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔ (مسئلہ) اور کافی میں بھی اسی طرح یہ روایت مذکور ہے۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۱۱)

البصائر میں اس طرح مذکور ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب امام زین العابدین علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو اس سے پہلے کہ آپ دنیا سے مفارقت فرمائیں آپ نے ایک جامہ دان یا مندوق جو آپ کے پاس محفوظ تھا منگوایا اور امام محمد باقر علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اس مندوق کو اٹھا کر لے جاؤ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ مندوق اتنا بھاری تھا کہ اُسے چار آدمیوں نے مل کر اٹھایا جب امام زین العابدین علیہ السلام رحلت فرمائے تو امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس ان کے صحابی حاضر ہوئے اور مندوق میں رکھی ہوئی چیزوں کے دعوے ہوئے اور کہنے لگے کہ اس مندوق کی چیزوں میں سے ہمارا حصہ نہیں دیکھیے تو حضرت امام نے جواب دیا کہ خدا کی قسم اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں اور اگر اس میں تمہارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہر بزرگوار اس مندوق کو میرے حوالے نہ فرماتے اور سب کو ان کے حصے تقسیم فرمادیتے اس مندوق میں جناب صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار اسلحہ ہے اور آپ کی کتابیں ہیں۔ (البصائر جلد ۴ صفحہ ۱۱۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی زہری روایت اعلام الورعی میں بیان کی گئی ہے کہ (۲) اندکانی میں بھی اسی طرح ہے جلد ۱ ص ۱۳۱
وضاحت مذکورہ روایت میں بیان کیا ہے کہ مندرجہ کو چار آدمیوں نے بل کر اٹھایا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بھاری تھا اس لیے کہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات نبوت اسلحہ اور کتابیں اللہ صانف تھے۔

(۲) خراج بن ابوخالد سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کے بعد کون امام ہوں گے تو فرمایا کہ میرے فرزند محمد ہوں گے جو ہر سو علم کو پھیلائیں گے۔ (الخراج والخراج ص ۱۵۵)

آپ کا حق امامت و ولایت

(۳) اعلام الورعی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے ابن حزم کو خط میں لکھا کہ حضرت علیؓ اور جناب عمرؓ عثمانؓ کے اوقات کا حساب و کتاب مجھے بھیج دیا جائے۔ ابن حزم نے زید بن امام حسن علیہ السلام سے جو والد امام میں بلوا نظر پڑے تھے رابطہ قائم کیا اور اس کے بارے میں پوچھا تو زید نے کہا کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے بعد حق ولایت امام حسنؓ کو حاصل ہوا اور ان کے بعد امام حسینؓ اور پھر امام علی بن الحسین کو یہ حق پہنچا اور ان کے بعد امام محمد بن علی باقر کو یہ حق ولایت حاصل ہوا۔ لہذا یہ انہی کے پاس بھیجے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابن حزم نے میرے پر بزرگوار امام محمد باقر کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے مجھ اس کے لیے ایک منظر دیکھ کر روانہ کیا تو میں نے ابن حزم کو جاکر وہ خط دے دیا تو بعض لوگ کہنے لگے کہ اس بات کو امام حسن علیہ السلام کے صاحبزادے سمجھتے ہیں تو ابن حزم نے کہا یہ تو ایسا ہی ہے جسے یہ معلوم ہے کہ یہ رات ہے بس وہ ان سے حسد میں گرفتار ہیں اگر وہ حق کو حق کی صورت میں طلب کرتے تو ان کے لیے بہتر ہوتا لیکن وہ دنیا کے طلب گار ہیں۔ (اعلام الورعی ص ۱۵۶)

وصیت امام زین العابدین

(۴) کفایت الاثر میں عثمان بن خالد نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک بار امام زین العابدین ایسے بیمار ہوئے کہ اس میں ان کی رحلت واقع ہو گئی چنانچہ حضرت امام نے اپنے ہم عمری وقت اپنے فرزند محمد بن امام محمد باقر و حسن عبداللہ بن زید اور حسین کو جمع کیا اور اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو وصیت فرمائی اور انہیں باقر کا لقب رکھا گیا اور سب لوگوں کے معاملات کو امام محمد

باقر کے پر فرمایا اور اس طرح وصیت فرمائی کہ بیٹا علم عقل کا لہنا ہے اور عقل علم کی زبان ہے اور زبان کو کہ علم ایک بہتر محافظ ہے اور زبان بہت زیادہ غلط گو بھواس کرنے والی چیز ہے۔ بیٹا دنیا کی پوری کی پوری اجماعی دو باتوں میں اگلی ہے یہ کہو کہ معیشت و معاشرت کی نیکی اور اصلاح ایک پیامند بھروسے جس کا دو تہائی سمجھ لو تو ہر دو دانائی دہوشکاری ہے اور ایک تہائی جہتہ بہہ التفاتی اور تقاضی ہے اور انسان اسی چیز سے غفلت برتا ہے جس سے واقفیت رکھتا ہے۔ بیٹا یہ بھی جان لو کہ زندگی گزارنے والے لمحات تمہاری زندگی کو کم کر رہے ہیں اور تمہیں کوئی نعمت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک تم دوسری جہل نہ جانے لہذا جلدی جڑی امیدوں اور آرزوں سے بچتے رہو کہتے ایسی آرزو رکھنے والے لوگ ہیں جن کی آرزو پوری نہیں ہوتی اور کہتے ایسے مال کے جمع کرنے والے ہیں کہ انہوں نے اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا اور کہتے ایسے لوگ ہیں جو دل میں رنج لیے ہوئے دولت کو یوں ہی پھونک کر دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں شاید انہوں نے وہ مال ناجائز طور پر جمع کیا ہو اور کسی کا حق مار لیا ہو اور وہ مال حرام کی گمانی ہو پھر اسے وراثت میں چھوڑا ہو ایسے آدمی اس کا بوجھ اٹھائیں گے اور خدا کی طرف یہ بارے کر جائیں گے یقیناً یہ ایک کھلا ہوا گناہ ہوگا۔ (کفایت الاثر ص ۱۶۱)

(۵) کفایت الاثر میں مالک بن امین سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ بیٹا میں نے تمہیں اپنے بعد اپنا جانشین اور امام مقرر کیا ہے جو بھی میرے اور تمہارے درمیان امامت کا دعویٰ کرے گا تو خداوند عالم قیامت کے دن اس کے گلے میں لہنگ کا طوق ڈال دے گا۔ تمہیں خدا کی حمد اور اس کا شکر بجالانا چاہیے بیٹا! اس شخص کا شکر یہ ادا کرو جو تم پر احسان کرے اور جو تمہارا شکر یہ ادا کرے اُس پر احسان کرو جب تک شکر ادا کرتے رہو گے نعمت نازل نہ ہوگی اور جب ناشکری اور کفران نعمت کرنے لگو تو نعمت جاتی رہے گی اور اس نعمت کا شکر ادا کرنے والا جس کا شکر واجب ہے اپنے عسکر کی بجا آوری کی وجہ سے پٹا خوش قسمت ہے اس کے بعد امام زین العابدین علیہ السلام نے یہ سیر مبارکہ تلاوت فرمائی: **لَیْسَ فِیْکُمْ شَکْرٌ وَلاَ فِیْکُمْ نِکْمٌ وَلاَ فِیْکُمْ ذِکْرٌ وَلاَ فِیْکُمْ اِذْکَارٌ وَلاَ فِیْکُمْ اِذْکَارٌ وَلاَ فِیْکُمْ اِذْکَارٌ** (سورہ البقرہ آیت ۷) اگر تم میرا شکر کرتے رہو گے تو میں نعمتوں میں زیادتی کروں گا اور اگر تم نے ناشکری کی تو یاد رکھو میرا غضب سخت ہے۔ (کفایت الاثر ص ۱۶۱)

لوح محفوظ میں الئمہ کے اسما کا اندراج

(۶) کفایت الاثر میں زہری سے منقول ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں اس بیماری کے دوران میں حاضر ہوا جس میں حضرت نے رحلت فرمائی آپ کے سامنے ایک پیش کش ہوئی

تھی جس میں روئی اور کاسنی تھی حضرت امام نے فرمایا کہ تم بھی کھاؤ میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول میں کھانا کھا چکا ہوں تو آپ نے فرمایا یہ ہند بار ہے میں نے عرض کیا کہ حضور ہند بار کی کیا فضیلت ہے کہ ہند بار کا کوئی پٹا ایسا نہیں جس پر جنت کے پانی کا کوئی قطرہ نہ ہو اس میں ہر مرض کی شفا ہے۔ زہری کہتے ہیں کہ پھر کھانا بڑھا لیا گیا اور روغن لایا گیا اور حضرت امام نے فرمایا کہ اسے ابو عبد اللہ یہ روغن تناول کرو تو میں نے عرض کیا کہ میں روغن کھا کر حاضر ہوا ہوں حضرت امام نے فرمایا کہ یہ روغن بنفسہ ہے جس پر میں نے دریافت کیا کہ روغن بنفسہ کی تمام دوسرے روغنوں پر کیا فضیلت ہے تو فرمایا ایسی فضیلت ہے جیسے اسلام کو دوسرے دینوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اس کے بعد حضرت کے صاحبزادے محمد تشریف لائے تو آپ نے ان سے ایک راز طرانہ طویل گفتگو فرمائی جس میں سے کچھ باتیں میں نے بھی سنیں۔ فرمایا کہ بیٹا دوسروں کے ساتھ فوسل اخلاقی سے پیش آنا میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول اگر تم اہلی یہی ہے تو اس سے بچنے کا کوئی چارہ نہیں اور اس وقت میرے دل میں خیال گزرا کہ آپ اپنی موت کی اطلاع دے رہے ہیں تو یہ فرمائیے کہ آپ کے بعد خلافت کا منصب کس طرف پلٹے گا تو ارشاد فرمایا کہ یہ منصب میرے اس فرزند کو ملے گا اور امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا کہ میرے وہی وجانشین اور میرے علم کے متدرق ہیں علم کا معدن اور اس کے وسیع کرنے والے ہیں۔

زہری کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا کہ فرزند رسول باقر علیہ السلام کے کیا معنی ہیں تو فرمایا کہ میرے خالص دوست اور پیروی کرنے والے ان کی طرف رجوع کریں گے اور یہ علم کو شگافتہ اور وسیع کریں گے اس کے بعد حضرت امام نے اپنے فرزند امام محمد علیہ السلام کو ایک کام کے لیے بازار کی طرف روانہ کیا۔ جب صاحبزادے واپس آئے تو میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول کیا آپ نے اپنی اولاد میں سے سب سے بڑے کو وصیت نہیں فرمائی تو جواب دیا کہ اسے ابو عبد اللہ امامت کے لیے چھوٹے اور بڑے کا کوئی فرق نہیں اور ہمیں یہی حکم رسول ملا ہے اور ایسا ہی ہم نے لوح اور صحیفہ میں لکھا ہوا دیکھا ہے میں نے پھر دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عہد کتنے افراد کے بارے میں ہے جو ان کے بعد وہی وجانشین ہوں گے امام نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوح و صحیفہ میں بارہ نام لکھے ہوئے دیکھے ہیں اور ان کے ماں باپ کے نام بھی ان میں درج ہیں۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ میرے فرزند محمد باقر کی نسل سے سات دہی ہوں گے جن میں حضرت امام محمدی رحیل اللہ فیہم بھی شامل ہیں۔

کافیۃ الافراد ۳۱۹

پانچواں باب

معجزات امام محمد باقر علیہ السلام

ابالی شیخ زمر میں محمد بن سلیمان نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک شامی جس کی ماہرت مدینہ میں تھی جناب ابو جزم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آتا جاتا تھا اور آپ کی محبت میں بھی بیٹھا کرتا تھا ایک دن آپ سے کہنے لگا کہ اے محمد مجھے آپ کی مجلس میں شرم آتی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے زیادہ آپ اہل بیت سے دشمنی رکھنے والا روئے زمین پر کوئی اور دوسل ہو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ معصیت کی دشمنی میں خدا اور رسول اور امیر المؤمنین کی اطاعت ہے لیکن میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ صاحب فصاحت و بلاغت ہیں اور ادب و حسن کلام میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں اور میرا یہ آنا جانا اسی وجہ سے ہوتا ہے حضرت امام نے اس کے لیے اچھے الفاظ استعمال کیے اور فرمایا کہ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کچھ دنوں کے بعد وہ شامی بیمار ہو گیا جب بیماری کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ایک قریبی عزیز سے کہا کہ جب تم مجھ پر کپڑا ڈال دو تو امام محمد باقر علیہ السلام کو لانا اور ان سے درخواست کرنا کہ وہ میرے جنازے کی نماز پڑھیں اور انہیں یہ بھی بتا دینا کہ میں نے تمہیں اس بات کا حکم دیا ہے جب آدھی رات ہوئی تو عزیزوں کو یقین ہو گیا کہ یہ ٹھنڈا ہے اور رچکا ہے۔ جب صبح ہو گئی تو اس کا وارث مسجد میں آیا جب حضرت امام نماز سے فارغ ہو ہو چکے تو اس نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شامی نے انتقال کیا اور اس کی آپ سے یہ درخواست تھی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھیں تو امام نے فرمایا ہرگز نہیں شام کا علاقہ تو سرد اور ٹھنڈا ہے اور نماز میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ لہذا تم جاؤ اور دیکھو دفن میں جلدی نہ کرنا پھر حضرت امام اپنی جگہ سے اٹھے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور مسجد میں چلے گئے یہاں تک کہ سوسے نکل کر باہر آپ کو گھر سے ہونے اور اس شامی کے مکان پر تشریف لائے اسے آواز دی تو اس

نے جواب دیا حضرت امام اُس کے پاس بیٹھے اور اسے سہارا دے کر بٹھایا اور تو سگلا کر اسے پلایا اور اس کے اہل خانہ سے فرمایا کہ اسے شکم سیر کر دو اور ٹھنڈی غذا سے اس کے سینہ کو ٹھنڈک پہنچاؤ اس کے بعد امام واپس قشربین لے آئے ابھی کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ وہ شامی تندست ہو گیا اور خدمت امام میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں تنہائی میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں حضرت نے اس کا موقع دیا تو شامی کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کی مخلوق پر اس کی حجت ہیں اور اس کا وہ دروازہ ہیں جو آسمان کا صیغہ راستہ ہے جو شخص آپ کے سوا کسی دوسرے دروازے سے آیا وہ نامراد اور گھاسٹے میں رہا اور گمراہ ہو گیا۔

حضرت امام نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا گزری تو کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں

سیری روح اس سے باخبر ہے اور میں نے آنکھوں سے بھی دیکھا اور انہوں نے مجھے حیرت میں نہیں ڈالا کہ ایک آواز دینے والے کو میں نے اپنے کانوں سے یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ میں نیند کے عالم میں بھی نہ تھا کہ اس کی روح کو لوٹا دو کہ اس لیے کہ ہم سے جناب امام محمد بن علی نے اس بارے میں سوال کیا ہے اس پر حضرت امام نے فرمایا کہ کیا کچھ معلوم نہیں کہ خدا اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کے عمل سے بغض رکھتا ہے اور نیند سے بغض رکھتا ہے اور اس کے عمل کو دوست رکھتا ہے محمد بن سلیمان کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں داخل ہو گیا اللہ الملوں صلا مناقب بن شہر آشوب میں بھی مذکورہ روایت نقل کی گئی ہے۔ (جلد ۳ صفحہ ۳)

الواح توریت کی حضرات ائمہ کے پاس موجودگی

۲) البصائر میں ابن مسکن نے لیس مرادی سے نقل کیا ہے جسے انہوں نے سدیر کے حوالے سے بیان کیا اور کہا کہ جب میں نے یہ بات سنی تو میں سدیر کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ لیس مرادی نے آپ سے ایک حدیث کو روایت کو کے مجھ سے بیان کیا ہے تو سدیر کہنے لگے کہ وہ حدیث کیا ہے میں نے کہا کہ میں آپ پر قرآن وہ حدیث یاقی ہے تو کہنے لگے اچھا سوئمنی ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ہمیںوں کا ایک شخص آیا تو حضرت ان سے میں نے کہا کہ بارے میں پوچھنے لگے اور وہ جوابات دیتے رہے حضرت نے پوچھا کہ تم یمن میں فلاں فلاں گھر کر جانتے ہو تو انہوں نے جواب میں کہا کہ ہاں میں نے اس گھر کو دیکھا ہے پھر حضرت امام نے فرمایا کہ اس کے پاس اس طرح کی چٹان ہے کیا تم اس سے واقف ہو؟ تو اس یمن نے عرض کیا کہ حضور میں نے اسے بھی دیکھا ہے پھر وہ یہی کہنے لگے کہ میں نے آپ سے زیادہ خبروں کے حالات کا جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا وہ یمن جاننے کے لیے گھر سے ہوئے تو حضرت امام نے مجھ سے فرمایا اے ابوالفضل بن وہ چٹان ہے کہ جہاں حضرت موسیٰ نے نعت کی حالت

میں توریت کی تختیاں پھینک دی تھیں لیکن اس چٹان نے توریت کا کوئی حصہ بھی ضائع نہیں کیا۔ حسب خداوند ملنے جناب رسالتا علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا تو وہ تختیاں آپ کی طرف آئیں جو اب ہمارے پاس ہیں۔ (البصائر جلد ۳ باب ۱۱ ص ۱۱)

معرفت اسم اعظم

۳) نفس المصدا میں عمر بن منذر سے منقول ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سچے لوگوں کو آپ کی نگاہ میں کوئی میرا مقام ہے؟ تو حضرت امام نے فرمایا ہاں ایسا ہے عمر بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے امام سے عرض کیا کہ حضور میری ایک حاجت ہے پوچھا وہ کیا حاجت ہے میں نے عرض کیا کہ مجھے اسم اعظم تعلیم فرمادیں جس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں اس کی برادرت کی طاقت و صلاحیت ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں حضور طاقت ہے تو امام نے فرمایا اچھا اس مکان کے اندر تو آؤ عمر بن منذر کہتے ہیں کہ حضرت امام گھر میں داخل ہوئے اور زمین پر اپنا ماتھ رکھا تو مکان میں اندھیرا چھا گیا یہ دیکھ کر بہت گھبرائے اور کہا کیا ہٹ ملادی ہو گئی جس پر حضرت امام نے فرمایا اب کیا کہتے ہو کیا میں تمہیں اس حالت میں اسم اعظم کی تعلیم دوں تو انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر حضرت امام نے اپنے ماتھ کو اُس جگہ سے اٹھایا تو گھر سے اندھیرا جانا رہا۔ (نفس المصدا جلد ۴ باب ۱۲ ص ۱۲)

مناقب ابن شہر آشوب میں عمر بن منذر کی یہ روایت اختلاف کے ساتھ بیان کی گئی ہے جلد ۲ ص ۲۲۰۔

۴) بقا میں ابو بصیر سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے ایک صحابی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے آج تک امام محمد باقر علیہ السلام کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل نہیں کیا یہ سنا تھا کہ میں نے جلدی سے ایک خط نکالا جو حضرت امام سے میری ملاقات کا ثبوت تھا جو حج سے پہلے زمانے کا تھا پھر میں مدینہ گیا اور حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تہلدی اس جنبد ہٹ کا کیا بنا تو میں نے کہا کہ حضور فلاں شخص لے خواہ مخواہ مجھ سے یہ کہا کہ تم نے آج تک حضرت امام سے شرف ملاقات حاصل نہیں کیا۔ (البصائر جلد ۵ باب ۱۱ ص ۱۱)

۵) البصائر میں عبداللہ بن عطار کی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ مجھے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا شوق ہوا اس وقت میں مکہ میں تھا چنانچہ میں مدینہ پہنچا اور میں حضرت امام کی زیارت کے شوق میں ہی مدینہ آیا تھا لیکن اس رات میں شدید بارش ہو گئی اور سخت سردی تھی چنانچہ آج رات گئے حضرت امام کے دروازے پر پہنچا اور اپنے دل میں کہا کہ اس وقت تو دروازے پر دستک نہیں دوں گا اور صبح ہونے کا انتظار کروں گا میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میں نے حضرت امام کی آماجگاہ کو کب سے فرما رہے تھے کہ ابن عطار کے لیے دروازہ کھول دو اس وقت وہ سردی اور

تکلیف میں مبتلا ہیں چنانچہ اس کیلئے دروازہ کھولا اور میں حضرت امام کی خدمت میں پہنچ گیا۔
(البعائر جلد ۵ باب ۱۳ ص ۱۳)

کشت الخ اور مناقب بن شہر آشوب میں اسی طرح مروی ہے کشف القلوب من مناقب جلد ۱ ص ۱۳

اعجازات اماتم

۶) البعائر میں عبدالرحمن بن سیر سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک وادی سے گزر ہوا آپ نے وہاں ایک خیمہ لگایا پھر حضرت ایک درخت لگایا کے قریب تشریف لائے وہاں آپ نے کچھ اس طرح حمد الہی کی کہ میں کچھ مدد سمجھ سکا پھر فرمایا اے وحی جو کچھ تجھے خدا نے دیا ہے اس میں کھانے کے لیے مجھے بھی کچھ پھل دے امام جعفر صادق علیہ السلام کا بیان ہے کہ اس میں سے مرغ اور زرد کھجوریں گرنے لگیں آپ نے انہیں تناول فرمایا اور ابوامیہ انصاری نے بھی جو آپ کے ساتھ تھے ان میں سے کچھ کھجوریں کھائیں پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ امیہ مبارک و حضرت بنی ایلک بن جنح التخلک بن تسقبط علیک بن مرطابا جتبیہ لکھنویہ ص ۲۵) رخسے کی بڑ بڑکھ کر اپنی طرف بلاؤ تم پر کچھ پکے تازہ خرے پھریں گے ہمارے لیے اسی طرح ہے جس طرح حضرت مرثم کے لیے نازل ہوئی (البعائر الدرجات جلد ۵ باب ۱۳ ص ۱۳)

مناقب امین شہر آشوب میں یہ روایت عبدالرحمن بن سیر اسی طرح بیان کی گئی ہے جلد ۱ ص ۱۳

۷) البعائر میں عبدالرحمن بن مطاس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مکہ میں ایک دفعہ رات کے قریب پہنچا اور طواف وسی سے فارغ ہوا ابھی کچھ رات باقی تھی کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے سوچا کہ رات کا باقی حصہ حضرت سے بات چیت میں گزار دوں چنانچہ حضرت امام کے دروازہ پر پہنچا اور دستک دی تو میں نے حضرت امام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر عبداللہ آئے ہیں تو انہیں اندر آئے دو پھر آواز آئی کہ دروازے پر کون ہے تو میں نے جواب دیا کہ عبداللہ بن مطاس ہے تو فرمایا اندر آ جاؤ۔ (البعائر جلد ۵ باب ۱۳ ص ۱۳)

۸) البعائر میں جناب ابولہب سے منقول ہے کہ میں امام محمد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں؟ تو فرمایا ہاں تو میں نے عرض کیا کہ آنحضرت تمام انبیاء کرام کے وارث ہیں اور ہر اس امر کے عالم ہیں جس کا انہیں علم تھا تو ارشاد فرمایا ہاں ہاں ایسا ہی ہے پھر میں نے عرض کیا کہ کیا آپ یہ قدرت رکھتے ہیں کہ مردوں کو زندہ کر دیں اور پیدائشی نابینا اور جنم درہن میں مبتلا آدمی کو شفا عطا فرمائیں فرمایا ہاں خداوند عالم کے اذن اور اس کی مرضی سے ہم اس کی قدرت رکھتے ہیں پھر فرمایا ابو محمد ذرا قریب آؤ

میں قریب ہوا تو آپ نے میری آنکھوں اور چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو میں بینا ہو گیا اور میں نے سورج آسمان و زمین پر راگھرا اور گھر کی ہر چیز کو آنکھوں سے دیکھ لیا پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اسی حالت میں رہ کر روز قیامت عام لوگوں کی طرح امید و بیم میں رہو جیسے پیٹے تھے ویسے ہی ہو جاؤ اور جنت تہا کے لیے جو میں نے عرض کیا کہ میں پہلی حالت میں رہنا چاہتا ہوں تو حضرت نے پھر میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو میں پہلے کی طرح نابینا ہو گیا۔

علی بن الحکم کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کا ابن ابی مرثم سے ذکر کیا تو وہ کہنے لگے کہ میں گویا دیتا ہوں کہ یہ سب کچھ اسی طرح ہی ہوا جیسے دن کا ہونا ہی ہے۔ (فہرست المدر جلد ۶ باب ۲ ص ۲۴) یہی روایت اعلام الوری ص ۱۳ مناقب جلد ۲ ص ۱۳۱ اور الذرائع والجرایح ص ۱۹ میں تصوف سے فرق کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

رجال الکشی میں یہی ذکر ہے روایت علی بن حکم سے بیان کی گئی جس میں تھوڑا سا فرق

پایا جاتا ہے (ص ۱۳۱)۔

۹) البعائر میں علی بن مقبر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ جبابہ والہبہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت امام نے پوچھا جبابہ کیا بات ہے کہ تم ایک عرصہ کے بعد یہاں آئی ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے سرکے بالوں کی سفیدی چڑھا ہے اور نونوں کی زیادتی کے ایسا بنا دیا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ ذرا میں بھی تو دیکھوں جبابہ کہتی ہیں کہ میں حضرت کے قریب ہوئی تو آپ نے میرے سرکے درمیان میں اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا ذرا آئینہ تولو تو میں نے آئینہ لیا اور اس میں دیکھا کہ میرے سرکے درمیان سارے بال سیاہ ہو گئے جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور میری خوشی سے حضرت امام بھی خوش ہوئے۔ (البعائر جلد ۶ باب ۲ ص ۲۴)

اطاعت پرندگان و درندگان

۱۰) البعائر میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ قریب کا ایک جڑوا خدمت امام میں آیا اور دونوں اپنی بول میں کچھ کہنے لگے حضرت امام نے اسی بول میں انہیں جواب دیا پھر وہ اڑ کر ایک دیوار پر جا بیٹھے تو نے منہ مادہ سے اپنی زبان میں کچھ کہا اور وہ دونوں اڑ گئے یہ دیکھ کر میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہوں پھر فرمایا کہ کیا معاملہ ہے تو فرمایا اسے ابن مسلم ہر چیز کو خدا نے پیدا کیا ہے خواہ وہ پرندوں میں سے ہو یا چوہالوں میں سے ہو کوئی اور جاندار جو اولاد آدم سے زیادہ ہماری بات سنتے ہیں اور جاری اطاعت کرتے ہیں بس پوچھو میں تم کو اپنی مادہ کی طرف سے برگمانی ہو گئی تھی جس پر مادہ نے قسم کھائی مگر

اس نے اس طرح کا کوئی کام نہیں کیا جسے نہ قبول نہیں کیا تو مادہ سے کہنے لگی کہ کیا تو حضرت امام محمد بن علی بن الحسین کے فیصلہ پر راضی ہے تو دونوں مجھ پر رضامند ہو گئے اور میں نے نہ کوئی تیار کر وہ اپنی مادہ پر تعلق کر رہا ہے تو نہ سے مادہ کو پتہ بچھا۔

(نفس المصداق جلد ۱ باب ۳ صفحہ ۹)

منائب ابن شہر آشوب میں محمد بن مسلم سے اس طرح مذکور ہے جلد ۲ صفحہ ۲۷۲

① البصائر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا جبین کی طرف گزر ہوا اور آپ کے رفیق ابوامیر انصاری حمل میں آپ کے ساتھ تھے کہ ایک قمری پر نظر پڑی جو آپ کی حمل کے ایک طرف آئی تھا ابوامیر نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے اڑانا چاہا جس پر امام نے فرمایا اسے ابولمیر یہ پرندہ اہل بیت کے ذریعہ اپنی حفاظت کی تلاش میں آیا ہے اور میں بارگاہ الہی میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند عالم اس سے سانپ کو دور کرے جو ہر سال آتا تھا اور اس کے بچوں کو کھا جاتا تھا پنا پنا پندرہ سانپ اس سے دور ہو گیا۔ (بصائر الدرجت جلد ۱ باب ۱۱ صفحہ ۱۲)

② الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ میں حکم اور مدینہ کے درمیان امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ سفر کر رہا تھا میں گدھے پر سوار تھا اور حضرت امام خیر پر کہ اچانک ایک بھیڑیا پہاڑ سے اُترا اور حضرت کی طرف بڑھا آپ نے پتھر کو روک لیا اور بھیڑیا قریب آگیا اور زمین کی نشست کے اگلے حصے پر اپنا پیچہ رکھ دیا اور اپنی گردن کو امام کے کان کے قریب لے گیا اور حضرت امام نے تھوڑی دیر کے لیے اپنے کان اس بھیڑیے کے قریب کر دینے پھر فرمایا جا میں نے کپڑا یہ سن کر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا چلا گیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے عجیب بات دیکھی تو حضرت نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ میں نے اس سے کیا کہا میں نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول اور فرزند رسول زیادہ بہتر سمجھتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ فرزند رسول میری مادہ اس پہاڑ پر ہے اور اس پر بچہ کا جننا دشوار ہو گیا ہے لہذا آپ بارگاہ الہی میں دعا فرمائیے کہ وہ اس تکلیف کو اس سے دور کرے اور میری نسل میں سے کسی کو آپ کے شیعوں پر مسلط نہ کرے تو میں نے اُس سے کہا تھا کہ میں نے دعا کر دی۔ (بصائر الدرجت جلد ۱ باب ۱۱ صفحہ ۱۲)

③ منائب ابن شہر آشوب میں مندرجہ بالا روایت مذکور ہے لیکن کچھ افتاد کے ساتھ ہے اور وہ یہ کہ حسن بن علی بن ابی حمزہ نے دلائل میں اس خبر کو امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے اور مزید یہ کہا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے سفر کے دوران میں اپنی کھیتی کی زمین پر ایک ماہ تک قیام فرمایا اور جب واپس ہوتے تو وہی بھیڑیا اُدا اُس کی مادہ اُدا اس

کا بچہ سامنے آئے اور اپنی بولی میں حضرت امام سے کہہ کہا آپ نے بھی انہیں اس سے ملتی جلتی زبان میں جواب دیا پھر ہم سے فرمایا کہ اس کے نزدیک پیدا ہوا ہے اور یہ سب تمہارے اور میرے لیے خدا کے اچھی رفاقت اور مدد کی دُعا کرتے ہیں اور میں نے بھی ان کے لیے یہی دُعا کی ہے جیسے انہوں نے ہمارے لیے دُعا کی اور میں نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ ہمارے کسی دوست اور میرے اہل بیت کو اذیت نہ پہنچائیں پنا پنا انہوں نے مجھے اس کی ضمانت دی ہے۔ (المنائب جلد ۲ صفحہ ۱۲۲)

امام کی قدرت

④ الاختصاص میں جناب جابر سے منقول ہے کہ ایک دن میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی تنگ دستی اور محتاجی کی شکایت کی تو فرمایا اسے جابر میرے پاس اس وقت ایک درہم بھی نہیں جو میں قبضہ میں رکھتا ہوں اور خدمت امام میں عرض کرنے لگے کہ میں آپ پر قربان اگر اجازت ہو تو میں ایک قصبہ پیش کروں حضرت نے فرمایا ہاں پڑھو پنا پنا انہوں نے قصبہ پڑھا اور امام نے غلام سے فرمایا کہ گھر کے اندر جا اور قصبہ لے آؤ وہ قصبہ لے آیا اور اپنے وہ قصبہ کیت کو دی کیت نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان ہاؤں اگر اجازت ہو تو ایک دوسرا قصبہ پیش خدمت کروں حضرت امام نے فرمایا ہاں پڑھو تو انہوں نے دوسرا قصبہ پڑھا اور حضرت نے غلام سے فرمایا جاؤ اور اندر سے قصبہ لے آؤ وہ قصبہ کیت کو دوں پنا پنا قصبہ لے آیا اور امام نے وہ قصبہ بھی کیت کو دے دی کیت نے پھر عرض کیا کہ میں آپ پر قربان اگر اجازت ہو تو تیسرا قصبہ پیش کروں حضرت نے اجازت دی اور انہوں نے قصبہ پیش کیا حضرت امام نے غلام کو پھر قصبہ لہنے کے لیے حکم دیا تاکہ کیت کو دی جائے غلام قصبہ لایا اور حضرت نے کیت کو دی جس پر کیت نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر غلام ہواؤں خدا کی قسم کسی دینا دی عرض کی وجہ سے آپ سے محبت نہیں رکھتا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا صلہ چاہتا ہوں یہ تو مجھ پر ایک حق ہے جو خدا نے واجب قرار دیا ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے اُن کے لیے دعا فرمائی پھر غلام سے ارشاد فرمایا کہ اس قصبہ کو اس کی جگہ پر جا کہ وہ دو اُن کا بیان ہے کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت امام فرمایا کہ میں نے کیت کو ایک درہم بھی نہیں اور کیت کے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دیا کیت تو چلے گئے اور میں نے حضرت امام سے عرض کیا کہ میں قربان جاؤں آپ سے فرمایا تھا کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں اور کیت کے لیے تیس ہزار درہم کا حکم دے دیا تو حضرت نے فرمایا کہ جابر گھر کے اندر جاؤ پنا پنا کچھ میں گھر میں داخل ہوا تو وہاں میں نے کچھ بھی پایا پھر میں امام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر مادہ تم نے تم سے چھپاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تم نے ظاہر کر دینے ہیں یہ فرما کر حضرت

امام کوٹھے ہوئے اور میرا ہاتھ بچھ کر گھر کے اندر لے گئے اور اپنا پاؤں زمین پر مارا تو فرزا اونٹ کی گون سے مٹا ہوسنے کی ایک پیز زمین سے نکلی پھر دنیا جا رہا اسے دیکھو اور سانسے اپنے دستوں کے جن پر نہیں پھر دوسرے کسی کو غرہ ہوئے پائے خداوند عالم نے ہمیں ہر اس شے پر قدرت و طاقت مطلق ہے جو ہم چاہیں مگر ہم نے چاہیں کہ زمین کو اس کی مہاروں کے ذریعے ایک دس قوم ایسا کر سکتے ہیں۔

بھی روایت مناقب بن شہر آشوب میں بھی مذکور ہے۔

۱۵) قایل پر عذاب الہی

البعائر میں زندہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ دانتے ہوئے سنا کہ مرینہ میں ایک ایسا آدمی تھا جو اس مقام پر آیا جہاں آدم کا بیٹا قایل تھا اس نے اسے معقول آدمی سمجھا کہ اس کے ساتھ اس کے دس موکل تھے جو موسم گرما میں اسے سونے کے سامنے کر دیتے اور اس کے گرد آگ روشن رکھتے تھے اور جب سردی کا موسم آتا تو اس پر ٹھنڈا پانی ڈالتے تھے جب ان دس آدمیوں میں سے کوئی مر جاتا تو بستی والے کسی دوسرے آدمی کو اس کی جگہ لے آتے تھے چنانچہ اس شخص نے دریافت کیا کہ اسے بندہ خدایہ تیرا کیا معاملہ ہے اور کس وجہ سے تو اس میں مبتلا ہے تو آدم کے بیٹے نے کہا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھی تو تم سے زیادہ بے وقوف ہے یا پھر تو بہت چالاک آدمی ہے۔ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے دریافت کیا کہ کیا اسے آفت میں عذاب دیا جائے گا تو ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم اسے دنیا و آخرت دونوں میں عذاب دے گا۔

(البعائر جلد ۸ باب ۱۲ ص ۱۱۱)

اختصاص میں بھی ابن بکر سے اسی طرح مذکور ہے (ص ۳۱۹)

اختصاص میں صدیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اہل مرینہ میں سے ایک شخص کو جانتا ہوں جو طلوع و مغرب آفتاب سے پہلے اس باقی جماعت کے پاس ہنانش کے لیے پہنچا جن کے بارے میں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ "وہین قوم مؤمنی ائمتہ کبھی کبھی کون بالحق و کبھی کبھی کون رسدہ ارفان آیت ۱۵۹) قوم موسیٰ میں سے ایک جماعت ایسی ہے جو حق بات کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ معاملات میں انصاف بھی کرتے ہیں وہ ان کے پاس اسی بھگتے کی وجہ سے پہنچتا جو ان لوگوں کے درمیان تھا چنانچہ اس نے ان کی باہمی صلح کرادی اور لوٹ آیا وہ کہیں نہیں بیٹھا بلکہ تمہارے ختنے سے گزرتے ہوئے اس نے پانی پیا اس کے بعد تمہارے دروازے پر آکر زخیر کھٹکھٹائی اور بغیر کسی بھگتے کے ہونے والے آ گیا۔ (الاختصاص ص ۳۱۹)

الاختصاص وبعائر میں صدیر نے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے

یہ دانتے ہوئے سنا کہ میں اس شخص کو پہناتا ہوں جو زمین کے بعض طبقوں کے دوسرے طبقوں سے بند ہوئے کے پہلے اس گروہ کی طرف پہنچ گیا جن کے بارے میں خداوند عالم ارشاد ہے۔ "وہین قوم مؤمنی ائمتہ کبھی کبھی کون بالحق و کبھی کبھی کون رسدہ ارفان آیت ۱۵۹) قوم موسیٰ میں سے ایک ایسی جماعت ہے جو حق بات کی ہدایت بھی کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ معاملات میں انصاف بھی کرتے ہیں جو ایک بھگتے کے سبب سے تاجران لوگوں کے درمیان تھا چنانچہ اس نے ان کے درمیان صلح کرادی اور لوٹا اور بیٹھا نہیں پھر وہ تمہارے ختنوں سے گزرا اور ان سے پانی پیا اور وہ فرات تھا پھر وہ اسے ابو الفضل تمہارے پاس سے گزرا اس نے تمہارا دروازہ کھٹکھٹایا اور اس آدمی کے پاس آیا جن پر کبل اور ٹاٹ پٹا ہوا تھا اور بندھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ دس موکل تھے وہ موسم گرما میں موسم کی گرمی میں رہتا تھا اور اس کے گرد آگ بھڑکتی رہتی تھی اور جب موسم پھرنا تھا وہ اسے اسی طرف پھیرتے رہتے تھے جب ان دس موکلوں میں سے کوئی مر جاتا تو بستی والے اس کی جگہ پر دوسرے آتے تھے اور دس کی تعداد کم نہ ہوتی تھی تو ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اور اس نے پوچھا کہ تیرا کیا قصہ ہے تو اس نے جواب دیا کہ اگر تو عالم ہے تو میرے معاملہ کو خوب جانتا ہے بتایا جا کہ ہے کہ وہ گزرتا عذاب آدم کا بیٹا قایل ہے جس نے بائبل کو قتل کیا۔

(نفس المصدر ص ۳۱۹)

محمد بن مسلم کا قول ہے کہ قایل سے اس کے قصے کو دریافت کرنے والے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تھے۔

(البعائر جلد ۸ باب ۸ ص ۱۱۱)

۱۶) الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ایرانی آیا اور دروازہ مسجد پر کھڑا ہو گیا اور دل ہی دل میں کچھ اعزازہ لگانے لگا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام پر اس کی نظر پڑی تو اس نے اپنی اونٹنی کو باندھا اور دوڑا تو بیٹھ گیا وہ جہت پہننے ہوئے تھا امام نے فرمایا کہ اسے اڑا لیا کبل سے آ رہے جو تو کبھی لگا میں بہت دور کے شہروں سے آ رہا ہوں۔ امام نے فرمایا کہ دنیا میں جسے جسے شہر بہت ہیں یہ تو بتاؤ کہ کس جگہ سے آ رہے ہو تو وہ کہنے لگا کہ میں ماد کے دیکھے لاجے اور صحیح دانگہوں سے آ رہا ہوں حضرت فرمایا اچھا یہ تو بتاؤ کہ کیا تم نے وہاں بیری کا درخت دیکھا ہے؟ کہ جب وہاں سے آ کر گزرتے ہیں تو اس کے سامنے میں بیچھ جاتے ہیں تو وہ اعلان کہنے لگا کہ میں آپ پر قرآن آپ کو یہ کیسے پتہ چلا تو امام نے جواب دیا کہ ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس سے پتہ چلا ہے اب تم یہ بتاؤ کہ تم نے اور کیا کیا دیکھا تو اس ایرانی نے عرض کیا کہ میں نے ایک تاریک وادی دیکھی ہے جس میں آؤ لہائے جاتے ہیں اور اس کی گرائی دکھائی نہیں دیتی امام نے فرمایا کہ تو جانتا ہے کہ وہ کیا وادی ہے اس نے کہا کہ مٹا کی قسم میں نہیں جانتا تو حضرت نے فرمایا وہ طوفی بہت ہے جس میں کافروں کی مدین ہیں پھر فرمایا تم کہاں پہنچے گے وہ ایرانی مجھ کو چکا

رہ گیا اور امام نے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں کے مجمع میں جا بیٹھو کہ جن کا کھانا پینا ان کی بچیوں کے دودھ کے علاوہ کچھ نہیں پھر حضرت نے آسمان کی طرف نظر کیا اور عرض کیا کہ اے خدا اس پر لعنت فرما۔

حاضرین نے کہا کہ ہم آپ پر قربان ہوں یہ شخص کون ہے تو امام نے فرمایا یہ قابیل ہے جسے سورج کی گرمی اور سخت زمین سردی کا عذاب دیا جاتا ہے اس لئے میں ایک اور شخص لایا جس سے آپ نے یہ پوچھا کہ کیا تم نے جعفر کو دیکھا ہے؟ تو وہ اعزانی کہنے لگا یہ جعفر کون ہیں جس کے بارے میں یہ سوال کر رہے ہیں تو ان سے بتایا گیا کہ یہ ان حضرت کے صاحبزادے ہیں یہ سن کر اعزانی نے کہا جاننا یہ عجیب شخص ہیں کہ ہمیں تو آسمان کی باتیں بتاتے ہیں اور اجنبی معلوم نہیں کہ ان کے فرزند کہاں ہیں۔

بصائر الصلوات جلد ۱ باب ۱۸ صفحہ ۱۸۵

وضاحت = امام محمد باقر علیہ السلام نے دعائی کہ اے خدا قابیل پر لعنت فرما جس سے لوگوں کے ذہنوں کو اس طرف متوجہ کرنا مقصود تھا کہ قابیل دنیا میں وہ پہلا شخص تھا جس نے ظلم اور حسد کی بنیاد ڈالی اور اپنے بھائی اہیل کو قتل کر دیا جس کی وجہ سے وہ آج تک عذاب میں مبتلا ہے اور وہ عذاب علحدہ سا جو اسے آفت میں دیا جائے گا اس کے علاوہ حضرت نے یہ بھی ظاہر فرمایا کہ وہ ان لوگوں کے قریب میں مبتلائے عذاب ہے۔

(۱۷) ——— نزاع میں ابو بکر سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور دوسرے لوگ بھی وہاں آ جا رہے تھے تو حضرت نے مجھ سے پوچھا کہ ذرا ان لوگوں سے یہ تو دریافت کر دو کہ وہ مجھ دیکھ رہے ہیں؟ ابو بکر کا بیان ہے کہ جس شخص سے بھی میں ملا میں نے اس سے یہی پوچھا کہ کیا تم نے امام ابو جعفر علیہ السلام کو دیکھا ہے تو ہر ایک نے یہی کہا کہ نہیں۔ امام کہہ رہے تھے کہ ابو ہارون سکوت داخل ہوئے تو حضرت نے ابو بکر سے فرمایا کہ ان سے بھی پوچھ دیکھو تو میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے امام ابو جعفر علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ تو وہ کہنے لگے کیا یہ کھوسے نہیں ہیں جس پر ابو بکر نے کہا کہ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا تو ابو ہارون نے جواب دیا کہ مجھ کیسے معلوم نہ ہو گا وہ تو ایک چمکتا ہوا نور ہیں۔

(۱۸) ——— ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام کو ایک اذیتی با شند سے یہ پوچھتے ہوئے متاثر کرنا دیکھا تھا کہ کیا حال ہے تو اس اذیتی نے جواب دیا کہ میں اسے صحت مند اور تندرست چھوڑ کر آیا ہوں اور اس نے آپ کو سلام کہا ہے تو امام نے فرمایا کہ خدا اسے جزق رحمت کرے اس شخص نے دریافت کیا کہ حضور کیا وہ مر گیا تو حضرت نے فرمایا ہاں وہ مر گیا وہ شخص پوچھنے لگا کہ کب؟ تو فرمایا کہ تمہارے ہاں سے نکلنے کے دو دن کے بعد وہ مرا جس پر اذیتی نے عرض کیا کہ خدا کی قسم اسے تو کوئی بیماری بھی نہ تھی تو امام نے فرمایا کہ کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان

نہیں ہیں اگر ایسا سمجھتے ہو تو کتنی بری بات ہے۔ خدا کی قسم تمہارے اعمال میں سے کوئی چیز ہم سے پوشیدہ نہیں آ رہے کچھ لو کہ ہم تمہارے سامنے موجود رہتے ہیں اپنے آپ کو نیک کاموں کا مادی بناؤ اور دنیا کی کونسی دھول میں سے ہو جاؤ میں اپنے فرزند کو اور اپنے تمام شیعوں کو اسی کا حکم دیتا ہوں۔ (الزنج والبروج ص ۲۳۹)

(۱۹) — امام کی پہچان اور ان کا درجہ و مقام

نزاع میں علی سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کچھ لوگ میرے پسر بزرگ لوگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے امام کے درجہ و منزلت کے بارے میں دریافت کیا تو امام نے فرمایا کہ اس کا بلند مقام ہے جب امام کے پاس آؤ تو ان کی تعلیم و تکریم کرو اور جو کچھ وہ کہیں اُس پر ایمان لاؤ اور سر تسلیم خم کرو ان کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ تمہیں صحیح راہنہ دہیں ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ جب تم ان کے پاس آؤ گے تو تم ان کے رعب و جلال کی وجہ سے ان سے اچھکے ہو ملا سکو گے جو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت ہی وہی امام کی کیفیت ہے۔

علی نے عرض کیا کہ کیا امام اپنے شیعوں کو پہچان لیتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ان دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں تو لوگوں نے عرض کیا کہ کیا ہم آپ کے شیعہ ہیں تو فرمایا ہاں ہاں تم سب ہمارے شیعہ ہو تو وہ لوگ کہنے لگے کہ حضور اس کی علامت بیان فرمائیں تو امام نے فرمایا کہ میں تمہارے نام تمہارے باپ دادا اور تمہارے قبیلوں کے نام بتا سکتا ہوں تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ارشاد فرمائیں تو حضرت نے انہیں سب کچھ بتا دیا جس پر وہ کہنے لگے کہ بالکل سچ فرمایا پھر جناب امام نے ان سے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس کی بھی خبر دے سکتا ہوں جس کے واسطے میں تم سوال کرنا چاہتے ہو اور وہ اس ارشاد الہی کے بارے میں ہے: "كُنْزُ الْعِلْمِ طَيْبٌ وَأَصْلُهُ تَلْكَتٌ وَمِنْ عَمَلِهَا فِي السَّمَاءِ وَدُورُهُ الْإِيمَانُ آيَةُ ۲۴" شجرہ طیبہ کی مثال ایسی ہے کہ اس کی اصل زمین میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں، ہم اپنے شیعوں میں جس کو چاہتے ہیں علم عطا کرتے ہیں پھر ارشاد فرمایا کہ کیا اتنا کہہ دینا تمہیں مطمئن کرے گا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہم تو اس سے کم ہیں بھی مطمئن ہیں۔

الزنج والبروج ص ۲۳۹

وضاحت = مذکورہ روایت سے ایک بات تو یہ ظاہر ہوئی کہ حضرت امام کو اس سوال کا پتہ سے ہی علم تھا جہاں لوگوں کے دل میں تھا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ امام رادوں کا عالم ہوتا ہے اور یہ کہ وہ بظہر علم ہے جس طرح درخت سے لوگ پھل حاصل کرتے ہیں اسی طرح امام کے علم سے فیض حاصل ہوتا ہے لیکن یہاں کو کتاب جو اس کا اہل اور برکس و ناکس کو نہیں اور امام ہی بہتر جانتا ہے کہ ان علوم میں سے کس کو عطا کیا ہے۔

۲۰۔ اہل بیت سے دشمنی کا انجام

فرائض میں ابو مقبیر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک بار امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص یہاں اور کہنے لگا کہ میں شام کا ہنسنے والا ہوں اور آپ حضرات سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کے دشمنوں سے بڑا زار ہوں اور میرے والد بنی امیہ سے محبت کرتے تھے اور مال دار بھی تھے میرے علاوہ ان کا کوئی بیٹا بھی نہیں اور ان کی جائے رہائش رملہ میں تھی رملہ فلسطین کے ایک شہر کا نام ہے جس کے اور بیت المقدس کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے، اس کا ایک باغ تھا جس میں وہ تنہا ان میں اٹھنا بیٹھتا تھا وہ مر گیا تو میں نے اس کے مال کو تلاش کیا لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی اور میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس نے اپنے مال کو زمین میں دبا دیا ہے اور مجھ سے چھپایا ہے حضرت امام نے سنا اور فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے باپ سے طوار معلوم کرو کہ مال کہاں رکھا ہوا ہے تو اس شامی نے کہا کہ خدا کی قسم حضور میں ایک عزیز و محتاج ہوں اور یہی چاہتا ہوں یہ سنی کہ حضرت نے ایک خط لکھا اور اس پر اپنی مہر ثبت کی پھر فرمایا کہ کج مات اس خط کو لے کر بیٹھ کی طرف چلے جاؤ جب موقع کے درمیان میں پہنچو تو درجان درجان کہہ کر آواز دینا تو تمہارے پاس ایک شخص آئیں گے جو عمار پہننے ہوئے ہوں گے انہیں میرا یہ خط دینا اور کہنا کہ میں محمد بن علی بن الحسین کا قاصد ہوں پھر تمہارا باپ تمہارے پاس آئے گا تم اس سے اپنے معاملہ کے بارے میں دریافت کرنا چنانچہ شامی وہ خط لے کر روانہ ہو گیا۔

ابو مقبیر کا بیان ہے کہ جب دوسرا دن ہوا تو میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تاکہ اس مرد شامی کو حال معلوم کروں دیکھا تو وہ دروازے پر اندر آنے کے لیے اجازت کا منتظر کھڑا ہے چنانچہ اسے اجازت ملی اور ہم دونوں ساتھ ساتھ اندر پہنچے اور وہ شامی کہنے لگا کہ خدا ہی بہتر کھتا ہے کہ وہ کے اپنے علم کا مقام قرار دے حضور والا میں شب گزشتہ وہاں پہنچا اور آپ کے حکم کے مطابق میں نے عمل کیا تو میرے پاس ایک شخص آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمہارے رہو کہ میں اسے تمہارے پاس لے آؤں چنانچہ وہ ایک بہت کالے آدمی کو لے کر آئے اور کہنے لگے کہ یہ تمہارا باپ ہے میں نے دیکھ کر کہا کہ یہ تو میرے باپ نہیں ہیں تو شخص ہلے کہ دروغ کی آگ کے شعلوں اور دھوئیں نے اس کی شکل کو بدل ڈالا ہے تو میں نے ان کالے آدمی سے کہا کہ کیا تمہارے باپ ہو تو جواب لگا کہ ہاں میں تمہارا باپ ہوں پھر میں نے پوچھا کہ تمہاری صورت اور شکل کیوں بدل گئی تو انہوں نے جواب دیا بیٹا میں بنی امیہ سے محبت رکھتا تھا امد آ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے اہل بیت پر انہیں فضیلت دیتا تھا تو خدا تعالیٰ نے مجھے عذاب میں مبتلا کر دیا چونکہ تو اہل بیت

سے محبت رکھتا تھا لہذا میں تجھ سے دشمنی رکھنے لگا اور میں نے اپنے مال سے تجھے محروم کر دیا اور اسے پرستیدہ کر دیا آج اپنے کپے پر زمرہ ہوں لہذا بیٹا میرے باغ میں جاؤ اور اندر ہونے کے درخت کے نیچے کھڑا کر دو اور ایک لاکھ درہم نکال کر پچاس ہزار درہم امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کرنا اور باقی تیرے لیے میں پھر لاکھ میں خود چلتا ہوں تاکہ مال کو نکالوں اور تیرے حاکم کروں۔

ابو مقبیر کہتے ہیں کہ جب پھر موقع ملا تو میں نے حضرت امام سے دریافت کیا کہ اس مال والے آدمی کے معاملہ کا کیا رہا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ وہ پچاس ہزار درہم لے کر میرے پاس آئے تھے تو میں نے ان سے اپنا قرض ادا کیا اور غیر کے اطراف میں ایک زمین خریدی اور کچھ رقم اپنے اہل بیت کے فزروت مند لوگوں میں تقسیم کر دی۔
الخروج والجرارح مستطاع

۲۱۔ فرائض میں عبداللہ بن معاویہ جعفری سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں تم سے ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ جسے میں نے اپنے کالوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا کہ اولاد مروان میں سے ایک شخص مدینہ کا حاکم ہوا اس نے ایک دن مجھے بلا بھیجا جب میں اس کے پاس پہنچا اس وقت وہاں کوئی آدمی موجود تھا اس نے کہا اسے پھر معاویہ میں نے نہیں قابل اعتماد آدمی کہہ کر بلا یا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تمہارے علاوہ میری بات کا کسی کو پتہ نہ چلے گا میری خواہش یہ ہے کہ تم اپنے دونوں چچاؤں حضرت محمد بن علی باقر اور زید بن امام حسن علیہ السلام سے طوائف ہو کہ جو کچھ مجھے تمہاری طرف سے معلوم ہوا ہے اس سے باز رہو یا پھر مزاس کے لیے تیار ہو جاؤ چنانچہ میں امام باقر علیہ السلام کے پاس پہنچنے کے لیے روانہ ہو گیا۔ میں نے حضرت امام سے ملاقات کی جب کہ آپ مسجد کی طرف جا رہے تھے جب میں حضرت کے قریب پہنچا تو آپ مسکرتے اور فرمایا کہ اس ظالم نے مجھے ترغیب دی ہے اور مجھے بلایا تھا اور کہا تھا کہ اپنے چچاؤں سے ملاقات کرو اور ان سے ایسا ایسا کہو چنانچہ حضرت نے وہ گفتگو اس طرح بتا دی جیسے حضرت وہاں موجود تھے پھر امام نے ارشاد فرمایا جیتے کل کے بعد اس کا معاملہ صاف ہو جائے گا یہ منزل ہوگا اور میرے شہروں کی طرف جلا وطن ہو جانے کا خدا کی قسم نہیں جاؤ گے اور نہ کاہن مجھے تو خدا کی طرف سے یہ سب کچھ بتلایا گیا ہے۔ عبداللہ کا بیان ہے کہ دوسرا دن آنے سے بھی نہ پایا کہ وہ معزول ہوا اور میری جانب تہرید کر دیا گیا اور ایک دوسرا شخص مدینہ کا حاکم مقرر ہوا۔
الخروج والجرارح مستطاع

۲۲۔ فرائض میں ابو بصیر سے منقول ہے کہ ایک فراسانی سے امام محمد باقر علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا حال ہے تو اس نے جواب دیا کہ بالکل ٹھیک ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ جب تم فراسان سے روانہ ہوئے تھے اور جرجان کے بستر میں تھے تو تمہارے والد کا انتقال ہو چکا تھا پھر پوچھا تمہارے بھائی کا کیا حال ہے تو فراسانی نے جواب دیا کہ تمہاری بیوی مر چکی ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ انہیں ان کے ایک بیوی لے کر لڑکا نکالنا اور چاروں دن اور فصل وقت اس کا قتل ہوا تو وہ فراسانی نے لگا اور کہا اِنَّا لَنُحْيِيهِمْ وَ اِنَّا لَنُكْرِهُنَّ حَتَّىٰ نَمُوتَ

فرمایا کہ درخت میں بیٹھ گئے اور ان کے لیے جنت اس دنیا سے کہیں بہتر ہے پھر زراسانی نے کہا کہ میں اپنے فرائض کو سخت در دوش
 جیتتا چھوڑ کر آیا ہوں لیکن حضور نے اس بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھا تو امام نے فرمایا وہ سخت درست ہو گیا اور
 اس کے چھانے اپنی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا جب تم وہاں پہنچو گے تو اس کا ٹوکا دیکھو گے جس کا نام علی
 ہوگا وہ جاہل شیعوں میں سے ہوگا لیکن تیرا بیٹا ہمارا شیخ نہیں ہے بلکہ ہمارا دشمن ہے تو زراسانی نے عرض
 کیا کہ حضور اس کی کوئی تیسیر ہو سکتی ہے تو فرمایا کہ وہ دشمن ہے اور دفعہ کا اندھن ہے۔ ابو بکر کہتے
 ہیں کہ میں نے امام علیؑ سے دریافت کیا کہ حضور کون ہیں تو فرمایا کہ یہ زراسانی کے ایک شیخ مرد
 کون ہیں

مناقب بن شہر آشوب میں مشعل اسدی کی ابو بکر سے یہ روایت بیان کی گئی ہے۔
 جلد ۳ صفحہ ۲۲۵۔

عالم اسما راہلی

۳۳) خراج میں جناب جابر جعفی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں امام محمد باقرؑ کے ساتھ
 کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا اور سفر کے دوران میں ایک پرندہ قری آپ کی محل کے پہلو میں آکر بیٹھ گیا
 اور کچھ ہلنے لگا میں نے اُسے پکڑا چاہا لیکن حضرت امام نے روک دیا اور فرمایا اسے جاہل اس نے ہم اہل بیت
 سے پناہ اور مدد طلب کی ہے جس پر میں نے عرض کیا کہ اسے کیا شکایت ہے تو فرمایا اس نے یہ شکایت کی ہے
 کہ یہ تین سال سے اس پیڑ میں اپنے پتے کھاتا ہے لیکن ایک سانپ وہاں آکر انہیں کھا جاتا ہے تو اس قری
 نے مجھ سے کہا ہے کہ میں بارگاہ الہی میں ڈھا کروں کہ اس سانپ کو مار ڈالنے میں نے دعا کی تو خدا نے اس
 سانپ کو ہلاک کر دیا اس کے بعد ہم چل پڑے جب صبح ہوئے لگی تو حضرت امام نے مجھ فرمایا کہ جاہل تیرے
 تو میں انگلیا اور اونٹ کی مہار کو پکڑا حضرت امام اترے اور بارگاہ کو چھوڑ کر بیٹھے اور زمین کے ایک
 ریشمے جھت کی طرف چلنے کا ادا وہ کیا جب وہاں آئے تو دلہنے پائیں ریت ہی ریت نظر آیا زبان مبارک پر یہ
 الفاظ جاری ہوئے کہ ہلنے والے ہمیں برابر فرما اور لہات کے لیے پانی مہینا فرما ناگہان ریت کے درمیان
 ایک سیر و شفات پھر نمودار ہوا حضرت نے اس پتھر کو پھلایا تو وہاں سے صاف شفاف پانی کا چشمہ نکلا حضرت
 نے اس میں سے پانی پیا اور خوش ہوا۔

ہم پھر چل پڑے اور ایک آبادی اور گھوڑوں کے باغ کے قریب پہنچے تو حضرت امام کو
 گھوڑوں کے ایک درخت کی طرف متوجہ ہوئے اور قریب آکر فرمایا کہ اسے گھوڑوں کے درخت جو چیل جھے مٹانے
 عنایت فرمائے ہیں ان میں سے میں بھی کھالے کے لیے دے جا بریلین کرتے ہیں کہ وہ درخت جھکا اور ہم نے
 اس کے چیل مائل کیے اور کھالے لک اعلیٰ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا کہنے لگا کہ تم ہم میں نے ایسا سادہ دگر نہیں

دیکھا لیکن حضرت نے اعلیٰ سے فرمایا کہ ہم اہل بیت پر جو بنا الزام نہ لگا ہم میں کہ کوئی سادہ دگر ہوتا ہے اور
 نہ کہ ہم۔ میں خدا نے تعالیٰ کے مخصوص نام تعلیم کیے گئے ہیں کہ میں کے ذریعہ سے ہم سوال کرتے ہیں اور عطا
 کیے جاتے ہیں دُعا کرتے ہیں تو دعا قبول ہوتی ہے۔
 (الایضاح والبرائح ص ۳۳)

۲۴) خراج میں بکون کیر بصری سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا
 کہ خدا پر مومن کا کیا حق ہے تو آپ نے اچانک پھیر لیا اور میں نے یہی سوال تین بار دہرایا تو ارشاد فرمایا
 کہ خدا پر مومن کا یہ حق ہے کہ اگر وہ اس گھوڑے کے درخت سے کہے کہ اس کی لٹ چلائے تو وہ آ جائے مباد
 کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں نے درخت کو دیکھا جو قریب تھا کہ حرکت کرے تو امام نے اشارہ فرمایا کہ رک جا
 اس سے تو مقصود درخت تھا۔
 (نفس المصدا و ص ۱۹۱)

۲۵) خراج میں ابو صالح کنانی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام
 کے دروازے پر پہنچا اور دستک دی تو ایک جوان خادمہ نکل کر آئی۔ میں نے اس کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ اپنے
 آقا سے کہو کہ میں دروازے پر کھڑا ہوں تو حضرت امام نے گھر کے آخری حصے سے آواز دی کہ تمہاری ماں در ہے اندر
 آجاؤ میں گھر میں پہنچا تو میں نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس سے میرا اداہ بمانی کا نہ تھا بلکہ اپنا یقین
 بڑھانا چاہتا تھا تو امام نے فرمایا ٹھیک ہے اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ دیوار میں جاری نگاہوں کے سامنے اسی
 طرح پردہ بن جائیں گی جیسے کہ تمہاری نظروں کے سامنے مائل ہو جاتی ہیں تو پھر تمہارے اور ہمارے درمیان
 کوئی فرق نہ رہا دیکھو اب آئندہ ایسی بات نہ ہو پائے۔
 (کشف القم ۳۵۷)

۲۶) عجمی حکومت کے بارے میں حضرت امام کی پیش گوئی

خراج میں ابو بکر سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مسجد نبوی میں امام محمد باقر
 علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ دعائیں اور دُعاؤں سلیمان داخل ہوئے اور یہ وہ زمانہ تھا کہ اولاد عباس
 کی طرف حکومت نہیں آئی تھی داؤد حضرت امام کے پاس جا بیٹھے تو امام نے فرمایا دعائیں کو کس بات نے یہاں
 آنے سے روک دیا تو انہوں نے جواب دیا وہ سخت مزاج ہے حضرت نے فرمایا کہ زیادہ دن نہ گزریں گے کہ اسے
 حکومت ملے گی اور یہ لوگوں کی گردنیں اڑائے گا اور مشرق و مغرب میں اس کی حکومت ہوگی اور اس کی عمر بھی
 طویل ہوگی اور یہ اتنی دولت بھی کرے گا کہ اس سے پہلے کسی نے جمع کی ہوگی کہ کسی کو داؤد کو کھٹے ہوئے اور
 دعائیں کو ساری بات بتائی تو وہ دعائیں حضرت امام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کے رب و جلال نے مجھ کو
 کے بس آئے سے روک دیا تھا اور یہ سب کیا ہے جس کی داؤد نے مجھے اطلاع دی ہے حضرت نے فرمایا
 ہاں ایسا ہی ہونے والا ہے تو کہنے لگا کہ کیا ہماری حکومت آپ کی حکومت سے پہلے ہوگی امام نے فرمایا ہاں
 پھر اس نے سوال کیا کہ کیا میرے بعد میری اولاد میں سے کسی کو یہ حکومت ملے گی تو حضرت نے جواب دیا کہ ہاں

ایسا ہوگا پھر یوں کہ نبی امیر کی حکومت کی مدت زیادہ رہے گی یا ہماری حکومت کی؟ تو امام نے جواب دیا کہ تمہاری مدت حکومت بہت طویل ہوگی اور تمہارے بچے حکومت کو اچھیں گے اور اس سے اس طرح کھیلیں گے جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو میرے پر ریزر گولڈ نے مجھے بتائی ہیں چنانچہ جب دطینتی سلطنت ملی تو اسے امام محمد باقر علیہ السلام کی باتوں سے بہت ہی تعجب ہوا۔ (المصدر السابق ص ۱۹۱)

(۲۷) — خراج میں جاہل سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم پچاس آدمیوں کے قریب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام میں حاضر تھے کہ کثیر الزاد کھجور کی گٹھلیاں بیچنے والے وہاں آگیا اور وہ مغیرہ بن سعید عجمی کے اصحاب میں سے تھا اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر کہنے لگا کہ کوڑ میں مغیرہ بن عمران کا یہ خیال ہے کہ آپ کے ساتھ ایک دشمن رہتا ہے جو آپ کو مومن سے کاٹ کر آپ کے دشمنوں سے آپ کے دوستوں کی پہچان کراتا ہے تو حضرت نے پوچھا کہ تو ایڑی سے کیا ہے اس نے جواب دیا کہ گھریوں فرقت کرتا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ تو تھوٹ بولتا ہے جس پر وہ کہنے لگا کہ کبھی کبھی تو بھی بیچتا ہوں حضرت نے فرمایا جو تو کہہ رہا ہے یہ بھی درست نہیں تو گٹھلیوں کی تجارت کرتا ہے تو وہ کہنے لگا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا تو فرمایا کہ اس فرشتے نے بتایا ہے جو میرے شیعوں کی برے دشمنوں سے پہچان کراتا ہے اور تو سرگٹہ دیکھ رہا ہے گا۔

جاہل کہتے ہیں کہ ہم جب کوڑ لائے تو میں کچھ لوگوں کے پاس گیا کہ پوچھوں تو انہوں نے ایک بڑھیا کا پتہ دیا اس نے بتایا کہ تین دن ہونے وہ گراہ اور پائل ہو کر مر گیا۔ (کشف الغم ص ۳۵۵)

وضاحت: مغیرہ بن مغیرہ بن سعید عجمی کے اصحاب کو کہا جاتا ہے جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ امام محمد بن علی بن حسین علیہ السلام کے بعد محمد بن عبداللہ بن الحسن امام ہیں اور اس کا یہ خیال تھا کہ وہ زمرہ میں اور نہیں مرے۔

(۲۸) — خراج میں ابو سعید مروی ہے کہتے ہیں کہ میں ایک بار مسجد میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس حاضر تھا کہ عمر بن عبدالعزیز مسجد میں آئے جو گروہے رنگ کے کپڑے پہنے تھے اور اپنے غلام کا سہارا لے رکھا تھا حضرت امام نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ لوگ منافقین تھے حکومت پر بیٹھے گا اور عدل و انصاف کو نمایاں کرے گا اور پالیس برس زور ہوگا اس کی موت پر اہل زمین روتیں گے لیکن اہل آسمان نہیں پھر فرمایا کہ یہ اس جگہ بیٹھے گا جس کا یہ حق دار نہ ہوگا۔ چنانچہ انہیں حکومت ملی اور انہوں نے عدل و انصاف کو نمایاں کیا۔ (الخراج والخراج ص ۱۹۱)

(۲۹) — شیعیان اہل بیت کی ذمہ داریاں

رجال الکشی میں جناب محمد بن حنفیہ کے غلام اسلم سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ ذمہ پر اس کے عقب میں بیٹھا ہوا تھا کہ محمد بن عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام کو کتے ہونے کے سلسلے سے غور سے تو جناب امام نے مجھ سے فرمایا کیا تم اس جان کو پہچانتے ہو میں نے

عرض کیا کہ یہ محمد بن عبداللہ بن حسن ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ یہ فروع کریں گے اور نقل ہوں گے اور جان بیکار تلف ہوگی پھر فرمایا اسے اسلم یہ بات کسی کو نہ بتانا یہ تمہارے پاس ایک امانت ہے اسلم کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات صرف بن فروع سے کہہ دی اور ان سے وہی وعدہ لیا جو حضرت امام نے مجھ سے لیا تھا کہ کسی سے نہ کہیں اسلم بیان کرتے ہیں کہ ہم چار اہل بکندہ صبح دشام حضرت امام کے پاس رہتے تھے تو معروف نے حضرت امام سے درخواست کی کہ آپ مجھ سے وہ بات خود فرمادیں جو اسلم نے مجھ سے کہی ہے میں آپ کی زبان مبارک سے سنا چاہتا ہوں تو حضرت اسلم سے مخاطب ہوئے جس پر اسلم نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان میں نے ان سے بھی یہی وعدہ لیا ہے جیسا آپ نے مجھ سے کسی سے نہ کہنے کا وعدہ لیا تھا جس پر جناب امام نے فرمایا کہ اگر تمام لوگ ہمارے شیعہ ہوتے تو ان میں تین پوتھائی شکی ہوتے اور ایک چوتھائی احمق اور بے وقوف (رجال الکشی ص ۱۳۲)

(۳۰) — پیش گوئی امام

خرنج میں محمد بن ابی حاد سے منقول ہے کہ میں ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ جناب زید بن علی اور سے گزرے تو جناب امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ کوڑ میں فروع کریں گے قتل ہوں گے اور ان کے سر کو ہر طرف گھمایا جائے گا پھر انہیں لایا جائے گا اور بائس کی ایک گٹھی پر گھرا دیا جائے گا حضرت نے اس جگہ کی طرف اشارہ فرمایا جہاں انہیں سولی دی جائے گی محمد بن ابی حاد کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے کانوں نے سن لیا اور آنکھوں نے دیکھ لیا کہ جناب زید نے فروع کیا اور قتل کیے گئے پھر یہ بھی دیکھا کہ ان کا سر ہر طرف گھمایا گیا اور اس جگہ بائس کی گٹھی پر انہیں گھرا لیا جس سے ہم تعجب میں نہ گئے۔

اور ایک طرف روایت میں منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میری وفات کے بعد میرے بھائی زید فروع کریں گے اور لوگوں کو اپنی طرف آنے کی دعوت دیں گے اور میرے فرزند امام جعفر سے طیبہ ہو جائیں گے اور قتل کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان کی لاش سولی پر لٹکان چلے گی اور آگ میں جلا دیا جائے گا اور خاک ہوا میں اٹا دی جائے گی اور ان کے ناک کان و نیزہ اس طرح کاٹے جائیں گے کہ ان سے پہلے کسی کے جسم کے انصاف اس طرح نہیں کاٹے گئے۔

(۳۱) — خراج میں مروی ہے کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام اپنے اصحاب سے کچھ اجازت فروری امداد پیش بیان فرما رہے تھے کہ ایک شخص یا جبرئیل کا نام لفظی قرواض تھا اس کے اس موقع پر آجائے اور امداد ہمت کے شئے سے اصحاب امام انصاف ہوتے پہلے تک کہ وہ کوڑا ہوگا تو اصحاب نے کہا فرما کہ اس نے سنا تو مطمئن لیا یہ ایک نصیحت آدمی ہے حضرت امام نے فرمایا کہ اگر تم اس سے یہ پوچھو

کہ آج میں نے کیا کہا تھا تو اُسے بالکل یاد نہ ہوگا۔ انہی میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اس کے بعد میں اس آئے دانی شخص سے ملا اور اس سے کہا کہ وہ حدیثیں جو تو نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنی تھیں چاہتا ہوں کہ انہیں میں بھی سنوں تو وہ شخص کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں تو ان احادیث میں سے کچھ یاد نہ کیا وہ کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔

(۳۲) مناقب ابن شہر آشوب میں ابو حمزہ سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں حالت عمرہ میں تھا اور حجرہ اسود کے پاس بیٹھا تھا کہ ناگہان ایک جن اڑدے کی شکل میں دکھائی دیا وہ مشرق کی سمت سے آیا تھا اور حجرہ اسود کے قریب پہنچا میں نے جو اس پر نگاہ ڈالی تو وہ دیر تک وہاں ٹھہرا رہا پھر اس نے سات بار غارت کعبہ کا طواف کیا اس کے بعد مقام ابہام میں جا کر اپنی دم کے بل سیدھا کھڑا ہوا اور اس کے دور رکعت نماز پڑھی اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ وہاں شخص ہو چکا تھا چنانچہ عطا اور اس کے ساتھیوں نے اُسے دیکھا وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ کیا آپ نے ایسا ایسا جن دیکھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے اسے بھی دیکھا اور جو کچھ اس نے کیا اسے بھی حضرت فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان سے کہا کہ اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ محمد بن علیؑ نے تجھے حکم دیا ہے کہ یہاں کعبہ کے اندر ہر طرح کے بندگان خدا آتے ہیں پس ہند آجئے اس وقت لوگوں کے پاس سے چلا جانا چاہیے پھر یہ کہ تو اپنی عبادت پوری کر چکا اور لوگ خائف ہیں۔ بہتر ہے کہ تو لوگوں کے آنے سے پہلے یہاں سے چلا جائے حضرت فرماتے ہیں کہ اُس نے سجد کی نالی سے نکل کر یوں کا ڈھیر لگایا جس پر اُس نے اپنی دم رکھی اور پھر ہوا میں غائب ہو گیا۔

(۳۳) خلیج میں سردی سے مروی ہے کہ ایک بار کثیر الخا امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میزوں سید کا یہ خیال ہے کہ آپ کے ساتھ ایک زشتہ رہتا ہے جو آپ کو مومن و کافر کی پہچان کرتا ہے حضرت نے اس سے کچھ باتیں دریافت کیں جو اس کے پیشے سے متعلق تھیں جن میں وہ جھوٹا ثابت ہوا جب وہ چلا گیا تو امام نے وہاں موجود لوگوں سے فرمایا کہ یہ شخص دلدل حرام ہے اس بات کو کہہ کر لوگوں نے بھی شنا وہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم کو فہم واپس لے لے تو جا جا کر کبڑے کے پاس میں اس بری خبر کی معلومات حاصل کریں چنانچہ ہم ایک شخص کے پاس گئے اور اس کے پاس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہی اس شخص نے ہمیں ایک نیک بڑھیا عورت کا پتہ دیا تاکہ اس بارے میں پتہ تو چلے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو ہم نے اس بڑھیا سے کہا کہ ہم ابو اسماعیل کے پاس سے کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگی کہ کیا کبڑے کے پاس میں پوچھتے ہو ہم نے ہوا بیا کہاں اس کے پاس سے میں تو بولی کیا اس کی شادی دیاہ کا ارادہ ہے تو ہم نے کہا ہاں ایسا ہی ہے جس پر وہ کہنے لگی کہ ایسا کہنا اس کی شادی کا خیال اپنے دل سے نکال دو اس لیے کہ اس کی ماں نے اس گھر میں ہار زنا کاریوں کے بعد اُسے جنا تھا اور بڑھیا نے قریب کے مکانوں

میں سے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا۔
(۳۴) خلیج میں مروی ہے کہ لوگوں کی ایک جماعت نے خدمت امام محمد باقر علیہ السلام میں حاضر ہونا چاہا جب وہ لوگ امام کے دروازے کی دہلیز پر پہنچے تو ان کا یہ بیان ہے کہ بیکار ہیں سرکاری میں قزاقی کی آواز آئی جو ایک اچھی آواز میں پوری تھی کہ پڑھنے والا پڑھنے کے ساتھ دو بار ہے اس قزاق نے ہم پر ایسا اثر کیا کہ ہمارے بھی اُسنو نکل گئے ملاحظہ ہو کہ ہم سمجھتے تھے کہ کیا پڑھا جا رہا ہے یہ خیال کیا کہ شاید حضرت کے پاس کچھ صاحب بیٹھے ہیں اور آپ ان سے قزاق کر رہے ہوں جب آواز دنی تو ہم اندہ کئے تو دیکھا کہ حضرت امام کے پاس کوئی شخص نہیں ہم نے عرض کیا کہ حضور ہاں بھی دو بھری آواز میں سرکاری قزاق سن رہے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایلیا بنی مکی مناجات کے پڑھنے میں مدغم تھا

(الخرائج والجرائح ص ۱۹)

(۳۵) مدینہ پر حملہ، امام کی پیش گوئی

مناقب ابن شہر آشوب میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے پردہ بند گوار مجلس میں تشریف فرما تھے کہ کچھ دیر تک آپ زمین کی طرف کرکھٹکائے بیٹھے رہے اور پھر سر کو اٹھا کر فرمایا کہ اے لوگو اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب ایک شخص تمہارے پاس شہر پر چار ہزار کے لشکر سے حملہ کرے گا اور تین دن تک قتل عام کرے گا اور کسی کا حال نہ پوچھے گا اور تم اس بلا و مصیبت میں پڑ جاؤ گے کہ دینا دفاع نہ کر سکو گے اور ایسا ہونے والا ہے لہذا اپنی حفاظت کے لیے تیار رہو اور سمجھ لو کہ جو کچھ میں کہ رہا ہوں جو کہ ہے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے پورے ہر گواہ کے اس ارشاد پر کوئی توجہ نہیں کی اور کہنے لگے کہ ایسا کبھی نہ ہوگا سوائے ہی ہاشم اور عموٹھ سے لوگوں کے کسی نے پناہ تلاش نہ کی یہ لوگ مدینہ سے باہر نکلے جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ آپ کا قول دست اُدرق ہے جب وہ وقت آچھا تو امام محمد باقر علیہ السلام کے خیال کے اور بنی اہم شہر سے باہر چلے گئے ناخ ہی اندر قی نے لہا تک مدینہ پر حملہ کر دیا مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کی بے عزتی کی جس کے بعد اہل مدینہ نے کہا کہ اب ہم حضرت امام کی کسی بات کو بھی رو نہ کریں گے اور جو کچھ آپ سے سنیں گے اس پر عمل کریں گے وہ اہل بیت نبوت ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں حق ہوتا ہے۔

مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۳۷۵ الخرائج والجرائح ص ۱۹

(۳۶) الخرائج میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ہر اُس شخص سے کہیں زیادہ چاہنے اور پہچاننے والا ہوں جو ہمد کے کنارے پر کھڑا ہو اور پانی کے جائزوں ان کی ماؤں

ان کی پیروی اور خلائق کو جانتا ہو۔

(۳۷) الخراج میں اسود بن سید سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اس سے پہلے کہ میں آپ سے کچھ دریافت کرنا آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہم عبت خدا اور اس کی مخلوق میں عین اللہ ہیں اور اس کے بندوں میں اس کے امر کے حاکم اور ولی ہیں پھر فرمایا کہ ہمارے اور کل دوسرے زمین کے درمیان ہماری اور تو ان کا نام رکھنے کا ایک سوت ہے جیسا کہ مہار کے پاس ہا کرتا ہے جب ہمیں خدا کی طرف سے زمین پر کسی امر کے جاری کرنے کا حکم ملتا ہے تو ہم اس سوت کو کچھ لیتے ہیں اور پھر زمین پر اپنے شہروں اور بازاروں کے جاری طرف چل آتی ہے تاکہ ہم خدا کے حکم کا نفاذ کریں جس طرح ہر حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے اس طرح خلدے اس کو محمد و آل محمد علیہ السلام کے تابع بنا دیا ہے۔

(ابصار التوحید ص ۱۷)

(۳۸) دائرہ علم امامت

الخراج میں محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم تمہیں نہیں دیکھتے اور تمہاری بات حیرت نہیں بخنتے تو یہ تمہارا برا گمان ہے اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو پھر تمہاری افضلیت کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ دکھائیں کہ میں اسے ایک دلیل بنا سکوں اور میرے یقین میں امانت ہو تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے اور تمہارے ایک ساتھی کے درمیان زبردہ میں ایک واقعہ گزرا تھا اور اس نے ہمارے اور ہماری محبت و معرفت کے بارے میں تم پر طعن کیا تھا اور اندازہ لگایا تھا ، بناؤ کیا ایسا نہیں ہوا تو میں نے عرض کیا بے شک خدا کی قسم ایسا ہوا تھا پھر حضرت نے فرمایا کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں نے خدا کی طرف سے اطلاع ملنے پر ہی سب کچھ بتایا میں نے جاؤ گے ہوں نہ کاہن اور دیوانہ یہ سب کچھ علم نبوت کا نتیجہ ہے اور ہم جو کچھ ہونے والا ہے اسے بھی بتا دیتے ہیں جس پر میں نے عرض کیا کہ حضور وہ کون ہے جو ہمارے بارے میں آپ کو بتا دیتا ہے کہ ہمارا ایسا ایسا حال ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمہارا فرشتہ ایسی چیزیں ہمارے دلوں میں اترتی رہتی ہیں اور کافروں میں آواز کی صمدت میں آتی رہتی ہیں اور اس کے ساتھ ایک بات یہ ہے کہ مومن جنات میں سے کچھ ہمارے خدمت گذر بھی ہیں جو ہمارے ظہیر ہیں اور وہ تم سے زیادہ ہمارے فرمانبردار ہیں تو میں نے عرض کیا کہ حضور کیا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ جن رہتا ہے تو ارشاد فرمایا ہاں وہ ہیں تمہارے بارے میں ہر بات کی خبر دیتا رہتا ہے۔

(۳۹) الخراج میں جن بن سلم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے کہانے پر بلا یا میں ابھی بیٹھا ہی تھا کہ ایک پرندہ قری جس کے بال اور پر نچے ہوتے تھے اڑتا ہوا جناب امام کے پاس آکر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ دوسرا قری پرندہ بھی تھا اس نے اپنی آواز میں کچھ کہا اور امام نے

اسی طرح اس کا تورا بدلا پھر وہ پرندہ اڑ گیا تو ہم نے عرض کیا کہ حضور انہوں نے آپ سے کیا کہا اور آپ نے کیا فرمایا حضرت امام نے جواب دیا کہ اس نے اپنی مادہ پرہیزگی کے ساتھ ہونے کا اہتمام لگایا تھا اور اس کے سر کو نوجا اور یہ چاہا کہ وہ اسے میرے ہنگے نعان و ایک دوسرے پر لٹت کرنا ہنگے لیے لائے چنانچہ اس نے اپنی مادہ سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان وہی فیصلہ کریں گے جو داؤد اور آسن داؤد کی طرح فیصلہ کرتے ہیں اور جانوروں کی ہونی کو سمجھتے ہیں اور جنہیں گواہ کی بھی احتیاج نہیں ہے چنانچہ میں نے اسے بتا دیا کہ وہ اس کے بارے میں تیرا گمان درست نہیں ہے پھر وہ دونوں باہمی رضامندی کے ساتھ واپس چلے گئے۔ (الخراج و الجرح ص ۱۷)

(۴۰) آل محمد پر ظلم ڈھانے والوں کی رحمت خداوندی سے عرومی

تفسیر الیاشی میں فضیل بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قرآن میں معلوم ہوا ہے کہ آل جعفر کے لیے بھی ایک جہنم بنا ہوگا اور فلاں کی آل کے لیے بھی حضور فرمائیں کہ اس کی کیا حقیقت ہے تو امام نے جواب دیا کہ آل جعفر کے لیے کوئی جہنم نہیں رہی فلاں کی اولاد تو انہیں حکومت ملے گی اور اس مہد میں بیگانے حکومت کے مقرب ہوں گے اور قریبی لوگ دوسرے کے ان کی بادشاہت میں تنگی رہے گی اور عرومی وہ ساتش بالکل نہ ہوگی نیکی کی پہچان جاتی رہے گی اور صبور پر مصیبتیں آتی ہیں گی سب پر سلسلہ ختم ہوگا اور وہ خدا کی طرف سے اپنے منکر و فریب کی سزا اور اس کے عذاب سے بے خوف ہو جائیں گے اور یہ سمجھیں گے کہ وہ اب مضبوط ہو گئے تو ان میں تہمت پکارا جائے گی جسے کوئی سنے والا ہو نہ ہوگا اور کوئی انہیں متاثر نہ کرے گا چنانچہ ارشاد الہی ہے۔ حَتَّىٰ إِذَا أَكَلْتُمُ الْمَالَ مِنْكُمْ

اس کے بعد حضرت امام نے فرمایا کہ ظالموں میں کوئی ایسا نہیں کہ اس پر دم و دم نہ ہو سکے بلکہ فلاں کی اولاد کے کہ ان پر کسی طرح کا دم نہ ہوگا فضیل بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے امام سے عرض کیا کہ میں آپ کے قرآن جلاؤں کہ کیا ایسے لوگوں پر دم نہ ہوگا تو فرمایا ہاں ان پر خدا کی رحمت نہ ہوگی انہوں نے ہمارا خون بہایا اور ہمارے ظہیر ان کے ظالم ہیں گزرتا رہے۔ (تفسیر الیاشی جلد ۲ ص ۱۷)

۴۱) آل محمد کی اپنے حقیقی دوستوں کی تکلیف میں بے چینی

مناقب ابن شہر آشوب میں نقل کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ محمد بن مسلم عاری میں مبتلا ہیں یہ سُن کر جناب نے غلام کے ہاتھ ان کے پاس ایک خریت بھجوا کر غلام نے ان سے کہا کہ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس وقت تک وہاں سے نہ لوٹوں جب تک آپ اس خریت کو پی نہیں لیں یہ سُن کر محمد بن مسلم کو بڑا تعجب ہوا اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان میں کھڑے ہونے کا طاقت نہ تھی جوں ہی انہوں نے وہ خریت پیا اور وہ معدہ میں پہنچا تو ایک دم ایسے تندرست ہو گئے جیسے کسی بڑھن سے چھٹکارا پایا ہو فوراً در امام پر حاضر ہوئے اور ان کے کی اجازت چاہی اجازت ملی جب اندر پہنچے تو حضرت کو دیتے ہوئے سلام کیا اور ہاتھوں اور سر مبارک کے پوسے لیے تعزرت امام علیہ السلام نے فرمایا تم تندرست ہو گئے ہو ورنے کیوں پہنچا ہوں نے عرض کیا کہ حضور مجھے میری عزیت وطن سے دہلی نے اور اتنی قدرت حاصل نہ ہونے پر کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر خریت زیارت حاصل کروں رلا دیا یہ سُن کر جناب امام نے فرمایا کہ جہاں تک کم مانگی کی بات ہے تو خدا نے ہمارے دوستوں اور عقیدت مندوں کو ایسا ہی قرار دیا ہے اور آپیں جلدی جلدی بلا واسطہ ان سے مخصوص کیا ہے اور تم نے جو وطن سے دہلی کا ذکر کیا تو اس میں حضرت ابو مہرانہ السین منوات علیہ کی ذات اقدس تھیں یہ ایک نورد ہے جو اس زمین میں آرام فراد ہے ہیں جو ہم سے دور فرات کے کنارے پر واقع ہے وہ اس وقت کی دہلی کا معاملہ تو یہ سمجھو کہ اس دنیا میں ہر مومن شہید الوطن ہے اور اس مخلوق کے درمیان وہ کہ بالکل نہ رہا ہے جہاں تک کہ وہ اس دنیا سے نکل کر خدا کی رحمت سے ہم آفرین ہو۔ اب وہی تہمدی محبت کی وجہ سے ہماری قربت اور ہماری جانب تہمدی توجہ تو تم اس کے حق کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتے۔ کوئی بات نہیں تمہارے دل میں ہماری جتنی بھی محبت ہے اس کی جہا نہیں مل کر رہے گی۔

(المناقب جلد ۲ ص ۳۱۹)

۴۲) مناقب ابن شہر آشوب میں حسین بن مختار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو بصیر نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ ایک عورت کو میں قرآن مجید پڑھا دیا تھا تو میں نے اس سے کچھ مذاق اور دل لگی کر لی جب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا اسے ابو بصیر نے اس عورت سے کیا کہا تھا وہ کہتے ہیں کہ یہ الفاظ سن کر میں نے حرم کے بارے اپنے ہاتھ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تو حضرت نے فرمایا دیکھو ایسا عمل پھر نہ ہونے پائے۔

حضرت ابو بصیر کی روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ابو بصیر سے فرمایا کہ اس عورت کو میرا سلام پہنچاؤ اور یہ کہو کہ تو ابو بصیر سے نکاح کرنے کو ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے پاس پہنچا اور ساری بات اسے بتائی تو وہ کہنے لگی کہ کیا امام ابو بصیر نے یہ حکم دیا ہے تو میں نے فرمایا دیکھو ایسا عمل پھر نہ ہونے پائے۔

نے اس سے تم کمان کہ ان حضرت نے ہی حکم دیا ہے پناہ اس نے مجھ سے شادی کر لی۔

۴۳) التزام کعبہ کی تلقین

مناقب ابن شہر آشوب میں ابو عمرو ثمالی سے منقول ہے کہ ایک سال امام محمد باقر علیہ السلام حج کے لیے تشریف لائے اور ہشام بن عبد اللہ بھی آیا تھا حضرت امام کے گرد لوگوں کا بڑا مجمع تھا تو کعبہ نے کہا کہ یہ کون ہیں کہ جن کی پیشانی پر علم کی روشنی اور چمک ہے میں ان کی حاجت کروں گا جب حضرت اسامہ سے تشریف لائے تو وہ کاہنے لگا اور فرمایا ہاتھ پونگا اور فرزند ہو گا کہ لگا فرزند رسول میں ان ہماں دینو جیسے لوگوں کی مجلسوں میں شریک ہوا ہوں لیکن ایسا رب مجھ پر کبھی طامی نہیں ہوا یہ سُن کر حضرت نے فرمایا دل سے ہرچیز پر اسے اہل شام کے غلام تو ان بیوت کے سلسلے ہے جن کے بارے میں خدا و عرف عالم کا ارشاد ہے کہ ان کی تعلیم جائے اور ان میں خدا نے تعالیٰ کا نام لیا جائے (مناقب جلد ۲ ص ۳۱۹)

۴۴) مناقب ابن شہر آشوب میں جابر ولید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مکہ میں ایک شخص کو دیکھا جو اب درجہ کے درمیان اور پہنچائی پر دعا کر رہے تھے اور موت کا مارا ہاتھ ہوتے تھے اور یہ شام کا وقت تھا کہ پہاڑ کی پوٹھوں پر سورج دکھائی دے رہا تھا انہوں نے اپنی پھیلیاں آسمان کی طرف بلند کر دی تھیں اور دعائیں معرود تھے لوگ ان کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے اور مشکل سے مشکل پر لالت کر رہے تھے اور وہ نے نال جزیات دے دے تھے اور ہزاروں مسائل کے جوابات دے دیے جب وہ اپنی سواری کی طرف پہلے تو کسی کچھ دالنے کہا کہ یہ ایک پھکتا ہوا حسین لارہی نسیم رحمت ہیں جو خوشبودار ہے اور یہ وہ حق ہے جو لوگوں میں حرکت پیدا کرے۔ کچھ لوگوں نے پوچھا کہ تم کو کون ہنس گئی تو جواب ملا کہ یہ محمد بن علی باقر العلوم ہیں یہ علم کا جھنڈا ہیں اور شعور و عقل سے بولنے دالنے ہیں یہ محمد بن علی باقر بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ (المناقب جلد ۲ ص ۳۱۹)

ابو بصیر کی روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ یہ رسولوں کے علم کو پھیلانے والے اور حق کی راہوں کے ظاہر کرنے والے ہیں یہ اصحاب سفینہ کے بہترین لوگوں میں سے ہیں یہ حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند اور مذہب میں خدا کی بقیہ بستی ہیں یہ زمانہ میں خدا کے راز دل کا خزانہ ہیں یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ حضرت امیر المومنین علی اور حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند ہیں یہ دین قائم کے پیار ہیں۔

۴۵) وارث تقیہ آل موسیٰ و ہارون

مناقب ابن شہر آشوب میں جابر بن یزید علی سے منقول ہے کہ جب شیعوں نے بنی امیہ کے مظالم کی شکایت امام زین العابدین علیہ السلام سے کی تو آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام کو بلا دیا اور فرمایا

کہ اس دھاگے کو جو جبریل امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پنے لائے تھے اور اسے حرکت دو جا رہے تھے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد میں آئے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر اپنے رخسار کو خاک پر رکھ کر کچھ کلمات کہے اور سر اٹھا لیا ادب اپنی آستین سے ایک باریک دھاگا نکالا جس سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی اس کا ایک کنارہ مجھے دیا تو میں آہستہ آہستہ چل پڑا پھر فرمایا جابر ذرا ٹھہرا اور اسے بھی سی ایک حرکت دو اس کے بعد جاب سے فرمایا ذرا باہر جا کر دیکھو کہ لوگوں کا کیا حال ہے میں مسجد سے نکلا تو لوگوں میں ہر طرف سچ پکار مچی ہوئی تھی اور روئے پیشہ کی صدا بلند تھی سخت زلزلہ آیا ہوا تھا مکانات گر رہے تھے لوگ دب دب کر مر رہے تھے جس ہزار آدمی ان کے پیچھے دب کر ہلاک ہوئے تھے اس کے بعد حضرت امام منارہ پر تشریف لے گئے اور باواذ بلند فرمایا اسے جھوٹے گلے ہو۔ جا رہے ہیں کہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ آسمان آواز ہے تو منہ کے بل زمین پر گر پڑے ان کے دل بیٹھ گئے اور سب کے سب جگہ میں گر کر کہنے لگے الامان الامان وہ حق کی آواز کو سن رہے تھے لیکن کہنے والا نظر آتا تھا پھر حضرت امام نے یہ آواز مبارکہ تلاوت فرمائی فَرَحًا عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَانْهَارُ الْفَلَاقِ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ (سورہ نمل آیت ۲۶) جب حضرت امام منارہ سے نیچے اترے اور ہم مسجد سے باہر نکلے تو میں نے اس دھاگے کے باسے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ بقیہ ہے میں نے پوچھا حضور بقیہ کیا؟ تو امام نے فرمایا اہل موسیٰ و آل ہارون کا بقیہ ہے اور جبریل نے میں دیا ہے۔

(المناب جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

(۲۶) نفس المصدیٰ مفضل بن عمر سے مروی ہے کہ ایک بار امام محمد باقر علیہ السلام مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھے کہ آپ ایک قافلے سے ملے کہ حاجیوں میں ایک شخص اس بات پر دربا تھا کہ اس کا گھما کر گیا ہے خداوند عالم سے دعا فرمادیتے کہ اس گدھے کو زندہ کر دے حضرت نے دعا فرمائی اور غدا نے اس گدھے کو زندہ کر دیا۔

(نفس المصدیٰ جلد ۳ صفحہ ۲۱۸)

(۲۷) مناقب ابن شہر آشوب میں مروی ہے جس کے دادی ابو بصیر ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے امام باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس سال بڑی کثرت سے حاجی آئے تھے اور بڑا شور و غل تھا تو حضرت امام نے فرمایا اچھا بہت شور و غل رہا لیکن ان میں حاجی بہت کم تھے کیا تم پسند کر دے کہ میں اس کی حقیقت سے تمہیں آگاہ کروں اور تم خود آنکھوں سے دیکھو۔ ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر پھرا اور کچھ دعائیں کلمات زبان پر لائے تو ان کی بصارت لوٹ آئی اور زلیلے ابو بصیر اپنی آنکھوں سے حاجیوں کو دیکھ کر وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بہت زیادہ لوگ بندہ اور سہریں گئے ہیں اور ان میں مومن اس طرح نظر آ رہے ہیں جیسے اندھیرے میں کوئی ستارہ چمک رہا ہو میں نے عرض کیا کہ مولانا آپ نے بالکل سچ فرمایا کہ حاجی کتنے کم ہیں اور شہر و نخل کتنا زیادہ ہے اس کے بعد امام نے پھر کچھ دعائیں

کلمات زبان پر جاری کیے اور میں پھر ناپا ہو گیا۔ ابو بصیر نے حضرت سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے تو امام نے فرمایا کہ اسے ابو بصیر ہم نے تمہارے ساتھ بخل سے کام نہیں لیا اور خدا نے بھی تم پر کوئی ظلم نہیں کیا اس نے تمہیں نفیلت عطا فرمائی لیکن ہم لوگوں کے فنون سے ڈرتے ہیں اور اس کا خوف ہے کہ لوگ ہم پر خدا کی عطا کردہ نفیلت کو نہ سمجھیں اور ہمیں خدا کے علاوہ سمجھ لیں ہم تو خدا کے بندے ہیں اور اس کی عبادت سے کشتی نہیں کھتے ہم تو خدا کے وسیع و دریاں بڑھیں حضرت امام کا مکتوب یہ ہے کہ لوگ اپنی ثمانی اور کم ملی کی وجہ سے ہلکی نفیلتوں کو دیکھ کر میں خدا دیکھنے لگیں اگر یہ ظلوہ نہ ہوتا تو ہم بہت سے عقاب آتشکار کر دیتے۔

(۲۸) صلوات اللہ علیہ میں ابو عمرو سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور کہہ چڑھاں چڑھادی تھیں تو حضرت امام نے فرمایا ابو عمرو تم مجھے بھوکہ یہ چڑھاں کیا کہی ہیں میں نے عرض کیا مولانا میں نہیں جانتا تو فرمایا کہ یہ خدا کی تسبیح بجا لاری ہیں اور اپنی تکی کی روندی کا سوال کر رہی ہیں۔

(صلوات اللہ علیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

(۲۹) مناقب ابن شہر آشوب میں جابر بن یزید صحنی سے مروی ہے کہ ایک بار میں عبداللہ بن حسن کی مجلس میں پہنچا تو وہ کہنے لگے کہ محمد بن علی بن الحسین کو مجھ پر نفیلت کی وجہ کیلئے یہ سن کر میں وہاں سے اٹھا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جب حضرت کی بھج پر نظر پڑی تو مسکرائے اور فرمایا جابر بیٹھو اور اس مردار سے بچے آئے دلے عبداللہ بن حسن جوں گے میں دونوں کو دیکھتا رہا تا کہ ارشاد امام کسے تصدیق ہو کہ فوراً عبداللہ بن حسن مغرور نہ چلا میں آپہنچے حضرت نے فرمایا کہ اسے عبداللہ تم ہی وہ شخص ہو جو یہ کہتے ہو کہ محمد بن علی بن الحسین کو مجھ پر کوئی نفیلت حاصل ہے جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ان کے دادا ہیں اسی طرح میرے بھی ہیں اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا ابے جابر ایک گڑھا تو کھودو اور اور اس میں کھڑیاں ڈال کر آگ روشن کرو۔ جابر کہتے ہیں میں نے حکم کسے تعمیل کی اور جب دیکھا کہ اس میں انگارے ہو گئے تو حضرت امام عبداللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر تمہیں براہی ہی کا دوی ہے تو اس گڑھے میں کرماد اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو یہ آگ نہیں نہیں جلائے گی یہ سنی کہ ان کی کٹ جاتی تھی اور حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا فَبُعِثَ الذِّبَّ كَفْرًا لِيُنْفِخَ لِي فِي كَانِهَا بَحَارًا مِثْلًا مِثْلًا بَحَابٍ مَرَّةً سَا

(المناب جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

(۵۰) زوال بنی امیہ کی پیش گوئی

نہایت القلوب میں ثعلبی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار ہشام بن عبدالملک نے مجھے طلب کیا جب میں اس کے پاس پہنچا تو اس کے گرد بہت سے

بنی امیہ کو تھما ہوا پایا مجھ سے کہنے لگے کہ اسے تری ذلت تری آؤ تو میں نے کہا کہ اس سے انکار نہیں ہم سب علی ہی سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹیں گے پھر اس نے مجھے اپنے قریب بٹھایا اور بولا کہ کیا تم ہی وہ ابو جعفر ہو جو بنی امیہ کو قتل کرے گا میں نے جواب دیا کہ نہیں پھر کہنے لگا تو پھر وہ ایسا کون آدمی ہے تو میں نے کہا کہ وہ ہمارا چچا زاد بھائی ابو العباس بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہوگا یہ سن کر اس نے میری طرف نگاہ ڈالی اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے بھوت کو آؤ پایا نہیں اچھا یہ بتاؤ کہ ایسا کب ہوگا تو فرمایا کہ پندرہ برسوں میں غلگی قسم یہ وقت دور نہیں ہے۔

نفس المصدر جلد ۳ ص ۳۱۳

جاہر حنفی سے کچھ اس طرح منقول ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ بنی امیہ کی حکومت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک ہماری اس مسجد کی دیوار نہ گرے گی اور اس سے حضرت امام کی مراد مسجد حنفی تھی چنانچہ حضرت نے یہی خبر دی تھی دیکھا ہی ہوا۔

(۵۱) ————— عقب سے منقول ہے کہ ایک بار امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ ان کی مزدورین پر کیا جب حضرت امام اس زمین پر پہنچے تو آپ نے دور کھت نماز پڑھی جب فارغ ہوئے تو فرماتے لگے کہ ایک دن میں اپنے پروردگار کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ رہا تھا ابھی آپ صبح الٹی میں مصروف تھے کہ اسی کے دوران ایک لائے تھکے بزدل گئے جن کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے انہوں نے پروردگار کو سلام کیا کہ ایک جوان ان کے پیچھے سے آیا اور اس نے بھی پروردگار کو سلام کیا اور ان بزرگ کا ہاتھ پکڑے کہا کہ تمہارے ہمیں اس کا حکم نہیں ہے جب وہ دو دن چلے گئے تو میں نے پروردگار سے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون تھے اور دوسرے جوان کون تھے تو ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم وہ بزدل ملک الموت تھے اور وہ جوان جبرئیل تھے (المصدر السابق جلد ۳ ص ۳۱۳)

(۵۲) ————— مناقب ابن شہر آشوب میں جاہر بن زبیر حنفی سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ہر شخص کو دیکھ کر اس کے ایمان اور نفاق کی صورت کو پہچان لیتے ہیں چنانچہ ایک بار امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے عمر بن عبد المنذر کا ذکر آ گیا لوگوں نے اس کے نفس کی پاکیزگی کی تعریف کی تو جناب امام نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تمہیں لوگوں کے بارے میں کچھ علم نہیں ہے میری نظریں تاڑ لیا تھا کہ یہ خبیث ترین آدمی ہے۔ جاہر کہتے ہیں کہ بعد میں ایسا ہی ثابت ہوا کہ اُس نے کوئی حرام کام نہیں چھوڑا اور بولا (المناقب جلد ۳ ص ۳۱۳)

(۵۳) ————— بیان کیا گیا ہے کہ جب جناب زبیر بن علی بن الحنفیہ لوگوں سے اپنی بیعت چاہی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ان سے فرمایا ہر اہل بیت میں ظہور امام زمانہ حضرت مہدی سے قبل شروع کرنا ایسا ہے جیسے کسی پروردگار کا پیر اس سے پہلے کہ اس کے بل پر نہیں اپنے گھونٹے سے باہر جاتے اور بچے گریسے اور پتے اُسے پکڑ لیں اور اس سے کھینچ لیں لہذا اسے زید خاں سے ڈر کر کل تمہیں کنا سر میں سولی پر لٹکا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت امام نے جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔

(۵۴) ابو جعفر حنفی کہتے ہیں کہ جب امام محمد باقر علیہ السلام کو ہشام بن عبد الملک کے پاس شام میں لایا گیا اور آپ اس کے دروازے پر پہنچے تو ہشام نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں حضرت امام سے گفتگو کرتے ہوئے رک جاؤں تو تم لوگ ان کی ملامت و ذمہ شروع کر دینا چنانچہ حضرت کو اندر آنے کی اجازت ملی جب آپ اندر تشریف لائے تو آپ نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے سلام علیکم کہا گویا تمام حاضرین کو سلام کیا پھر آپ بیٹھ گئے ہشام کو اس پر غصہ آیا کہ آپ نے اسے خلیفہ کہہ کر مخصوص سلام کیوں نہیں کیا اور اس کی اجازت کے بغیر بیٹھ گئے تو کہنے لگا کہ اسے محمد تم میں ہمیشہ ایک ایسا شخص رہا ہے جس نے مسلمانوں میں تفریق اندازی کی اور انہیں اپنی ہی طرف دعوت دی اور اس نے یہی سمجھا کہ وہ باوجود نادانی اور کم علمی کے امام ہے چنانچہ اس نے سخت لہجہ میں آپ کی ملامت شروع کر دی جب خاموش ہو گیا تو لوگوں میں سے کچھ بے حد ہلکے ہر شخص آہا رہا اور امام کی ذمہ داری پر عجب سب اپنی اپنی بک چکے اور خاموش ہوئے تو حضرت امام کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ اسے لوگوں کو کس خیال میں ہوا اور کہہ رہے ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں کو ہمارے خلیفہ سے ہدایت ملی اور اس کا خاتمہ بھی ہمارے ہی ساتھ ہوگا کوئی بات نہیں اگر تمہیں جلدی حکومت مل گئی ہے تو کیا ہوا ہماری حکومت دیر سے ہی سہی لیکن ہماری حکومت کے بعد کسی کی حکومت نہ ہوگی اگر تمہارے لیے ملک مجمل و دنیا ہے تو ہمارے لیے ملک مومل و آخرت ہے اس لیے کہ اگر فرلے ام ہی ہیں جس کے بعد کوئی حکومت نہیں جیسا کہ ارشاد الہی ہے۔ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (سورہ قصص آیت ۸۳) انجام کار تو متقیوں کے لیے ہے، یہ سن کر ہشام نے حضرت کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔

جب امام قید خانہ میں آئے اور قیدیوں سے کچھ بات چیت ہوئی تو کوئی قیدی ایسا نہ تھا جو آپ کا گویہ نہ ہو گیا ہو۔ قید خانہ کے نگران نے اس کی خبر ہشام کو پہنچا دی تو اس نے آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں حکم دے دیا کہ انہیں مزینہ روانہ کر دیا جائے اور یہ بھی حکم ہوا کہ انہیں بازاروں کے اندر سے نہ لایا جائے اور ان کو کھانے پینے سے ترسلا جائے چنانچہ تین دن تک سفر میں انہیں کھانے پینے کے لیے کچھ نہ ملا بمشکل مزینہ پہنچے وہاں شہر کا دروازہ بند پایا اور امام کے ساتھیوں نے بھوک پیاس کی شکایت کی۔ ابو جعفر حنفی کہتے ہیں کہ حضرت پہاڑ پر تشریف لے گئے اور لوگوں پر نذر ڈالی کہ رات کو ان میں فرمایا اے ظالم مزینہ والو سنو میں خدا کا یقین ہوں خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے بَقِيَّتِ الدِّينِ خَيْرٌ لِّكُمْ اِنَّ كَثْرَةَ رُفُوَّتَيْكُمْ وَرَعَاءِ آفَاكَا عَلَيْكُمْ لَكُمْ مَقْطِعَةٌ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ہر تو تمہارے لیے خدا کا یقین بہتر ہے اور میں تمہارا ٹھیکہ دار نہیں ہوں۔

ابو جعفر حنفی کہتے ہیں کہ ان میں ایک بوڑھا آدمی تھا جو ان کے پاس آکر کہنے لگا کہ لوگو خدا کی قسم یہ شعیب علیہ السلام کا سا پانا ہے اگر تم نے اس ہستی کے لیے کھانے پینے کا سامان نہیں کیا تو تمہارے اوپر سچے سے عذاب آئے گا تم میری بات کو بھی جانیرا کہنا آخر میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں چنانچہ انہوں نے فوراً

حضرت امام ابراہیم کے ساتھیوں کے لیے بازار کھول دیئے۔ (نفس المصدا جلد ۲ ص ۲۲۷)

کافی میں بھی اسی طرح یہ روایت مذکور ہے (جلد ۱ ص ۱۲۷)

(۵۵) صاحب ابن اثرب میں علی سے منقول ہے کہ کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور علامت امامت دریافت کی آپ نے انہیں حضرت ائمہ کے نام بتائے اور جو وہ سوال کرنا چاہتے تھے اسے بھی بتا دیا کہ تم قرآن مجید کی اس آیت کے بارے میں دریافت کرنا چاہتے ہو کہ **أَضَلُّهَا نَكَاحَاتٌ وَكُنْتُمْ فِي السَّمَاءِ قَوْمًا تَلْمِزُونَ** آیت ۲۶-۲۵ گویا ایک پیکرہ درخت کہ اس کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی جھنیاں آسمان میں لگی ہیں اور اپنے پر دروگہ کے حکم سے ہر وقت پھیلا پھولا رہتا ہے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ نے درست فرمایا ہم اس کے بارے میں سوال کرنا چاہتے تھے پھر حضرت امام نے فرمایا کہ ہم ہی وہ درخت ہیں جس کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے۔

(۵۶) علی بن ابی حمزہ اور ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم آپس کے دورہ کی صورت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے یعنی ابو بصیر اور ابو بلیس علی بن حمزہ تو امام نے اپنی کیزر سکیہ سے فرمایا کہ خدا چراغ تو لاؤ وہ چراغ لے آئی پھر فرمایا جاؤ اور پتھر یا لٹو کری جو فلاں بگڑ گئی ہے اٹھا لاؤ وہ کیزر اس پتھر یا لٹو کری جو جو ہندی یا سندھی تھی لے آئی امام نے اس کی ہر توڑی اور اس میں سے ندرنگ کا لکھا ہوا کاغذ نکالا علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ امام نے اس کا فنکار اور پر کی طرف سے توتہ کیا اور نیچے کے حصے کو پھیلا دیا یہاں تک کہ آپ اس کے تباہی یا چوتھائی حصے تک پہنچے تو میری طرف نظر کی میں خون سے کہنے لگا جب حضرت نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم ڈر گئے میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ایسا ہی ہے تو حضرت فرمائے لگے کہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں میرے قریب آؤ میں قریب ہوا تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے اس میں کیا دیکھا میں نے عرض کیا کہ حضور اپنا اپنے باپ اور اہلاد کے نام دیکھے ہیں جنہیں میں پہچانتا بھی نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اے علی اگر میرے نزدیک تمہارا یہ مرتبہ بہتر ہوگا جو کسی دوسرے کے لیے نہیں تو میں تمہیں یہ بات بتاتا ہوں علی بن ابی حمزہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں بیس سال تک زندہ رہا اور میری اتنی ہی اولاد ہوئی جتنی میں نے اس کاغذ پر لکھی ہوئی دیکھی تھی۔ (المناقب جلد ۲ ص ۲۲۷)

(۵۷) سیر عالمین

جاہلین میں فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس ارشاد کے بارے میں دریافت کی **كُلُّ لَيْلٍ مِّنْ لَّيْلِ ابْنِ آدَمَ مَلَائِكَةٌ مُّسْتَوِيَةٌ رُّسُومُهُمْ أَصْحَابُ آيَاتِهِ** امام ابراہیم کو تمام آسمانوں کی سلطنت کا انتظام دکھاتے رہے تو حضرت امام نے اپنا ہاتھ دکھ کر فرمایا کہ اپنا ارشاد یہ ہے

میں نے سرگرمیاً تو دیکھا کہ چھت کے جیسے الگ الگ جگہ اے میری نظر ایک شگفت پر پڑی تو ایسا لڑنے لگا یا کہ میری آنکھیں حیران رہ گئیں پھر حضرت نے فرمایا کہ اس طرح حضرت ابراہیم نے آسمانوں کی سلطنت کا انتظام کیا تھا اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ زمین کی طرف نظر کرو اور پھر اپنے سرگرمیاً اور پر کی طرف اٹھا جب میں نے اپنے سرگرمیاً دیکھا تو چھت کو اس کی پہلی حالت میں پایا پھر حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے گھر سے باہر لے گئے اور میرے اہل ایک کپڑا لٹال دیا اور فرمایا خدا ہی آنکھیں بند کرو اور یہ بتایا کہ تم اس تاریک سمندر میں کھڑے ہو جیسے ذرا زمین نے دیکھا تھا جب میں نے آنکھیں کھولیں تو مجھے کچھ دکھائی دیا پھر حضرت نے قدم بڑھایا اور فرمایا کہ تم حضرت خنز کے ہم جیات پر کھڑے ہو پھر ہم اس عالم سے نکلے یہاں تک کہ ہم پانچ عالموں سے گزرے تو امام نے ارشاد فرمایا کہ یہ زمین کی حکومت ہے پھر آنکھیں بند کرنے کے لیے نرانا اور برائے پکڑا تو یہ دیکھا کہ ہم اسی گوش کھڑے ہیں جہاں پہلے تھے حضرت نے میرے اوپر سے وہ کپڑا اتار لیا جو اڑھا دیا تھا میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں دن کا کتنا جتہ گزر گیا؟ تو فرمایا مرت تین ساتیں گزری ہیں۔

(المناقب جلد ۲ ص ۲۲۷)

(۵۸) کشف الغر میں یزید بن عادم سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ ہشام بن عبد اللہ کے محل کی طرف سے گزرا تو قریب ہوا تھا حضرت امام نے فرمایا کہ بخدا یہ گھر گرا جائے گا اور اس کے ڈھیر کی مٹی بھی اٹھائی جائے گی اور یہ بھی سن لو کہ مقام اجماع نہایت نظر آجائے گا جو وہیں زکریا کے تعلق کی جگہ ہے یزید بن عادم کہتے ہیں کہ یہ مٹی کہیں قبض میں رہ گیا اور کہنے لگا کہ جلد ہشام کا محل کون ڈھائے گا لیکن میں نے دیکھ لیا کہ ولید نے اس محل کے ڈھانے کا حکم دیا اور اس کے ڈھیر کی مٹی وہی جگہ منتقل کی گئی یہاں تک کہ پھر صاف نظر آنے لگے تھے۔ (کشف الغر جلد ۲ ص ۲۲۷)

(۵۹) دلیل امامت

کشف الغر میں ابو بصیر سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ان وصیتوں میں سے میرے بعد بزرگوار امام زین العابدین علیہ السلام نے مجھ کی جگہ ایک وصیت یہ بھی تھی کہ میری وفات کے بعد سولے تہا سے مجھے کون فصل نہ دے اس لیے کہ امام کو امامی غسل دیا کرتے ہیں یہاں یہ مجھ کو کہتا ہوں جہاں عبد اللہ میرے بعد لوگوں کو اپنی امامت کی طرف دعوت دے گا لہذا تمہاں سے کوئی تعرض نہ کرنا اور درود نہ پڑھنا اس لیے کہ ان کی عموئی عموڑی ہوگی حضرت فرماتے ہیں کہ جب میرے بعد بزرگوار کی رحلت ہوئی تو میں نے ان کی وصیت کے مطابق انہیں غسل دیا اور عبد اللہ نے بھی امامت و نیابت کا دعویٰ کیا اور یہی سہا جو بعد بزرگوار نے ارشاد فرمایا تھا عبد اللہ تمہارے طرحے تک زندہ رہے اور میرے جیسی تو امامت کی دلیل ہے کہ کسی امر کی پہلے سے اطلاع دے دی جائے اور اسی سے امام کی پیمانہ ہوجاتی ہے۔

۹۰) فیض بن سمرناقی ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہتا تھا کہ محل میں خادم پڑھنے کے بارے میں حضرت سے دریافت کر دوں تو سوال کرنے سے پہلے ہی امام نے فرادہ اجاب رسالتکتاب علی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواروں پر جو ہراس کا رخ ہوتا تھا نماز شب ادا فرماتے تھے۔
(نفس المصدا جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)

یہی خراج میں سعد الاسکان سے مروی ہے۔

۹۱) جنات کی حاضری

کشف الغم میں سعد الاسکان سے منقول ہے کہ ایک بار میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو مجھے بتایا گیا کہ ذرا ٹھہریں اس لیے کہ حضرت کے پاس تمہارے بھائیوں میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوتے ہیں۔ مختصری دہریں میرے سامنے بارہ افراد اندر سے نکل کر آیا کرتے جو ہندی نسل کے معلوم ہوتے تھے اور تو تنگ شروانیان گاٹھے پڑھے اور بکے جوتے پہنے ہوتے تھے انہوں نے سلام کیا اور گزر گئے اس کے بعد ہی خدمت امام میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور یہ کون لوگ تھے جو آپ کے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں ان میں سے کسی کو نہیں پہچانا تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنوں ہیں سے تمہارے ہی بھائی تھے۔ سعد الاسکان کہتے ہیں کہ میں نے خدمت امام میں عرض کیا گیا یہ لوگ آپ کے پاس حاضر ہوا کرتے ہیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا ان یہ مسائل حلال و حرام دریافت کرنے کے لیے اسی طرح آتے جاتے ہیں جیسے تم لوگ آتے جاتے ہو۔ (کشف الغم جلد ۲ صفحہ ۳۳۷)

کافی میں اسی روایت کو تھوڑے سے فرق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جلد ۳ صفحہ ۳۱۹

۹۲) کشف الغم میں مالک جہنی سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کو بخور دیکھنے لگا اور آپ کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ خداوند عالم نے آپ کو کبھی عظمت و بزرگی عطا فرمائی ہے اور آپ کو اپنی تمام مخلوق پر اپنی رحمت قرار دیا ہے یہ کلمات سن کر امام میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے اسے مالک معاہدہ تو اس سے بھی بہت زیادہ بڑا ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔

۹۳) ابوالہذیل سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اسے ابوالہذیل شب تدر ہم سے ہلکے سیدہ نہیں ہے اس شب میں ہم پر روشنی نازل ہوا کرتے ہیں۔ (کشف الغم جلد ۲ صفحہ ۳۳۷)

۹۴) مولانا علی رضا سے اس واقعہ کو وزیر سعید سید محمد بن ابوالطالب محمد بن احمد بن محمد بن الصلتی کی کتاب سے نقل کیا ہے جسے ابوالفتح یحییٰ بن محمد بن جواد اسکا تب نے ایک شخص کے بیان کے واسطے سے پیش کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں سکرہ مدینہ کے درمیان حالت سفر میں تھا کہ مخلوق میں سے ایک

ایسی شکل مجھے نظر آئی جو کبھی دکھائی دی اور کبھی غائب ہو گئی یہاں تک کہ وہ شکل و صورت میرے قریب آگئی میں نے جو فرمایا تو وہ سات یا آٹھ سال کے لڑکے معلوم ہوئے انہوں نے مجھے سلام کیا میں نے انہیں سلام کا جواب دیا پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ فرمایا کہ خدا کی طرف سے میں نے پوچھا کہ کہاں جاسنے کا ارادہ ہے؟ فرمایا خدا کی طرف۔ میں نے پوچھا کہ کس لیے؟ فرمایا خدا کے لیے میں نے دریافت کیا کہ آپ کا زاد راہ کیا ہے؟ فرمایا کہ تعوی میں نے کہا کہ آپ کس لوگوں میں سے ہیں؟ فرمایا کہ میں ایک مرد عرب ہوں میں نے کہا کہ خدا وضاحت فرمائیے؟ فرمایا کہ میں قریش میں سے ہوں میں نے پوچھا وضاحت چاہی تو فرمایا کہ اٹھی ہوں میں نے پوچھا عرض کیا کہ مزید وضاحت فرمائیے تو ارشاد فرمایا کہ میں علوی ہوں پھر کچھ اشعار پڑھے۔ تم جہاں شاعر ہو تو میں کوثر پر نگران کی صحبت سے ہوں گے اس پر پانی کے لیے آنے والوں کو ہم دھکیں گے بھی اہل مدینہ بھی کریں گے تو میں کا سیاب ہو گا وہ ہمارے ہی مذہب سے اور جس کے پاس ہماری محبت کا ذوق ہے وہاں آئیے ہو گا جس نے ہم سے خوشی پائے گا اور جو ہم سے بدلی کرے گا اس کا وقت اور عیال و اولاد ہی خراب ہے اور جس نے ہمارے حق کو چھینا تو قیامت کا دن اس کی دہکنا ہو گا۔

ان اشعار کے بعد حضرت نے فرمایا کہ میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہوں پھر جو میں نے نظر کی تو حضرت کہیں نظر نہ آئے معلوم ہیں کہ اسکلن پر چلے گئے یا زین کے اندر اتر گئے۔
(نفس المصدا جلد ۲ صفحہ ۳۵۷)

۹۵) اہل بیت ہی مرجع خلافتی ہیں

رجال کشی میں محمد سے منقول ہے کہ میں ایک بار امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے پر پہنچا اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو اس وقت اجازت نہ ملی مگر دو سروں کو اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ میں گھر لوٹ آیا لیکن مجھے اس بات کا رنج رہا پھر میں اپنی خواب گاہ میں چلا گیا لیکن نیند نہیں آئی اور سوچتا رہا کہ مرجع گمراہ ایسا کتنا ہے اور قدیر گمراہ کچھ اور۔ محمد بن ایسا اور ایسا کہتے اور دیکھ کر کچھ اندازتے ہیں معلوم نہیں ان میں کون سچا ہے اور کون غلط راستہ پر ہے کہ اچھا کد دروازے پر دستک ہوئی میں نے پوچھا کون ہے تو جواب ملا کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کا قاصد ہوں امام نے فرمایا ہے کہ جلی پوچھنا پنجہ میں نے کپڑے بدلے اور قاصد کے ساتھ چل پڑا اور امام کی خدمت میں آیا جب حضرت نے مجھے آتے دیکھا تو فرمایا اے محمد تم مرجع نہ قدیر نہ محمد بن ایسا کہتے اور دیکھ کر وہ کے خیالات کی طرف دیکھو تم ہماری طرف آؤ میں نے تمہیں اند آئے سے اس لیے روک دیا تھا۔ روٹی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت کی اس بات کو تسلیم کیا اور اس کی تائید کی۔
(رجال الکشی صفحہ ۱۱۱)

کشف الغم میں مذکورہ بالا واقعہ عن ابن محمد طیار کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ حضرت

امام کی خدمت میں آئے تھے اور انہوں نے حضرت سے یہی سب کچھ کہا تھا اور حضرت امام ابن محمد سے مخالف تھے اور ان سے یہ تمام گفتگو فرمائی۔
(جلد ۲ صفحہ ۳۳۷)

۶۶) عالم الغیب

رجال کشی میں اسماعیل بن ابی حمزہ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ کی طرف سوار ہو کر چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا اور سلیمان بن خالد بھی۔ جنہوں نے خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ تو فرمائیے کہ کیا امام آج کے دن ہونے والے حالات کو جانتے ہیں تو امام نے جواب دیا اے سلیمان قسم اس ذات کی جس نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کے ساتھ بھیجا اور رسالت کے لیے منتخب فرمایا کہ امام تو دن بیٹھے اور سال کے حالات سے باخبر ہوتا ہے اور تمہیں خبر نہیں کہ ہر شب قدر میں روح فرشتہ امام کے پاس حاضر ہوتا ہے اور انہیں اس سال آمد آئندہ سال کے حالات سے آگاہ کر دیتا ہے امام دن اور رات کے اور مجروحہ وقت میں واقع ہونے والے احوال سے باخبر ہوتا ہے کیا تم وہ بات دیکھو گے جس سے تمہارا دل مطمئن ہو جائے۔ سلیمان کہتے ہیں خدا کی قسم ہم ابھی ایک میل کے قریب ہی چلے ہوں گے کہ حضرت امام نے ارشاد فرمایا کہ ابھی ابھی تمہارے پاس دو آدمی آئیں گے جو چور ہیں اور انہوں نے چوری کا مال چھپا دیا ہے چنانچہ وہ دو آدمی آگئے اور جناب امام نے اپنے منہ میں کھم دیا کہ ان دونوں چوروں کو کچھ روپے پانچ روپے پکڑ کر امام کے سامنے پیش کئے۔ گئے حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے چوری کی ہے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ وہ چور نہیں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اگر تم نے چوری کے مال کو برآمد نہ کیا تو میں کسی کو اس جگہ بھیج دوں گا جہاں تم نے چوری کا مال چھپا رکھا ہے اور تمہیں صاحب مال کے پاس بھجوادوں گا وہ تمہیں امام مدینہ کے پاس لے جائے گا بلوکیا رائے ہے ان دونوں نے چوری کے مال کی واپسی سے انکار کر دیا تو امام نے اپنے منہ میں کھم دیا کہ انہیں اپنی تحویل میں رکھیں اور مجھ سے فرمایا کہ تم اس پھاڑ کی طرف جاؤ اور آپ نے پہاڑ کے راستہ کی اپنے ہاتھ کے اشارے سے نشان دہی فرمائی اور ان سے کہا کہ تم ان غلاموں کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھو وہاں چوٹی پر ایک غار ہوگا تم خود اس کے اندر چلے جانا اور جو کچھ اس کے اندر مال ہوگا اس کو لیتا اور میرے اس غلام کے ہاتھ لے کر دینا اس میں ایک اور شخص کا بھی چوری کا مال ہے جو فقیر ہے تمہارے پاس آئے گا میں چل پڑا اور جو کچھ میں نے حضرت سے سنا تھا وہ میرے دل میں ایک بہت عظیم بات تھی یہاں تک کہ میں اس پہاڑ پر پہنچ کر اس غار کی طرف آ گیا جس کے بارے میں امام نے فرمایا تھا چنانچہ میں نے غار میں سے دو بھاری تھیلے برآمد کیے اور انہیں لے کر خدمت امام میں آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اگر تم کل ٹھہرو تو دیکھو گے کہ مدینہ میں کتنے لوگ غلام کا شکار ہوتے ہیں۔

ہم مدینہ آگئے جب دن نکلا تو حضرت امام نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم امام مدینہ کے پاس

پہنچے تو مسرت و حال کا ملک بھی دہاں آ گیا اور کہنے لگا اور ان لوگوں نے میرا مال چھپا لیا ہے جب امام مدینہ انہیں فرسے دیکھ رہا تھا تو حضرت امام نے فرمایا کہ یہ لوگ بے گناہ ہیں اور تمہیں میں نے جو تو میرے پاس نہیں پھر اس شخص سے پوچھا کہ یہ کیا مال چوری ہوا تو کہنے لگا کہ ایک تھیلہ ہے جس میں فلاں فلاں چیز ہے جو حقیقت کے خلاف تھا تو امام نے ارشاد فرمایا کہ کیوں جھوٹ بولتے ہو جس پر وہ کہنے لگا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ میرا کیا مال چوری ہوا تو حاکم کا یہ ارادہ ہوا کہ اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے لیکن حضرت نے اُسے مدد کا اور غلام سے فرمایا کہ وہ تھیلہ میرے پاس لادو چنانچہ وہ تھیلہ لایا گیا پھر حضرت نے حاکم مدینہ سے فرمایا کہ اگر یہ اس سے زیادہ کا دعویٰ کرے تو یہ ان تمام چیزوں کے بارے میں جھوٹا ہے جن کا یہ دعویٰ دار ہے اور میرے پاس ایک دوسرا تھیلہ ہے جو ایک دوسرے آدمی کا ہے اور وہ تمہارے پاس چند روز میں آئے گا اور وہ ایک بربری شخص ہوگا جب وہ تمہارے پاس آئے تو اُسے میرے پاس بھیج دینا اس کا تھیلہ امانت کے طور پر میرے پاس رکھا ہوا ہے رہے یہ دونوں چور تو میں انہیں یہاں سے دھانے دوں گا یہاں تک کہ تم ان کے ہاتھ قطع کر دو چنانچہ وہ دونوں چور لائے گئے اور وہ اس خیال میں تھے کہ حاکم کے ہاتھ قطع کر کے گا تو ان میں سے ایک چور بولنا کہ آپ ہمارا ہاتھ کیوں کاٹتے ہیں جب کہ ہم اقاری مجرم ہی نہیں ہیں پر حاکم بولا کہ تم ہوا سوکس ہے کہ تمہارے خلاف اس ہستی نے کہاں دی ہے کہ اگر وہ تمام اہل مدینہ کے خلاف گواہی دے دیں تب بھی میں ان کی گواہی کو درست قرار دوں گا۔

جب حاکم نے ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دیئے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اے ابو جعفر خدا کی قسم آپ نے میرا ہاتھ حق کے ساتھ کٹوایا ہے اور مجھ اس کی فوجی نہ ہوئی کہ خداوند عالم میری توبہ کو آپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر جاری کرے میں جانتا ہوں کہ آپ عالم الغیب تو نہیں ہیں لیکن اہل بیت نبوت ہیں اور آپ پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور آپ حضرت محمد بن رسول اللہ کے پاس بھجوا دیا گیا اور اس سے فرمایا کہ اب تو بھلائی پر ہے پھر آپ حاکم مدینہ اور لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خدا کی قسم اس کا ہاتھ میں سال پہلے جنت کی طرف پہنچ گیا۔

سلیمان بن خالد نے ابو حمزہ سے پوچھا کہ کیا تم نے اس سے پہلے کوئی بیعت الیکز ہو کر دیکھا ہے تو ابو حمزہ نے جواب دیا کہ ابھی تو دوسرے تھیلے کے بارے میں عجیب و غریب باتیں باتی ہیں ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ وہ بربری حاکم مدینہ کے پاس پہنچ گیا اور اُسے اس تھیلے کا سالانہ نسیا دیا پھر حاکم نے اس شخص کو حضرت امام کے پاس بھیج دیا جب وہ آیا تو حضرت نے فرمایا کہ اس سے پہلے کہ تم مجھے بتائے میں تجھے بتا دیتا ہوں کہ تیرے تھیلے میں کیا ہے تو بربری نے کہا کہ اگر آپ نے بتا دیا مجھے تھیلے کے اندر ہے تو میں یہی بھولوں گا کہ آپ امام ہیں جن کی اطاعت خدا نے مخلوق پر دین کی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ اس تھیلے میں ایک ہزار دینار تھیلے میں ہیں اور ایک ہزار تھیلے سے علاوہ ایک دوسرے آدمی کے ہیں اور اس تھیلے میں اس اس طرف کے پیرے

بھی نہیں تو برہمی نے عرض کیا کہ آپ اس دور سے شخص کا نام بتائیں گے جس کے ایک ہزار دینار میں تقویٰ
اس کا نام محمد بن عبدالرحمن ہے اور وہ درودہ پر تمہارا منتظر ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تجھے صبح اور دوست
خبر دے رہا ہوں تو برہمی نے جواب دیا کہ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی علیہ السلام
پر ایمان آتا ہوں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اہل بیت رحمت ہیں کہ جن سے خدا نے ہر ایمان کو دور کر دیا
ہے اور انہیں سکل طور پر ظاہر و مظہر قرار دے دیا ہے اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ خدا تم پر رحم کرے چنانچہ
وہ برہمی شکر گزاری کے لیے حضرت کے قدموں میں گر گئے۔

سیمان بن خالد بیان کرتے ہیں کہ دس سال کے بعد جب کہ میں حج میں تھا اس واقعہ کے بھرتے
شخص کو دیکھا کہ وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے مصلیوں میں تھا۔
(رجال الکشی ص ۱۵۷)

شاذان ابن شہر آشوب میں بھی ابو عمر سے اسی طرح منقول ہے۔ (الناقب جلد ۱ ص ۱۷۸)
الخروج میں بھی ابو عمر سے اسی طرح مروی ہے لیکن محض سے فرق کے ساتھ اور یہ
کہ اس میں بیس سال کا ذکر ہے چنانچہ وہ شخص بیس سال زندہ رہا اور روایت کے آخر میں حضرت کے یہ الفاظ
درج ہیں کہ محمد بن عبدالرحمن ایک مردیک وصلح اور بڑا نمازی ہے جو دروازہ پر تمہارا منتظر ہے۔

(الخروج والبراج ص ۱۷۸)

۶۷ صحفہ انکم میں اسما شیعان کا اندراج

مشارق الانوار میں منقول ہے کہ جناب ابو بصیر نے کہا کہ مجھ سے میرے مولا و آقا امام محمد
باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم کو ذبح ہوا جائے تو تمہارے ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کا نام حسین رکھو گے پھر
ایک دوسرا لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام محمد رکھو گے اور یہ دونوں ہمارے شیعوں میں سے ہوں گے اور ہمارے محض
میں ان کے نام موجود ہیں بلکہ ان شیعوں کے نام بھی ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ابو بصیر کہتے ہیں
کہ میں نے عرض کیا کہ کیا آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ ہوں گے تو حضرت نے فرمایا ہاں جب کہ وہ خدا سے
ڈرتے رہیں اور تقویٰ الہی اختیار کریں ابو بصیر کہتے ہیں کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام ہمیں داخل ہوئے
تو ایک جوان آدمی کو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو اس سے فرمایا کہ تو مسجد میں ہنس رہا ہے اور تین دن کے
بعد تو اپنی قبر میں سے ہو جائے گا چنانچہ وہ شخص تیسرے دن کے اول اوقات ہی میں مر گیا اور ستم کو
اسے دفن کیا گیا۔
(مشارق الانوار ص ۱۷۸)

۶۸ حضرت امام کا عظیم معجزہ

بیون العبرات میں سید رضی علیہ الرحمہ نے جناب ہابر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب

حکومت بنی امیہ کی طرف پہنچ گئی تو انہوں نے اپنے دور میں خون ناحق بہا ڈالے امیر المؤمنین علی بن ابی
طالب علیہ السلام پر ایک ہزار ایک ہزاروں ہجرتوں پر سب و شتم کا سلسلہ جاری رکھا اور آپ کے شیعوں کی تکرار
غارت گری کی اور انہیں نیست و نابود کرنے لگے اور مال دنیا کے لالچ اور رغبت میں بیکار عمار نے ان کی مرد
کی اور ان کی کوشش یہی تھی کہ شیخ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علیہ السلام کے لیے معاذ اللہ سے الفاظ احتمال
کریں جو شیخ امیر علیہ السلام کو قتل کر دیا جاتا تھا جب منگام کا یہ سلسلہ زیادہ اور طویل ہو گیا تو شیعوں نے امام
زین العابدین علیہ السلام سے اس کا شکوہ کیا اور عرض کیا کہ نذر نذر رسول ان لوگوں نے ہمیں شہر بند کر دیا ہے
اور بے دریغ قتل سے ہمیں مٹانے پر تہمتے ہوئے ہیں اور انہوں نے شہروں میں مسجد نبوی اور منبر رسول پر کھلم
کھلا امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام پر تبرکات کا نذر کر رکھا ہے کسی میں جرأت نہیں کہ ان لوگوں پر تنقید
کرے اور کوئی تہلیل لاسکے اگر ہم میں سے کوئی شخص اس عمل سے انکار کرتا ہے (پہنچے گئے ہیں کہ تہلیل ہے
اور اس کا معاملہ حکم کے سامنے پہنچ جائے اور اسے نکھا جائے کہ یہ شخص ابو تراب حضرت امیر المؤمنین
علیہ السلام کو اپنے الفاظ میں یاد کرتا ہے یہاں تک کہ اسے زود کو بکھا جائے اور قید میں ڈال دیا جائے
جب امام زین العابدین علیہ السلام نے ان واقعات کو سنا تو آسمان کی طرف نعر کی اور بارگاہ خداوندی میں عرض
کیا کہ تم میری شان کا کیا کہنا تو نے اپنے بندوں کو ایسی مہلت دی کہ وہ یہ سمجھ گئے کہ تو نے ہی انہیں (اس کا
موقع دیا ہے اور یہ سب کچھ تیری نگاہوں کے سامنے ہوا ہے حالانکہ تیرا فیصلہ اور تیرا قانون مطلوب
نہیں ہوتا اور نہ جسے اٹل فیصلہ کر دیا جاسکتا ہے تو نے اسے کیوں اور کیسے پسند کر لیا اس کا تقویٰ ہم
سے کہیں زیادہ عالم ہے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے نذر امام محمد باقر علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا اسے محمد کل
صبح مسجد نبوی میں جاؤ اور اپنے ساتھ وہ دھا گائے جانا ہے جرائیں نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر نازل کیا تھا تم اسے مہتر حرکت دینا اور دیکھو اسے سخت حرکت نہ دینا و مدیر لوگ سب کے
سب ہلاک ہو جائیں گے جناب ہابر کہتے ہیں کہ مجھے جناب امام کی اس بات سے تعجب ہوا اور میں نہ سمجھ
سکا کہ کیا باتوں میں صبح ہوتی تو میں حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوری رات اس استیثاق میں
گھولتی تھی تاکہ یہ دیکھوں کہ اس دھا گے کے معاملے سے کیا ظہور میں آتا ہے! اسی کیفیت میں دریا ماہ پر کھڑا
تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام باہر تشریف لائے میں نے سلام عرض کیا آپ نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ
ہابر صبح سویرے کیسے آئے ہو ایسے وقت تو تم آجائیں کرتے میں نے عرض کیا کہ کل میں نے
امام کے درشاہ کو سنا تھا کہ اس دھا گے کو لوجے نیکر جرائیں جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے
اور یہ بھی سنا تھا کہ اسے بکے بکے ہلاکا اور سخت حرکت نہ دینا ہے سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے تو امام محمد باقر علیہ السلام
نے فرمایا کہ اگر وقت متین نہ ہوتا اور اس کا یقین مائل نہ ہوتا اور تیرا لٹلے نہ ہوتا تو پتک بچکتے ہی بکھیر ل

بعض اس دھاگے کے ذریعہ سے میں اس مخلوق کو تہ و بالا کر دیتا لیکن ہم خدا کے بزرگ بندے ہیں ہم اس کے قتل پر سبقت نہیں کو تہ اسی کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔ جاہر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ میرے مولا کا قاتل آپ ان لوگوں کے ساتھ کیوں ایسا کرنا چاہتے ہیں تو فرمایا کہ کیا کمال تم اس وقت تو خود نہ تھے جب شیعوں نے پیر بزرگ کو اسے اس اذیت کی شکایت کی جو اس گروہ کی طرف سے انہیں پہنچ رہی ہے میں نے عرض کیا کہ بے شک آپ نے درست فرمایا پھر حضرت امام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے میرے پیر بزرگ کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے کہ میں ان لوگوں کو خوف دلاؤں شاید وہ اس عمل سے باز آجائیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان ظالموں سے ایک گروہ ہلاک ہو جائے اور خداوند عالم شہروں کو ان سے پاک مان کر دے۔

جاہر کہتے ہیں کہ میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ مولا آپ انہیں کیسے خوف دلائیں گے یہ لوگ تو تعداد میں بے شمار ہیں جس پر حضرت نے فرمایا کہ میرے ساتھ مسجد نبوی میں چلو تو میں تمہیں خدا تعالیٰ کی وہ قدرت دکھاؤں جس سے اس نے ہمیں مخصوص فرمایا ہے اور دوسروں کو چھوڑ کر اس نے ہم پر احسان کیا ہے۔

جاہر کہتے ہیں کہ میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد میں گیا حضرت نے دو رکعت نماز پڑھی اور اپنے رخسار کو خاک پر رکھ کر زبان مبارک سے کچھ کلمات کہے پھر سر کو اٹھایا اور اپنی آستین سے ایک تلی ڈوری نکالی جس سے خشک کی خوشبو آ رہی تھی اور دیکھنے میں وہ ڈوری سوئی کے نلکے سے باریک تھی اس کے بعد مجھ سے فرمایا کہ جاہر اس کا ایک کنارہ تم پیو اور آہستہ آہستہ چلنا اور اسے حرکت نہ دینا جاہر کہتے ہیں کہ میں نے اس دھاگے کا ایک سر اٹھام لیا اور آہستہ آہستہ چلا تو امام نے حکم دیا کہ جاہر ذرا ٹھہرو میں ٹھہر گیا پھر آپ نے دھاگے کو ایک ایسی جگہ سی حرکت دی کہ میں نہ بچ سکے آپ نے اسے بلایا ہے پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس دھاگے کا سر بچھے دو چنانچہ میں نے وہ سر حضرت امام کے دست مبارک میں دے دیا اور عرض کیا کہ مولا آپ نے اس دھاگے سے کیا کیا تو امام نے فرمایا ذرا باہر تو جاؤ اور دیکھو کہ لوگوں کا کیا حال ہے۔

جاہر بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد سے باہر آیا تو دیکھا کہ ہر طرف لوگوں کی بیخ کنی جا رہی تھی جوئی ہے اور زمین میں سخت زلزلہ ہے اور تباہی و بربادی کا سماں ہے اور تیس ہزار سے زیادہ مرد و عورت ہلاک ہو چکے ہیں اور بچے اس کے علاوہ ہیں لوگوں میں زیادہ آہ و زاری بلند ہے اور سب کے سب **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ** کہہ رہے ہیں کہ فلاں گھر اور فلاں گھر والے تباہ ہو گئے لوگ پریشان حال مسجد نبوی کی طرف جا رہے ہیں اور وہی صلابتیں ہیں کہ سخت تباہی و بربادی آگئی بعض لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ سخت زلزلہ ہے بعض لوگوں کی زبان پر ہے کہ ہم کس طرح برابر نہیں ہیں کہ ہم سے امر بالمعروف اور نہی منکر کو چھوڑ دیا اور ہمارے اندر بے ایمانی آگئیں اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد

الہام ہر بنفلم کرے گے خدا کی قسم ہم اس سے زیادہ شدید زلزلہ کے سزاوار ہیں یا پھر ہم اپنے فاسد نفسوں کی اصلاح کریں۔

جاہر کہتے ہیں کہ میں لوگوں کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جو گریہ و زاری کر رہے تھے ان کے گریہ نے مجھے بھی رلا دیا میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو دیکھا کہ آپ کے چاروں طرف لوگوں کا جمع لگا ہوا ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ رسول آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ ہم پر کیا گزری ہمارے لیے بارگاہ الہی میں دعا فرمائیے تو امام نے فرمایا کہ ناز دعا اور صدقہ کے ذریعے پناہ حاصل کرو پھر حضرت نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ دعا مانگتے اور فرمایا بتاؤ لوگوں کا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ زلزلہ رسول کے نہ پورے مکان تباہ اور لوگ ہلاک ہو گئے اور میں نے قناتیں قابل رحم حالت میں دیکھا ہے تو امام نے فرمایا کہ خداوند عالم نے ان پر رحم نہیں کیا یہ کچھ لوگ یہ تمہارے لیے ایک نشان ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو ہلکے اور ہمارے دوستوں کے دشمنوں پر رحم نہ کرتے پھر فرمایا کہ ظالموں کے لیے رحمت خداوندی سے دوری اور ان کے لیے ہلاکت ہو خدا کی قسم اگر مجھے اپنے پیر بزرگ کی مخالفت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس دھاگے کو اور زبان حرکت دے دیتا اور سب کو ہلاک کر ڈالتا اور اس صورت میں کہ سالانہ شہر تہ و بالا ہو جاتا اور اس کے در و دیوار باقی نہ رہتے اور میرا ہمارے دشمنوں میں سے ان کے علاوہ دوسرے بھی نہیں اور ہمارے دوستوں کو ان کے مقام اور مرتبہ سے نیچے نہ لاتے لیکن میرے مولا نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اس دھاگے کو آہستہ سے حرکت دوں اس کے بعد امام منہ مسجد پر تشریف لائے اور صحت یہ تھی کہ میں تو حضرت کو دیکھ سکتا تھا لیکن دوسرے لوگ دیکھنے سے قاصر تھے چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ کو بند کیا اور اس دھاگے کو کنارہ کے گرد گھمایا تو زمین میں پھر ہلکا سا زلزلہ آگیا اور مکانات گرنے لگے اور حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی: **ذَٰلِكَ جَسَدٌ مِّنْ جَسَدٍ مَّيْمَنًا كَفَرًا فَآوَدُّ وَهَلْ جَسَدٌ مِّنْ جَسَدٍ إِلَّا الْكَلْبُ مِمَّنْ سَاءَ مَا يَحْكُمُ بِآيَاتِ الْبَرِّ** یہ ہم نے اس کی ناسمجھی کی سزا دی ہے اور ہم تو ناسمجھوں کو سزا دیا کرتے ہیں اور یہ آیت بھی تلاوت کی **فَلَمَّا جَاءَهُمْ فَأَمْرٌ تَوَّابًا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَكَابَٰلًا يَّسُورًا** سورہ ہود آیت ۸۲ پھر جب ہمارا حکم آپ پہنچا تو ہم نے زمین کے اوپر کے حصے کو اس کے نیچے کا بنا دیا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی **فَصَحْرًا عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِن فَوْقِهِمْ وَأَدْخُنَا الْعُقَابَ** جس کی حیثیت کا بکشتہ صحرانوں کی سورہ نمل آیت ۲۶ پھر کیا تھا کہ ان پر دم سے چوت گری پڑی اور پھر ان سے ان پر منقلب آیا اس کی انہیں خبر نہ تھی۔

جاہر کا بیان ہے کہ دوسرے زلزلہ میں اٹھائیں اپنے گھر کے پردوں سے باہر نکل آئیں اور وہاں واقعات کی وجہ سے گریہ و زاری کر رہی تھیں اور کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہ تھا جب حضرت امام کی نظر ان کی تشریحات اور بربادی پر پڑی تو حضرت کو ترس گیا اور آپ نے وہ دھاگہ اپنی آستین میں کھلیا

جس سے داخلہ رک گیا پھر آپ مندر سے نیچے تشریف لے گئے جب کہ لوگوں نے آپ کو نہ دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑا اور ہم مسجد سے باہر گئے ہمارا گرو ایک لہار کے پاس سے ہوا کہ جس کی دوکان پر لوگ جمع تھے اللہ وہ ان سے کہہ رہا تھا کہ کیا تم نے اس تباہی کے دوران میں کوئی عجیب و غریب آواز نہیں سنی تو بعض لوگ بولے کہ ایسی آوازیں تو بہت تھیں اور کچھ لوگوں نے کہا کہ آوازیں تو بہت تھیں لیکن ہم اس آواز کو نہ سنی تھے

جناب جابر کہتے ہیں کہ حضرت امام نے میری طرف دیکھا اور فرمایا اے جابر یہ اس لیے ہوا کہ یہ لوگ سرکش اور باطنی ہو گئے تھے میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول یہ کیسا دعا گاہ ہے جس میں عجیب باتیں پائی جاتی ہیں تو امام نے ارشاد فرمایا کہ یہ آل عمری و امدان کی نشان ہے جسے فرشتے لے گئے تھے اور میرٹیل لے کر گئے تھے اے جابر ہم خدا کی طرف سے وہ بلند درجہ برائے ہوئے ہیں کہ اگر ہم نہ ہوتے تو زمین و آسمان جنت و دوزخ چاند سورج اور جنوں اور انسانوں کو خدا پیدل ہی مکررتا اسے جابر کسی دوسرے شخص کو ہم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا اسے جابر خدا کی قسم ہماری وجہ سے خدا نے تمہیں نجات دی اور ہلاکت سے بچایا اور ہمارے ہی ذریعے سے تمہیں ہلاکت نصیب ہوئی اور ہم نے ہی تمہارے رب کی طرف تمہاری رہنمائی کی لہذا تم ہمارے اور وہی پر تابت قدم رہو اور ہمارے ان احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا جو تمہیں ہم دیتے ہیں خدا کے فضل سے ہم اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہیں کہ ہمارے احکام کی خلاف ورزی کی جائے اور تمام وہ باتیں جو تمہیں ہماری طرف سے پہنچی ہیں اور تم سمجھ نہیں سکتے اس پر خدا کی حمد کرو اور جو تمہیں معلوم ہی نہیں اسے ہماری طرف پھیر دو اور یہ کہا کرو کہ ہمارے امر ہی بہتر جانتے ہیں کہ انہوں نے کیا فرمایا ہے۔

جناب جابر کہتے ہیں کہ بنی امیہ میں سے پہلے کا مدینہ کا ایک امیر جو وہاں عظیم اور معیت زدہ تھا اور ہمارے کے انقباب نے جس کی حیثیت کو خراب کر دیا تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور یہاں پر کار کھنے لگا کہ لوگوں کو فرزند رسول امام علی بن السین کے پاس چلو اور انہیں خدا کی طرف قربت کا ذریعہ و وسیلہ بناؤ اور اس سے فریاد کرو اور توبہ کرو جس کی امانت میں نگ جاؤ شاہ خدا نے تعالیٰ تم سے عذاب کو ہٹا دے۔

جناب جابر کہتے ہیں کہ جب امیر نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا تو تیزی سے آپ کی طرف آیا اور کہنے لگا کہ فرزند رسول آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ امت محمدیہ پر کسی معیت نازل ہوئی ہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے پھر کہنے لگا کہ آپ کے پدر بزرگوار کہاں ہیں تاکہ ہم ان سے مسجد میں چلنے کی درخواست کریں اور انہیں قربت خداوندی کا ذریعہ و وسیلہ بنائیں تاکہ امت رسول سے یہ بلا و معیت مٹ جائے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ایسا ہی چوگا لیکن اپنے نفسوں کی اصلاح کو ترک نہ تم جس روش پر چل رہے ہو بارگاہ الہی میں اس کی توبہ کرنی چاہیے یاد رکھو کہ نقصان اٹھانے والی تو میں ہی خواہے خدا کے عذاب سے مطمئن اور بے خوف ہو کر

بیٹھی رہتی ہیں اور انہیں اس کا خیال ہی نہیں ہوتا کہ عذاب خداوندی کسی وقت بھی ہم سے کٹے۔

جناب جابر کا بیان ہے کہ سب کے سب امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ نماز میں مصروف تھے ہم نے انتظار کیا یہاں تک کہ آپ ہماری جانب متوجہ ہوئے پھر اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے خفیہ طور پر فرمایا کہ اے محمد زین تھا کہ تم سب لوگوں کو ہلاک کر دیتے جا رہے کتنے ہی کہولا خدا کی قسم انہوں نے اس ڈوری کو اتنی آہستہ حرکت دی تھی کہ مجھے بھی اس کے ہلنے کا احساس ہوا جس پر امام زین العابدین نے فرمایا کہ اگر تمہیں اس کے ہلنے کا احساس ہو جانا تو کوئی آگ میں پھونک مارنے والا بھی درجہ تکلیف لوگوں کی کیا حالت ہے؟ تو ہم نے ساری بات بتائی جس پر ارشاد فرمایا کہ یہ سب پکڑ اس وجہ سے ہوا کہ ان لوگوں نے یہ چاہا تھا کہ خدا کی حمد کرہ چیزوں کو محال کر دیں انہوں نے ہماری حرمت و حرمت کو تباہ کر دیا تھا میں نے عرض کیا کہ فرزند رسول ان کا میرا دوا نہ پرکڑا ہے اور اس نے ہم سے کہہ لیا کہ ہم آپ سے مسجد کی طرف تشریف لے جائے کی درخواست کریں تاکہ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کریں اور بارگاہ الہی میں فریاد کریں اور اس سے معیت کے دور کرنے کا سوال کریں یہ سن کر حضرت امام سکڑے اور یہ آہ مبارک تلاوت فرمائی **اَوْ لَمْ نَكُنْ نَاقِبَةً لِّرَسُولِكَ بِاللَّيْلِ فَقَالُوا ابْلِ وَقَالُوا كَا وَتَعْفُوا وَهَذَا عَطْوٌ الْكَافِرِينَ الْاَلْفِ وَصَلَّى** سورہ صافات آیت ۱۵۰ کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر صاف اور روشن مجھ سے لے کر نہیں آتے تھے وہ کہیں گے ان آتے تھے تب فرشتے کہیں گے تو پھر تم خود دعا کرو حالانکہ کافروں کی دعا تو بیکار ہی ہے۔

میں نے عرض کیا مولا دعا یہ تو جانتے ہی نہیں کہ ان پر یہ معیت کہاں سے آئی تو ارشاد فرمایا کہاں بے شک پھر یہ آہ مبارک تلاوت کی **فَالْيَوْمَ نَكْتُمُكَ الْاَسْمَاءُ لِيَا وَهِيَ هَذَا وَهَذَا كَانُوا اِجَابَتِنَا يَجْعَلُونَ وَفَا** سورہ الامران آیت ۱۵۱ تو ہم بھی انہیں جہول جانیں گے جس طرح یہ لوگ آج کی حضوری کو جو بے بیٹھے تھے اللہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے یہ ہیں ہماری آیات اور خدا کی قسم یہ تو ایک نشانی ہے جس کا خدا نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے **بَلْ كَفَرْتُمْ بِالْحَقِّ حَقْلِ الْبَاطِلِ فَيَسِّرْ مَعَدًا ذَا اَهُوْبًا هُنَّ لَوْ كُنْتُمْ الْوَالِيْنَ حَتَّى تَقْتُلُوْنَ** سورہ الانبیاء آیت ۱۸ ہم دشمن کو رات پر کھینچ آتے ہیں تو وہ باطل کے سر کو کیل دیتا ہے پھر وہ اسی وقت نیست و نابود ہوا ہے اور ہم پر انہوں سے کہ ایسی باتیں بنایا کرتے ہو اس کے بعد حضرت امام نے فرمایا کہ اسے جابر تمہارا اس قوم کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے ہماری سنت کو مردہ بنا دیا ہمارے جہاد کو ضائع و برباد کر دیا اللہ ہمارے دشمنوں کی سرکشی کی ہماری حرمت کو پامال کیا اور ہمارے حق کے بارے میں ہم پر ظلم کیا اور ہماری دلالت کو چھین لیا ہم پر ظلم کرنے والوں کی مدد کی اور ان کی سنت کو جاری کر دیا اور زمین میں منادوں نے اللہ کو شریک کو بھانسنے میں ناستقوں اور کافروں کی راہ اختیار کی۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض

کیا کہ اس خدا کی حمد ہے جس نے آپ کی معرفت سے محمد پر احسان فرمایا اور آپ کی عظمت کو پہنچا دیا اور جس نے آپ کی امانت کا حکم دیا اور آپ کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی کی توفیق عطا فرمائی حضرت امام نے فرمایا جا بر کیا تم جانتے ہو کہ معرفت کیا چیز ہے یہ سن کر جا بر خاموش ہو گئے اور امام نے اس بارے میں ایک طویل حدیث ارشاد فرمائی۔ (مولف علیہ الرحمۃ نے طوالت کے خوف سے حدیث مذکورہ کو نقل نہیں فرمایا)

(عیون العبرۃ ۱/۲۷۱)

پانچوں عالموں کی سیر کے بارے میں جناب جا بر کی منقول روایت اس باب میں بیان کی جا چکی ہے جس کی شکار کی ضرورت نہیں اسی لیے دوبارہ اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(۱۹) کافی میں جناب زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے کہ نبی امیر اور ان کی حکومت کا تذکرہ آگیا پنا پنا پنا آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے خدمت امام میں عرض کیا کہ ہم امیر کرتے ہیں کہ آپ ان کے ساتھی ہوں اور خداوند عالم آپ کو اس کام میں خلیفہ و اقتدار عطا فرمائے تو امام نے جواب میں فرمایا کہ میں ان کا ساتھی نہیں ہوں اور مجھے یہ پسند ہے کہ میں ان کا ساتھی ہوں ان کے ساتھی اور اصحاب مجھے ناپسند ہیں خداوند عالم نے آسمانوں اور زمینوں کی خلقت کے وقت سے اتنے کو تاہ اور مخترون اور سال نہیں بنائے جتنے مختصر نبی امیر کے ہیں۔ خداوند عالم اس ذمہ کو ہم کو لگا کر جس کے ہاتھ میں فلک کے اختلالات ہیں تو وہ ان کے اقتدار کی مدت کو لپیٹ کر رکھ دے گا۔ (ربعازلہدایات جلد ۸ باب ۱۳ ص ۱۱۱)

۱۰۔ ہشام کی حکومت اور امام کی پیش گوئی

کافی میں جناب جا بر سے منقول ہے کہ وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ حکوت بنی امیہ کا ذکر آگیا تو حضرت امام نے فرمایا کہ جو بھی ہشام پر خراج کرے گا وہ اسے قتل کر دے گا وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے اس کی حکومت کے بیس سال بتائے اور یہ سن کر کچھ مالوسی کی ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا جب خدا کسی قوم کے بادشاہ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو فرشتے کو حکم دے دیتا ہے کہ رفتار فلک کو تیز کر دے اور جو وہ چاہتا ہے پورا ہو کر رہتا ہے۔ جا بر کہتے ہیں کہ ہم نے زید سے جناب امام کا یہ قول بیان کیا تو وہ کہنے لگے کہ میں ہشام کے پاس موجود تھا اور وہاں اس کے سامنے جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو رہی تھی تو اس نے کسی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا خدا کی قسم اگر کوئی بھی سوائے میرے اور میرے بیٹے کے نہ ہو تو میں اس پر خراج کر کے رہوں گا۔

(الکافی جلد ۸ ص ۱۱۱)

۱۱۔ جناب جا بر کی پیش گوئی

نعمان بن بشیر سے منقول ہے کہ میں جا بر بن یزید صحنی کے ساتھ تھا جب کہ ہم مدینہ میں تھے تو وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب رخصت ہوئے گئے تو قوش اور سرور نظر آتے تھے جب ہم اتر رہے تھے جو دیند سے مدینہ جانے کی طرف جانے میں پہلی منزل سے ہم نے نماز پڑھی جب سفر کے لئے اونٹ تیار ہو گیا تو آجاک ایک طویل القامت شخص نے انہیں ایک خط لاکر دیا انہوں نے اس خط کو پوسہ دیا انھوں نے لکھا دیکھا تو خط امام محمد باقر علیہ السلام کا جا بر بن یزید کے نام تھا نعمان کہتے ہیں کہ جا بر نے اس خط کی مہر توڑی اور پڑھنے لگے اور قاصد سے پوچھا تم امام سے کب ملیو رہے تھے تو اس شخص نے کہا کہ اچھی جدا ہوا تھا تو انہوں نے پوچھا کہ نماز سے پہلے یا نماز کے بعد؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نماز کے بعد پھر جا بر نے وہ خط پڑھا اور اسے اٹھ میں لیے سہ چٹا پنچہ میں نے دیکھا کہ وہ دشمن رہے تھے اور شان پر کسی خوشی کے آثار تھے یہاں تک کہ کوئی نہ پہنچ گئے۔

جب رات کے وقت کو وہ میں آئے تو میں نے رات وہیں گزار دی جب صبح ہوئی تو میں ازراہ تعظیم ان کے پاس آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ غیب حالت سے باہر آئے کہ ان کی گردن میں فرد کے ہرے لگے ہوئے تھے اور باتس کی لکڑی کے گھوڑے پر سوار تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ میں منصور بن جہور کو فرماؤ اور حکمران دیکھ رہا ہوں جو کسی کے ماتحت نہیں اور کچھ اس طرح کے اشعار پڑھے پھر انہوں نے مجھے دیکھا اور میں نے انہیں وہ مجھ سے کچھ نہ بولے اور میں نے ان سے کچھ کہا اور جب میں نے انہیں دیکھا تو میں نے ان سے لگا پھر ایسا ہوا کہ ان کے پاس پتے اور دوسرے آدمی جمع ہو گئے اور وہ بچوں کے ساتھ چکر لگانے لگے اور لوگ کہہ رہے تھے کہ جا بر دیوانے ہو گئے۔ خدا کی قسم پندرہ روز نہ گزرے تھے کہ ہشام بن عبدالملک کا خط وہاں کے حاکم کے پاس پہنچا کہ اس شخص پر نگاہ رکھیں جنہیں جا بر بن یزید صحنی کہا جاتا ہے ان کی گردن اور سر کو کاٹ کر برے پاس روانہ کر دو چنانچہ وہ حاکم اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ جا بر بن یزید صحنی کون ہیں تو لوگوں نے کہا کہ خدا تیری اصلاح کرے وہ تو ایسے انسان ہیں جو صاحب علم و فضل اور عالم حدیث ہیں انہوں نے حج کیا ہے اور ان کی عقل جاتی رہی ہے اور اس وقت بچوں کے ساتھ لکڑی کے گھوڑے پر سوار ہو کر کھیل رہے ہیں۔ نعمان کہتے ہیں کہ وہ ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ بچوں کے ساتھ باتس کی لکڑی کے گھوڑے پر بیٹھے ہیں تو وہ حاکم کہنے لگا کہ اس خدا کی حمد و ثنا ہے جس نے مجھے ان کے قتل سے بچا لیا۔ نعمان کہتے ہیں کچھ دن نہ گزرے تھے کہ منصور بن جہور کو فرمایا اور اس نے وہی کیا جو جا بر نے کہا تھا۔

(الکافی جلد ۸ ص ۱۱۱)

۴۲) جنات اور خدمت گزاری امام

بصائر میں سیر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے اپنی سواری پر چند مردوں سے مینہ جانے کا حکم دیا ابھی میں موضع فرخ الرعاع میں سواری پر جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے اپنے کپڑے ہلا کر مجھے اٹھا کر لیا تو میں نے ان کی طرف رخ کیا اور یہ سمجھا کہ شاید یہ پیاسے ہیں تو میں نے ان کی طرف مشکیزہ کو بڑھایا انہوں نے کہا کہ مجھے اس کی مزدورت نہیں پھر انہوں نے مجھے ایک خط دیا کہ جس کی ہر گیلی تھی جب میں نے اس خط کو دیکھا تو وہ امام محمد باقر علیہ السلام کی مہر تھی میں نے پوچھا کہ تم صاحب خط سے کب ملے تھے تو وہ بولے کہ ابھی ابھی، سیر مرقی کہتے ہیں کہ اس خط میں ان چند چیزوں کا ذکر تھا کہ جن کے لانے کا امام نے حکم دیا تھا اب جو دیکھا تو غلط پہنچانے والے غائب تھے میں پشیمان و محزون بنا کہ اسے ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ایک شخص آپ کا خط لیکر میرے پاس پہنچا تھا کہ جس کی ہر گیلی خشک نہیں ہوئی تھی تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں جب کسی کام میں جلدی ہوتی ہے تو ہم جنات سے بھی کام لیتے ہیں۔

محمد بن حسین نے جو مذکورہ واقعہ کے ملدی ہیں یہ بھی روایت کیا ہے کہ حضرت امام نے سیر سے فرمایا کہ جنات میں سے ہمارے خدمت گزار بھی ہیں۔ کسی کام میں جلدی مقصود ہوتی ہے تو ہم انہیں بھیج دیتے ہیں۔

ربیع الثانی جلد ۲ باب ۱۸ مسئلہ

۴۳) عیون العبرات میں مروی ہے کہ جابر والیہ امام محمد باقر علیہ السلام کے زاہد امت تک زندہ رہیں ایک دفعہ وہ خدمت امام میں حاضر ہوئیں تو امام نے فرمایا کہ جابر تمہیں کس پر سے کمزور اور ضعیف کر دیا تو کہنے لگیں کہ عمر زیادہ ہو گئی بال سفید ہو گئے اور نگہیں بڑھ گئیں جن کی وجہ سے حضور کی خدمت میں حاضری کا موقع مل سکا امام نے فرمایا ذرا قریب تو آؤ چنانچہ وہ قریب آئیں تو حضرت نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دُعا فرمائی اور کچھ ایسا الفاظ زبان مبارک پر جاری کیے جو مجھ میں نہ تھے اب جو دیکھا کہ ان کے سر کے بال بہت زیادہ سیاہ ہو گئے اور بھائی لوٹ آئی وہ خوش ہوئیں تو حضرت نے جواب دیا اسے جابر بتاؤ آدم کی خلقت سے قبل ہم فرد تھے اور ہم شیخ الہی بن جالالت تھے اور ہمارے ساتھ فرشتے بھی خدا کی تسبیح کرتے تھے اور اب بھی کوئی پیلا بھی نہ ہوا تھا جب خداوند عالم نے جناب آدم کو پیدا کیا تو اسے لڑکوں کی صلب میں قرار دے دیا۔

۴۴) منتخب البصائر میں ابو بکر سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کا غلام اور آپ کے شیعوں میں ایک حقیر اور کمزور آدمی چل حضور میرے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت دیں تو امام نے فرمایا کیا میں تمہیں حضرت امیر کی سواری نہ دکھا دوں کہ تم ان کی زیارت کر سکو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے لیے یہ کوئی مشکل چیز نہیں کہ آپ ان حضرات کو میرے واسطے یک جا کر دیں جس پر حضرت نے اپنا ہاتھ مری آنکھوں پر پھیرا تو میں نے دیکھا کہ سب حضرات امیر آپ کے پاس اس سائبان میں جمع ہیں جہاں آپ

تشریف رکھتے تھے پھر حضرت نے فرمایا اسے ابو محمد ذرا پھر ایک بار اپنی آنکھیں بند کرو اور پھر دیکھو کہ کیا نظر آتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب میں نے نظر کی تو خدا کی قسم سوائے کئے سوریا بندہ کے کچھ دکھائی نہ دیا میں نے عرض کیا کہ یہ کیسی مسح شدہ مخلوق ہے تو امام نے فرمایا کہ یہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت ہے تم دیکھو وہ ہوا گر لوگوں کو پہنچا جانے تو لوگ اپنے مخالفوں کو انہی شکلوں میں دیکھیں گے پھر امام نے فرمایا اسے ابو محمد اگر تم پسند کرو تو تمہیں اس حالت پر چھوڑ دے رکھوں اور جاہلوں میں تمہیں جنت کی ضمانت دے دوں اور پہلی حالت پر لوٹا دوں تو میں نے عرض کیا کہ مجھے اس تبدیل شدہ مخلوق کی طرف دیکھنے کی کوئی امتیاز نہیں مجھے مری پہلی حالت پر لوٹا دیجیے یہ جنت کا دار نہیں ہو سکتا تو امام نے اپنا ہاتھ پھر آنکھوں پر پھیرا اور میں اپنی سابقہ حالت پر لوٹ آیا۔ دیکھو ہمارا راجات ملازم

۴۵) مستحب الدعوات

کتاب عقین مزی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے حضرت فرماتے ہیں کہ میں اپنے پروردگار کی خدمت میں حاضر تھا جب کہ انصار کے لوگ بھی بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک آنے والے نے امام سے کہا کہ تمہاری خدمت میں حاضر ہوں کہ آپ کے گھر میں آگ لگ گئی ہے تو آپ نے فرمایا بیٹا وہ نہیں جلا وہ شخص چو گیا ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ وہ لوٹ کر آیا اور پھر کہا کہ خدا کی قسم آپ کا گھر جل گیا تو حضرت نے فرمایا بیٹا خدا کی قسم وہ نہیں جلا یہ کہہ کر پھر چلا گیا ابھی کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ وہ پھر آیا اور اس کے ساتھ میرے گھر والوں اور دونوں میں سے کچھ لوگ تھے جو رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ آپ کا گھر جل گیا امام نے سنا اور یہی فرمایا کہ ہرگز نہیں خدا کی قسم میرا گھر نہیں جلا میں تم سے جو بھرت نہیں بناؤ اور نہ مجھ سے یہ بات غلط کہی گئی ہے جو کچھ میرے اور تمہارے سامنے ہے اس پر مجھے اعتماد ہے یہ فرما کر پروردگار کھڑے ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ اٹھا جب ہم اپنے گھروں کے قریب پہنچے تو آگ ہمارے گھر والوں کے دائیں بائیں بلکہ ہر طرف لگی ہوئی تھی یہ دیکھ کر امام ہمیں اپنے سر کو سجدہ سے ہمیں اٹھاؤں گا جب تک تو اس آگ کو نہ بجھا دے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جب تک آگ نہ بجھی گئی آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا ہمارے گھر والوں کے علاوہ اس پاس کے گھر جل گئے تھے لیکن ہمارے گھر محفوظ تھے حضرت فرماتے ہیں کہ یہ میرے پروردگار کی دُعا کا اثر تھا جو ایسا ہوا۔

مولف فرماتے ہیں کہ دُعا کا ذکر انشاء اللہ اس کے موقع پر کیا جائے گا۔

بہ حجاب باب

در بیان مکارم اخلاق و سیرت، علم و فضل

ارشاد شیخ مفید میں عبد اللہ بن مطار جی سے منقول ہے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام کے سوا کسی اور کو نہیں دیکھا کہ علماء ان کے آگے حقیر معلوم ہوتے ہیں نے حکیم بن مقبہ کو ان لوگوں میں جلالت شان کے باوجود آپ کے سامنے اس طرح دیکھا ہے جیسے کوئی طفل مکتب استاد کے سامنے بیٹھا ہو۔ جابر بن یزید جعفی جب بھی امام محمد باقر علیہ السلام سے کوئی روایت کرتے تو یہی کہتے تھے کہ مجھ سے وہی اور میرا وارث علوم انبیاء حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام نے یہ بیان فرمایا ہے۔

(ارشاد جناب شیخ مفید ص ۲۵)

مناقب ابن شہر آشوب میں بحوالہ سلیمان بن ابی عبد اللہ بن عطاء کی یہ روایت جناب جابر کے مذکورہ قول تک بیان کی گئی ہے۔

(المناقب جلد ۳ ص ۳۲۲)

ارشاد شیخ مفید میں قیس بن ریح سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو اسحق سے مسح کے بارے میں حدیث کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے تمام لوگوں کو اسی طرح دیکھا ہے کہ وہ موزوں پر مسح کرتے ہیں یہاں تک کہ میری ملاقات بنی ہاشم کی ایک شخصیت حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام سے ہو گئی تو میں نے آپ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں سوال کیا تو حضرت نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر ابو اسحق بن ابی طالب علیہ السلام بھی موزوں پر مسح نہیں کرتے تھے اور نہ لڑتے تھے کہ قرآن مجید نے بھی اس کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ ابو اسحق کا بیان ہے کہ جب سے حضرت امام نے مجھ اس سے منع فرمایا میں نے موزوں پر مسح نہیں کیا۔ قیس بن ریح کہتے ہیں کہ جب سے ابو اسحق نے مجھے یہ بات بتائی میں نے بھی موزوں پر مسح کرنا چھوڑ دیا۔

(الارشاد ص ۲۸)

② تلاش رزق حلال

ارشاد شیخ مفید میں امام جوہر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ محمد بن مکندر کہا کرتے تھے کہ میں بھٹا ہی نہ تھا کہ حضرت امام علی بن الحسین علیہما السلام جیسے انسان اپنے لہر کے لیے کوئی ایسا خلف اور قائم مقام چھوڑیں گے جو علم و فضل میں ان کے وارث ہو سکیں یہاں تک کہ ایک دن ان کے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی میں نے کہا کہ انہیں کچھ دعا و نصیحت کروں لیکن خود انہوں نے مجھے نصیحت کرنا شروع کر دی این مکندر کے بعض ساتھیوں نے پوچھا کہ انہوں نے کس چیز کے بارے میں تمہیں نصیحت کی تو کہنے لگے کہ میں ایک دن گرمی کے اوقات میں مدینہ کے اطراف میں چلا گیا تو امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہو گئی جو ہماری تم رکھتے تھے اور دو نلاموں کا سہارا لیے ہوئے تھے یہ دیکھ کر میں نے دل میں سوچا کلاس گرمی کی شدت میں فریض کا ایک بزرگ دنیا کی طلب میں اس حال پر پہنچ گیا ہے یہ سوچ کر میں ان کے پاس آیا تاکہ انہیں نصیحت کروں کہ اس گرمی میں محنت اور دنیا کی طلب کس لیے؟ چنانچہ میں ان کے قریب پہنچا۔ میں نے انہیں سلام کیا تو آپ نے اٹھ کھڑے ہوئے سانس کی حالت میں جواب سلام دیا اور آپ کے جسم سے پینہ چمکا دیا تھا میں نے کہا کہ خدا آپ کو نبی دے ایک بزرگ فریض اور اس گرمی کے وقت میں دنیا حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت کرے اگر اسی حال میں آپ کو موت آجائے تو کیا ہوگی؟ کہنا اب امام غلاموں سے الگ ہونے اور فرمایا خدا کی قسم اگر مجھے اس وقت اسی حال میں موت آجائے تو وہ مجھے اطاعت الہی میں بانے گی جس سے میں اپنے نفس کو مادم جیسے لوگوں پر ڈال دینے سے محفوظ کر رہا ہوں اور طلب مذق میں کسی شخص کا محتاج نہیں ہوں مجھے تو اس سے خوف ہے کہ موت آئے اور مجھ سے خدا کی کوئی نافرمانی و معصیت سرزد ہو رہی ہو۔

محمد بن مکندر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے میں تو آپ کو نصیحت کرنے کے ارادے سے آیا تھا لیکن آپ نے مجھے نصیحت فرمادی۔
(الارشاد مستطاب)

③ کتاب الارشاد میں حسن بن کثیر سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنی محتماہی کے ساتھ ساتھ اپنے بھائیوں کی لاپرواہی کی شکایت کی تو امام نے فرمایا وہ کیسا برا بھائی ہے جو تمہاری والداری کی حالت میں تو تمہارا خیال رکھے اور عزت و تکرار میں تمہارا ساتھ چھوڑ دے اس کے بعد حضرت نے اپنے غلام کو تعیلی لانے کا حکم دیا جس میں سات سو درہم تھے اور مجھ سے ارشاد فرمایا جاؤ اس رقم کو خرچ میں لاؤ جب یہ ختم ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا۔
(الارشاد مستطاب)

یہی مذکورہ روایت مطالب السؤل (جلد ۲ صفحہ ۲۳۲) میں اسود بن کثیر سے منقول ہے۔

④ کتاب الارشاد میں عمرو بن دینار اور عبد اللہ بن عبد بن عمر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب

کبھی ہماری امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے میرے خرچ علیہ اور لباس میں کچھ نہ کچھ عنایت فرمایا اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ تمہارے آنے سے پہلے ہی ہم نے یہ تمہارے لیے رکھ چھوڑا تھا۔
(الارشاد مستطاب)

مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ میں بھی عمرو اور عبد اللہ سے اسی طرح مروی ہے۔ کتاب الارشاد میں سلیمان بن قرم سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام میں پانچ چھ سو سے ہزار درہم تک عطا فرمایا کرتے تھے اور کبھی وقت بھی اپنے بھائیوں غرض مندوں اور اپنی ذات سے امیدواروں کو عطا کرنے سے رنجیدہ و ملول نہیں ہوئے۔
(الارشاد مستطاب)

یہی روایت مناقب ابن شہر آشوب جلد ۲ صفحہ ۲۳۳ میں ہزار درہم کے الفاظ تک بیان کی گئی ہے۔

⑤ کتاب الارشاد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے آپ کی حدیث ارسال بلا حوالہ سند کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں کوئی حدیث بیان کرتا ہوں اور اس کی سند کو بیان نہیں کرتا تو اس کی سند اسی طرح ہوتی ہے کہ مجھ سے میرے بعد بزرگوں نے بیان کیا اور ان سے میرے بعد سالار امام حسین علیہ السلام نے اور ان سے ان کے بعد امجد جناب رسلنا ابی علی الشہ علیہ السلام نے فرمایا اور آپ سے جبرئیل امین نے بیان کیا اور ان سے خداوند عالم نے ارشاد فرمایا۔

حضرت امام نے فرمایا کہ ہم پر لوگوں کا معاملہ بڑی معصیت ہے کہ ہم انہیں حق کی طرف جاتے ہیں تو وہ جواب نہیں دیتے اور ہماری آواز پر لبیک نہیں کہتے اگر ہم انہیں چھوڑ دیں تو ہمارے علاوہ کسی دوسرے سے ہدایت نہیں پاسکتے آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگ ہم سے کیوں بچتے ہیں اور ہم میں کیوں عیب ٹھکتے ہیں ہم اہل بیت رحمت ہیں خیر نبوت اور علم وحکمت کی کان اور معدن ہیں ہم وہ کچھ ہیں جو ان فرشتوں کا نزول ہوا اور وحی اتاری۔
(الارشاد مستطاب)

⑥ امام وارث علوم انبیاء میں

مناقب ابن شہر آشوب میں سند ابو حنیفہ سے یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ روای کہتا ہے جب بھی میں نے کسی مسئلہ میں حاکم جلی سے کچھ دریافت کیا تو انہوں نے اس کے بارے میں حدیث پیش کی اور جب وہ امام محمد باقر علیہ السلام کے حوالے سے کوئی حدیث بیان کرتے تو یوں کہتے تھے کہ مجھ سے وہی الاوصیاء اور وارث علوم انبیاء نے یہ بیان فرمایا ہے۔

ابونعیم نے معیۃ الاولیاء میں امام محمد باقر علیہ السلام کی شان میں اس طرح کے الفاظ کہے ہیں کہ وہ امام حاکم و ناخ حاکم حضرت ابو جعفر محمد بن علی باقر علیہ السلام ہیں (صلیۃ الاولیاء جلد ۳ مستطاب)

مہدائے کتبہ ہیں کہ میں نے سواری کے لیے گدھا پیش کیا اور اس کی رکاب تھامی اور حضرت سوار ہو گئے اور یوں فرمایا کہ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے ہمیں اسلام کے ذریعے ہدایت فرمائی اور قرآن مجید کی تعلیم دی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر ہم پر احسان فرمایا اور تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے اس جانور کو ہالے لیے تابع فرمایا کیا اگرچہ ہم اس پر قادر نہ تھے اور ہم اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور تمام تعریفیں خدا نے رب العالمین ہی کے لیے ہیں اس کے بعد آپ کی سواری روانہ ہوئی یہاں تک کہ ہم ایک دوسری جگہ پہنچ گئے اور میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر فریاد نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت نے فرمایا یہ وادی مثل رجمیٹوں کی جگہ ہے یہاں نماز نہیں مانا جی جاسے گی پھر جب ایک اور جگہ پہنچے تو میں نے پھر بھی عرض کیا تو ارشاد فرمایا یہ نمک کی زمیں ہے یہاں بھی نماز نہ ہو سکے گی۔ مہدائے کتبہ ہیں کہ آگے چل کر جناب امام خود سواری سے پیچھے تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا نافذ پڑھو گے تو میں نے عرض کیا کہ یہ نماز تو وہ ہے جسے اہل عراق نماز زوال کہتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو یہ نماز پڑھتے ہیں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے شیعوں ہیں اور یہ تو یہ کرنے والوں کی قازد ہے چنانچہ حضرت اور میں نے نماز پڑھی نماز کے بعد میں نے آپ کی سواری کی رکاب تھامی اور امام نے مجھ الٹی رہی وہی کلمات بانی پر جاری فرمائے جو پہلے کہہ چکے تھے پھر فرمایا کہ پروردگار! گروہ مرتبہ پر لنت یہ لوگ دنیا و آخرت میں ہمارے دشمن ہیں جس پر میں نے عرض کیا کہ مرتبہ کی یاد کیسے آئی تو حضرت نے فرمایا بس ان کی یاد آ ہی گئی۔

(الکافی جلد ۸ صفحہ ۱۰۱)

۱۳۲ ————— رجال الکشی میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ جب بھی مجھے کوئی مسئلہ درپیش ہوا تو میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ہی اس کے بارے میں سوال کیا یہاں تک کہ میں نے تیس ہزار حدیثوں کی معلومات آپ سے حاصل کی اور اہل اہل حدیث کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنیقید ہوا اور رجال الکشی میں

۱۵ ————— زینت برائے ازواج

کانی میں حکم بن عتبہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ملوہ رنگین قمیض پہنے ہوئے تھے اور گھڑین و اسراستہ تھا اور ایک رنگین چادر بھی زیب تن تھی چنانچہ میں گھر کی اس شکل و صورت کو دیکھتا رہا تو حضرت نے مجھ سے فرمایا اسے حکم اس لباس کے بارے میں تمنا کیا کیا خیال ہے میں نے عرض کیا کہ حضور میں کیا کہہ سکتا ہوں سب کچھ میرے سامنے ہے لیکن اتنا کھتا ہوں کہ ایسا لباس ایک لاپرواہ قوم کا جوان ہی پہنتا ہے جس پر حضرت نے فرمایا اے حکم خدا کی مقرر کردہ زیب و زینت کو کون ملامت کر سکتا ہے جسے اس نے اپنے بندوں کے لیے جانور قرار دیا ہے لیکن یہ گھر جو تم دیکھ رہے ہو ایک خاتون کا گھر ہے جس سے تمہارا عرصہ ہوا میری شادی ہوئی ہے اور میرے گھر کے بارے میں

تو تم جانتے ہو کہ کیسا گھر ہے (الکافی جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

۱۶ —————

کانی میں مالک بن امین سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ بہت سریع رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں میں مسکرایا تو حضرت نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم کیوں مسکراؤ تم چادر کو دیکھ کر کہنے جو میں اوڑھے ہوئے ہوں حالانکہ میری زود ہمتغیہ نے مجھے اس کے اوڑھنے پر مجبور کیا تھا اور میں ان سے محبت رکھتا ہوں پھر حضرت نے فرمایا کہ میں اسے اوڑھ کر نماز نہیں پڑھتا اور نہ تمہیں ایسے بھوک دار مرغ رنگ کے کپڑے میں نماز پڑھنی چاہیے۔ مالک بن امین کہتے ہیں کہ جب دوسری بار حضرت کی خدمت میں اپنا ہوا تو معلوم ہوا کہ حضرت نے اس عورت کو طلاق دے دی حضرت نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ وہ جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام پر تبرک کر رہی ہے میں نے برداشت نہ کیا کہ وہ تبرک کرے اور میں اسے روکے رہوں۔

(نفس المصد جلد ۶ صفحہ ۱۲۴)

۱۷ ————— تحوق زویجین

۱۷ —————

کانی میں حسن نجات بصری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت امام کا گھر متین اور آراستہ ہے حضرت گلبن رنگ کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں ریش مبارک کتری ہوئی اور آنکھوں میں سرسراہٹا ہوا ہے ہم نے حضرت امام سے کچھ مسئلے دریافت کیے جب ہم جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے حسن تم اپنے دوست کے ساتھ میرے پاس آنا میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان ہوں ہر روز حاضر ہوں گے جب دو روز ان ہوا تو میں حاضر ہوا دیکھا کہ حضرت بوریہ پر تشریف فرما ہیں اور موٹے کپڑے کی قمیض پہنے ہوئے ہیں حضرت امام میرے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے برادر بصری کل تم میرے پاس آئے تھے تو میں اپنی زوجہ کے گھر میں تھا کہ ان کی باری تھی اور گھر بھی انہی کا تھا اور سا سا دو سال بھی وہ میرے لیے آراستہ ہوئیں تو میرا فرض تھا کہ میں بھی ان کے لیے اپنے آپ کو آراستہ کروں لہذا تمہارے دل میں کوئی بات نہ آئی چاہیے جس کہتے ہیں کہ میرے دوست نے خدمت امام میں عرض کیا کہ میں آپ پر تاملان خدا کی قسم کل تو میرے دل میں کچھ خیالات آئے تھے لیکن اب خداوند عالم نے وہ سب میرے دل سے نکال دیئے اور میں نے یقین کر لیا کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ حق ہے۔ (المصدر السابق جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

۱۸ —————

کانی میں زیدار سے منقول ہے کہ ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام ایک بچہ کی نماز جنازہ کے لیے تشریف لے چلے تو آپ صوف کی زرد رنگ کی جباہ اور صوف کی زرد رنگ کی شال زیب تن کیے ہوئے ہیں۔

(الکافی جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

۱۹ —————

کانی میں حنان کے والد سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام

کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا نائفہ نمازیں آپ بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو حضرت نے جواب دیا کہ جب سے میں اس
مذکر کو پہنچا ہوں آج تک بیٹھ کر نماز ادا نہیں کیے۔
(رفنس المصدر جلد ۲ ص ۲۸۱)

(۲۰) قراب الامال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے پد بزرگوار اپنے
گھروالوں میں مالی لحاظ سے بہت کم دستھے لیکن دوسروں کے اخراجات کے برداشت کرنے میں سب سے بڑھے
ہوئے تھے حضرت فرماتے ہیں کہ ہر جمعہ کے دن راہ خدا میں دینار تصدق کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کے
دن خیرات میں ڈگنی فضیلت ہے چونکہ جمعہ کو دوسرے دنوں پر فضیلت حاصل ہے۔ (قراب الامال ص ۱۲۸)

(۲۱) حضرت امام اور نشر علوم

مناقب ابن مہر آشوب میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام
کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئی ہیں اور ہر پرند کا علم عطا کیا گیا ہے۔

سماہ بن بہران اپنے معاص سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ امام محمد باقر
علیہ السلام سے ملاقات کے لیے حاضر ہوئے ہم اندر پہنچنا چاہتے تھے کہ ہم نے دروازے کی دیلچیز پر سیاہی لٹائی تھی
تلاوت کنی جو دروہری آواز میں تھی اور حضرت امام تلاوت فرما رہے تھے اور دروہے تھے یہاں تک کہ اس
آواز نے ہم میں سے بعض کو رلا دیا۔

موسیٰ بن اکیل یزیدی بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام کے دروازے
پر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو ہم نے جہان نوان میں تلاوت کی آواز سنی جب ہم اندر آئے اور حضرت
سے تلاوت کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کہ میں مناجات الیہی کی تلاوت کر رہا تھا کہ مجھ پر
گر یہ طاری ہو گیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی سے تفسیر
وکلام فتاویٰ احکام اور عقل و ظہار کے بارے میں اتنے معلوم ظاہر نہیں ہوتے جتنے کہ امام محمد باقر علیہ السلام
سے ظہور میں آئے۔

محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے تیس ہزار حدیثوں کے بارے
میں معلومات حاصل کی حضرت امام سے روایت کرنے والے دین رہتا اور صحابہ رسول تھے نیز خلیاں تابعین
اور مسلمانوں کے بڑے بڑے فقہائے حضرت سے روایات کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ صحابہ میں جاہلین عبد اللہ
انصاری تابعین میں جاہلین یزیدی معنی اوکیسان صحابی صاحب سوزیہ کی شخصیتیں تھیں فقہاء میں ابن مبارک
ذہری اور ذہالی ابو حنیفہ مالک و شافعی اور زیادہ بن مندہ ہندی تھے۔

مصنفوں میں طبری ملاذی سلامی اور خطیب اپنی تاریخوں میں اور موطا شرف المصنفین

ابانہ علیہ الاولیاء سنن ابی داؤد الکافی سنن ابی حنیفہ مروزی ترفیہ الامنیان بسط الواسعی تفسیر
الکاشانی مختصری معرفت اصول الحدیث اور رسالہ سمعی میں بھی تو یہ محمد بن مسلم کے نام سے روایت کرتے
ہیں اور بھی اس طرح روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت کو باقر القاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیا جس کے بارے میں جاہلین کی مشہور حدیث ہے جس کی فقہاء مدینہ و عراق
سب نے روایت کی ہے یہ مشہور حدیث حالات امام میں بیان کی جا چکی ہے

(۲۲) ابوالسادات نے فضائل الصاہرہ میں لکھا ہے کہ جب جناب امام محمد باقر علیہ السلام
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلام پہنچا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے جاہل سے فرمایا کہ آپ
وصیت کی تکمیل کریں اس لیے کہ آپ کی موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ جاہل نے یہ سنا اور رونے لگے اور
عرض کیا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا یہ تو وہ بہت تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے لیا تھا
یہ بات آپ تک کیسے پہنچی تو حضرت نے ارشاد فرمایا اسے جاہل نے سنا ہے میں زمانہ گزشتہ اور قیامت تک
کونے والے امور کا علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ جاہل نے اپنی وصیت کو مکمل کیا اور پھر ان کی وفات ہو گئی۔

(۲۳) قتیبی نے میون الاخبار میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ ہشام نے جناب زید بن علی بن الحسین
سے کہا کہ تمہارے بھائی بقرہ نے کیا کیا ہے تو جناب زید نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے تو انہیں باقر کا نام دیا ہے اور تو انہیں بقرہ کہتا ہے یہ تو مخالفت کی بات تھی اور پھر انہوں نے
یہ اشعار پڑھے۔ ترجمہ اشعار

جناب باقر علم قبر میں آرام فرما رہے ہیں جو مخلوق کے امام ہیں اور جن کی پیدائش پاک
و پاکیزہ ہے ان کے بعد سوائے امام جعفر صادق کے میرا کون امام ہو سکتا ہے وہ مخلوق کے پیشوا کیلئے زمانہ
اور ارفع داعی ہیں اسے نیکی اور خیر والے ابو جعفر آپ امام ہیں اور آپ ہی سے کل مصیبت کے دن قیامت
میں امیدیں وابستہ ہیں۔ (میون الاخبار از ابن فقیہ جلد ۲ ص ۲۸۱) مناقب جلد ۲ ص ۲۸۱

(۲۴) حق کی نعمتوں کے بارے میں باز پرس

کافی میں ابو خالد کالی سے منقول ہے کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں
حاضر ہوا تو آپ نے میں کو آنا شروع طلب فرمایا مجھے میں نے بھی آپ کے ساتھ تبادل کیا وہ ایسا عمدہ کھانا تھا
کہ میں نے پہلے کبھی نہیں کھایا تھا جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت نے فرمایا اسے ابو خالد تمہیں کھانا
کیسا لگا تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ پر قرآن اس سے بہتر اور صاف سمجھا کھانا میں نے کبھی نہیں کھایا
اور اسی کے ساتھ میں نے سنن ابی کی یہ آیت پڑھی ﴿فَمَنْ لَّمْ يَلْمِ يَلْمِ يَنْفُسِهِ﴾ یعنی اللعین
الکفار آیت ۸ پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ تو حضرت امام نے فرمایا کہ تم نے حق

کی نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ تم ان کا شکر کیسا لاتے یا نہیں۔ (الکافی جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

۲۵) — کوفی میں عمر بن بزیع سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ ایک کالے رنگ کے پہلے میں سرکہ اور دوسری ڈبچوں تامل فرما رہے تھے کہ میں نے درمیان ذر درنگ سے قل هو اللہ احد لکھا ہوا تھا حضرت نے فرمایا بزیع قریب آؤ چنانچہ میں نے آپ کے ساتھ کھایا جب روٹی ختم ہو گئی تو حضرت امام نے شوریہ سے کچن گھونٹ پیے اور بغیر مجھے دیا جسے میں نے پیا۔ (نفس المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

۲۶) — کوفی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پیر بزرگ اور کو جب کوئی منج و حلالی جو تازہ آپ ٹھوٹوں اور بچوں کو جمع کر کے بارگاہ الہی میں دعا کرتے تھے اور یہ سب آمین کہتے تھے۔ (الکافی جلد ۲ صفحہ ۲۸۵)

۲۷) — کوفی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پیر بزرگوار ذکر الہی میں زیادہ مشغول رہتے تھے جب بھی میں آپ کے ساتھ جلتا تو آپ کی ذکر خداوندی میں مشغولیت رہتی تھی اور جب بھی میں آپ کے ساتھ کھانا کھاتا تھا تو آپ یاد الہی میں مروف رہتے تھے آپ لوگوں سے گفتگو فرماتے تو اس وقت بھی خدا کے ذکر سے غافل نہ ہوتے تھے میں نے ایک دفعہ دیکھا کہ آپ کی زبان مبارک تالو سے لگ گئی تو اس وقت بھی زبان پر لا الہ الا اللہ کا ورد تھا حضرت فرماتے ہیں کہ پیر بزرگوار ہم سب کو جمع کر کے حکم دیتے تھے کہ ہم ذکر الہی میں مشغول ہوں یہاں تک کہ سورج نکل سکے اور ساتھ ہی ساتھ ان کو تلاوت کا حکم دیتے تھے کہ ہم میں سے پڑھا ہوا جو تھا اور جو ہم میں سے پڑھا ہوا نہ ہوتا تو اسے یاد الہی سجالانے میں مشغول رہنے کا حکم دیتے تھے۔ (نفس المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

۲۸) — سنت امام

کوفی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام دوسرے کا خضاب کرتے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

کوفی میں ابو شیبہ اسدی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے خضاب لگانے کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت نے فرمایا کہ امام حسین اور امام محمد باقر علیہ السلام سہندی اور دوسرے کا خضاب لگاتے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

کوفی میں ابو بکر حفصی سے منقول ہے کہ ایک دفعہ میں ابو علقمہ حدث بن میزہ اور ابو حسان کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو علقمہ ہندی کا خضاب لگاتے ہوئے تھے اور عارث دوسرے کا اور ابو حسان بغیر خضاب کے تھے تو ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ خدا کی رحمت آپ کے شامل حال ہو

یہ تو فرمایا ہے کہ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور اسی کے ساتھ ہر ایک نے اپنی اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کیا تو حضرت امام نے فرمایا بہت عمدہ تو سب نے عرض کیا کہ کیا امام محمد باقر علیہ السلام دوسرے کا خضاب کرتے تھے تو امام نے جواب میں فرمایا ہاں ایسا ہی تھا۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

کوفی میں محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ ایک بار میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ گوند چیا بہتے تھے پھر حضرت نے فرمایا اسے محمد دوسرے دانت لٹنے لگے ہیں تو میں نے گوند چیا ہے تاکہ وہ منبور رہیں۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ ہندی کا خضاب لگاتے ہوئے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

۲۹) — سیر مرقی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ رخساروں کا خط بنا رہے تھے اور ٹھوڑی کے پٹھے کے بال تراش رہے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

حسن زیات بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنی داڑھی رکھ رہے تھے۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

محمد بن مسلم سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی پیش مبارک تراش رہا تھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اسے گول بناؤ۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

۳۰) — عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے بائعی دانت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ کوئی مسالغہ نہیں ہے اس میں اس کی ایک کنگھی ہے۔ (المصدر السابق جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

۳۱) — ناخنوں پر ہندی لگانا

حکم بن عیوب سے منقول ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اپنے ناخنوں پر ہندی لگا رکھی ہے اور فرمایا کہ اسے حکم تھا اور اس کے بارے میں کیا خیال ہے تو میں نے عرض کیا کہ لب میں کیا کہہ سکتا ہوں جب کہ حضور نے خود ہندی لگائی ہے اتنا فرور ہے کہ ایسا کام جو ان ہی کیا کرتے ہیں تو حضرت نے ارشاد فرمایا اسے حکم جب ناخنوں پر سفید طرح پڑ جاتے ہیں تو ان میں تھیر آجاتا ہے یہاں تک کہ وہ مردوں کے ناخنوں کی طرح بھجھاتے ہیں لہذا اسے ہندی سے جل ڈالو۔ (الکافی جلد ۹ صفحہ ۵۹)

۳۲) — ابو عبیدہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ کراہہ مینہ کے درمیان امام محمد باقر علیہ السلام کا رینق سفر واجب ہرم کی جانب تشریف لائے تو غسل فرمایا اور اپنی ٹھلین آسی اور کچھ دیر کے لیے ننگے پاؤں حرم میں چلتے رہے۔ (نفس المصدر جلد ۹ صفحہ ۱۸۱)

۳۳) — محمد بن فضیل کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے قربانی کے گوشت

کے مومن کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا کہ امام زین العابدین اور امام محمد باقر علیہ السلام اس گوشت کا تہان
جسے پڑوسیوں کو اور ایک تہان محتاجوں اور مسکینوں اور ایک تہان اپنے اہل و عیال پر تقسیم فرماتے تھے۔

والصمد السابق جلد ۳ صفحہ ۲۹۹

(۳۴) امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پروردگار اور امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر
میں ایک فاختہ تھی ایک دن آپ نے فاختہ کو کچھ بولتے ہوئے سنا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے
کہ یہ فاختہ کیا کہہ رہی ہے سب نے کہا میں معلوم نہیں تو حضرت نے فرمایا یہ کہہ رہی ہے کہ میں نے تمہیں معلوم
کر دیا میں نے تمہیں معلوم کر دیا جس پر امام نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ یہ تمہیں معلوم کرے ہم اسے شکر دیتے ہیں
چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ اسے ذبح کر دیا جائے اور وہ ذبح کر دی گئی۔ (المصدر السابق جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

(۳۵) کافی میں زرارہ سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام ایک مرد قریش کے جنازے میں
شریک ہوئے میں بھی حضرت کے ساتھ تھا اور مطاہی تھے چنانچہ ایک بیٹھنے والی بیٹھنے لگی جس پر مطاہی نے کہا
کہ خاموش ہو جایا پھر ہر چلے جائیں وہ بیان کہتے ہیں کہ کہنے پر بھی وہ خاموش نہ ہوئی۔ زرارہ کہتے ہیں کہ مطاہی
گئے اس کا ذکر میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا کہ مطاہی چلے گئے تو حضرت نے دریافت کیا کہ یہاں چلے
گئے میں نے عرض کیا کہ ایک بیٹھنے والی بیٹھ رہی تھی تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ خاموش ہو جایا پھر ہم یہاں سے
چلے جائیں وہ خاموش نہ ہوئی اور وہ خود واپس چلے گئے تو حضرت امام نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلے چلو اگر ہم
دیکھیں کہ حق کے ساتھ باطل شامل ہو گیا تو کیا ہم حق کو بھی چھوڑ بیٹھیں اور مسلمان کا حق نہ ادا کریں زرارہ کا بیان ہے
کہ جب آپ جنازے کی نماز پڑھ چکے تو مرنے والوں کے وارث نے امام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور تشریف
لے جائیں خدا آپ کو اپنی رحمت سے نوازے آپ نہیں شریک جنازہ ہو کر چلنے کی طاقت نہیں آپ نے سنا اور مرنے
سے انکار فرمایا یہ دیکھ کر میں نے خدمت میں عرض کیا کہ مولائیت کے وارث نے آپ کو واپس جانے کی اجازت
دے دی ہے اور میری ایک حاجت بھی ہے جس کے بارے میں آپ سے سوال کرنا چاہتا ہوں تو حضرت نے
فرمایا اچھا چلو نہ تو ہم اس وارث کی اجازت سے شریک جنازہ ہونے اور نہ ہی اس کی اجازت سے واپس جادے
ہیں یہ تو فضل و اجر کی طلب تھی جس کے لیے ہم یہاں آئے جنازے کی جتنی بھی مشایعت کی جائے اس کا
اجر ملے گا۔ (المصدر السابق جلد ۳ صفحہ ۲۹۹)

(۳۶) درجہ تسلیم و رضا

کافی میں یونس بن یعقوب سے منقول ہے کہ کچھ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے فرزند سخت بیمار ہیں اور آپ بہت زیادہ سہمیں ہیں اور کسی طرح کا سکون نہیں
وہ کہتے کہ ان لوگوں نے کہا کہ خزانہ کسے اگر اس بچہ کی موت واقع ہوگی تو ہمیں اس کا ڈر ہے کہ ہم جناب

امام سے کوئی ایسی بات نہ کہیں جو مسکروں ہر چنانچہ کچھ درندہ گزری کہ ان لوگوں نے سچ کی ایک آواز سنی اور دیکھا کہ
حضرت امام خوش اور مسرور باہر تشریف لائے جس کی وہ عودت نہ تھی جو اس سے پہلے تھی لوگوں نے عرض کیا کہ خدا
ہمیں آپ کا فدیہ قرار دے ہمیں آپ کی اس حالت سے خوف تھا۔ وہ نے دیکھی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی
وہ کیفیت ہر مائے آدم ہمارے لیے غم کا باعث ہو یہ سنی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ مسکروں
اور واقع ہو اور جب خدا کا حکم آجائے تو ہماری خوشی اسی میں ہوتی ہے جس میں خدا نے تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔

والصمد السابق جلد ۳ صفحہ ۲۹۹

(۳۷) کافی میں اسحاق بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے
فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کے لیے بہتر بھائی کرنا تھا اور آپ کا منظر رہتا جب آپ بستر پر لیٹ جاتے اور
سوئے گتے تھے تو میں اپنے بستر پر آجاتا تھا ایک رات آپ کو کہنے میں دیر ہوگئی تو میں آپ کی تلاش میں
بھدک کر طرف آیا اور یہ وہ وقت تھا کہ تمام لوگ اپنے آرام میں تھے میں نے دیکھا کہ پروردگار سجدہ میں
ہیں اور آپ کے علاوہ مسجد میں کوئی نہیں ہے میں نے آپ کی آواز سنی کہ آپ بارگاہ الہی میں یوں عرض کر
لیجئے میں پروردگار کو تباہ و برباد کر رہا ہوں تو میرا رب ہے میں تجھے ہی سجدہ بندگی کر رہا ہوں ہانپنے والے میرا
عمل کر رہے تو اسے میرے لیے دو چند کر دے اور زیادتی مظاہرہ ابراہیم کے دن مجھے اپنے مذاب سے محفوظ
رکھو اور میری توبہ کو قبول فرما تو میرے توبہ اور توبی توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔

والصمد السابق جلد ۳ صفحہ ۲۹۹

(۳۸) بھروسہ جہیل کیا ہے

تہذیب الاحکام میں زرارہ سے منقول ہے کہ ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام کے مہاجر
سخت بیمار ہو گئے اور امام محمد باقر علیہ السلام ان کے ایک طرف تشریف فرما تھے جب بھی کوئی شخص بیمار
کے قریب آتا تو یہ فرماتے تھے کہ ان کے جسم کو ہاتھ نہ لگانا اس سے کمزوری میں اضافہ ہوتی ہے اور یہ جس حالت
میں ہیں اس میں زیادتی ہو جائے گی اور اگر اس حالت میں کسی نے جسم کو چھوا اور دایا تو اس حالت کو
مردہی ملے گی جب صاحب زرارہ کی رحلت ہوگئی تو حضرت امام نے ان کی آنکھیں بند کر دیئے اور بڑوں
کو بانڈھ دینے کا حکم دیا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر ہم سب سے ارشاد فرمایا کہ ہمیں آہ و فغان نہ کرنا چاہیے
اور جب حکم الہی آجائے اور موت واقع ہو جائے تو سوائے مرضی خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے
کوئی تدبیر نہیں اس کے بعد آپ نے چیل منگایا اور اسے ملا اور آنکھوں میں سرمہ لگایا پھر کھانا لایا
دیا اور دوسروں نے بھی آپ کے ساتھ کھایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ ہے بھروسہ جہیل۔ پھر میت کے غسل کا حکم
دیا اس کے بعد حضرت نے موت کی ردا ادا فرمائی اور موت ہی کا علم سر بردھ رکھا اور باہر آکر نماز

میت پر سی۔

تہذیب الاسلام جلد ۱ ص ۱۵۹

۳۹) کانی میں ابو عبیدہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد یا قریب علیہ السلام کے ساتھ اکثر سفر میں رہا اور میں ہمیشہ رکاب تھا تا تھا پھر آپ سوار ہوتے تھے جب ہم داد ہوتے گھلتے تھے تو حضرت امام کا یہ طریقہ تھا کہ آپ وہاں ناواقف موجود لوگوں کو بھی سلام کرتے مزاج پر ہی اور دریاخت احوال فرماتے تھے تا حد معافی کرنے کے بلے یا تہ بڑھاتے تھے اور جب کسی منزل پر اترتے تو سلام کرتے اور حالات کے بارے میں استفسار فرماتے تھے ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے خدمت امام میں مرض کیا کہ آپ تو وہ عجیب عمل بجا لاتے ہیں تو کوئی نہیں کرتا تو حضرت نے ارشاد فرمایا تمہیں مصافحہ کے بارے میں معلوم نہیں کہ جب دو موہن آپس میں ملیں اور ایک ساتھی دوسرے سے مصافحہ کرے تو ان دو ذوں کے سارے گناہ اس طرح جوہر جانتے ہیں جیسے درخت کے پتے گرتے ہیں اور خداوند عالم ان پر اس وقت تک رحمت کی نظر فرماتا ہے جب تک ایک دوسرے سے جدا ہوں۔

(الکافی جلد ۲ ص ۱۷۶)

۴۰) امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دن پیر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت نے اہل مدینہ کے محتاجوں اور یتیموں میں آٹھ ہزار دینار تقسیم فرما دیئے اور گیا وہ غلام آزاد کر دیئے۔

۴۱) قلب انسانی پر قرآن مجید کے اثرات

کانی میں ابان بن سیمون نقلی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام محمد یا قریب علیہ السلام نے فرمایا کہ بڑھو تو میں نے عرض کیا کہ کیا بڑھوں تو ارشاد فرمایا کہ قرآن کے نوزں سورسے کی تلاوت کرو جس میں نے اس سورہ کی تلاوت شروع کی تو حضرت نے فرمایا کہ سورۃ یونس پڑھو چنانچہ میں نے یہ آیت تلاوت کی **بَلِّغْ لِّبَنِي آخِشَانُو الْبَحْرِيْنَ وَرِيَّاؤَؤُا وَلَا يَبْكُنْ وَوَجَّوْهُمْ وَوَسْتَهُمْ ذِكْرًا ذِكْرًا** جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لیے بھلائی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر اور شاہ کی چہرے پر کالکسی ہوئی ہوگی اور نہ انہیں ذلت ہوگی، تو امام نے فرمایا اس کانی ہے۔ سنو کہ جناب رسالت مقاب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب میں قرآن پڑھتا ہوں تو میں بڑھتا ہوں نہ نہیں ہوتا۔ (کانی جلد ۲ ص ۶۳۲)

بعض اہل علم کے یہ دلتے ہے کہ سورہ یونس اس بنا پر نازل سورہ ہے کہ سورہ بقرہ کو پہلا سورہ شمار کیا جائے۔ (آیت نمبر ۲۶)

۴۲) کانی میں ابو الجارود سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد یا قریب علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں تم سے کسی مسئلہ میں گفتگو کروں تو تم مجھ سے اس کے کتاب الہی میں ہونے کے بارے میں پوچھ لیا کرو پھر فرمایا کہ خداوند عالم نے قیل و قال، نسا و مال اور سوال کرنے میں زیادتی سے منع فرمایا ہے جس پر حاضرین

نے دریافت کیا کہ زندگی اس کی حالت کا ذکر کتاب اللہ میں کہاں آیا ہے تو امام نے فرمایا کہ خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے **لَا تَكْفُرُوا بِمَا كَفَرْتُمْ** کفر سے باز رہو اور اللہ سے اللہ کی باتوں سے اکثر میں بھائی نہیں کی **لَا تَكْفُرُوا** اللہ کے ساتھ اور **تَكْفُرُوا** اللہ سے بے وفائی کو نہ دے سورہ نساء آیت نمبر ۱۰۱ (اور اپنے وہ مال میں پر خزانے تمہاری گزروں فرمادی ہے بے وفائی کو نہ دے بیشک **لَا تَكْفُرُوا** ان **كُفْرًا** کفر سے بے وفائی کو نہ دے سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۱ یا کسی چیزوں کے بارے میں رسول سے پوچھا کر کہ اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تمہیں بری معلوم ہوں۔

(کانی جلد ۱ ص ۱۷۶)

۴۳) امام کا غلاموں کے کام میں ہاتھ بٹھانا

کتاب الزہد میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک غلام میں سمر ہوا تھا کہ جب تم اپنے زرخیز لوتھی غلاموں سے کوئی کام لو اور وہ کام ان کے لیے دشوار ہو تو تم میں ان کے ساتھ مل کر کام کرو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پیر بزرگوار انہیں کسی کام کا حکم نہیں دیتے تھے بلکہ یوں فرمایا کرتے تھے کہ تم جیسے پہلو اور صدمت یہ تھی کہ حضرت یہ ملاحظہ فرماتے تھے کہ اگر مشکل اور جھاری کام ہے تو قسم اللہ کہہ کر ان کے ساتھ کام میں لگ جاتے تھے اور اگر وہ کام سہل اور آسان ہوتا تو ان سے علیحدہ رہتے اور اس کام کو اہی پڑ چھوڑ دیتے تھے۔

کتاب الزہد باب بیان مملوک

۴۴) اہل جناب شیخ عیوب بن علی سے منقول ہے کہ ایک شخص نے امام محمد یا قریب علیہ السلام سے عرض کیا کہ حضور راج آپ کی صبح کسی عورت نے فرمایا کہ خدا کی نعمتوں میں حرق اور گناہوں کے زیادہ ہونے میں ہم نے صبح کی ہے ہمارا خدا اپنی نعمتوں سے ہماری طرف محبت کی نظر کرتا ہے تو ہم بھی اس کے گناہوں سے دلدادہ ہیں اور نفرت کریں ہم اس کے محتاج ہیں اور اسے ہماری خدمت نہیں اور وہ بے نیاز ہے۔

(الابی ابن الشیخ طوسی ص ۱۱۶)

۴۵) کانی میں عبداللہ بن سلیمان سے مروی ہے کہ میں نے امام محمد یا قریب علیہ السلام سے پنیر کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کیسی چیز ہے تو فرمایا کہ تم نے اس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھا جو مجھے پسند ہے چنانچہ حضرت نے فرمایا کہ ایک درہم دیا اور فرمایا جاؤ ہمارے لیے پنیر خرید لو اور آپ نے ناشتہ طلب فرمایا تو میں نے بھی ساتھ میں ناشتہ کیا اتنے میں غلام پنیر لے آیا تو حضرت نے اسے نکالی فرمایا اور میں نے بھی کھلی۔

(الکافی جلد ۱ ص ۱۷۶)

عقل جنابت میت

(۴۶)

کانی میں محمد بن سلیمان دلمی کے والد سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دفعہ عبداللہ بن قیس یا مرثد بن محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ مجھے یہ بتائیے کہ مردے کو غسل نہایت کیوں دیا جاتا ہے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اس کے بارے میں میں سمجھتا ہوں نہیں بتاؤں گا جینا پھر ابن قیس یا مرثدوں سے اسے پوچھا گیا اور ایک شیعوں سے ملا اور کہنے لگا کہ اسے علی کے شیعوں تمہارے بارے میں مجھے تعجب و حیرت ہے کہ تم اس شخص سے محبت کرتے ہو اور اس کی اطاعت سبباً لانتے ہو کہ اگر وہ نہیں اپنی عبادت کے لیے بلائے تو یقیناً تم اس کی طرف سے پلے جاؤ گے جن سے میں نے ایک مسئلہ پوچھا تو وہ اس کا کوئی جواب دے سکے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد عبداللہ بن قیس پھر حضرت امام میں حاضر ہوا اور اس نے وہی سوال دہرایا جس پر پھر حضرت نے یہی فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں نہیں بتاؤں گا۔ عبداللہ چلا گیا اور اس نے اپنے ایک دوست سے کہا کہ شیعوں کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ رہ کر اپنی محبت کا اظہار کرتے رہو اور مجھ سے اپنی بیزاری دکھاؤ اور میری بھائی کہتے رہو جب بیخ کا زمانہ آئے تو تم میرے پاس پہنچو تمہارے ہر مقصد کو پورا کروں گا اور جو چاہو گے وہ دوں گا اور تم ان شیعوں سے کہنا کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں جلیں جب تم ان کی خدمت میں حاضر ہو تو ان سے میت کے بارے میں دریافت کرنا کہ اُسے غسل جنابت کیوں دیا جاتا ہے۔

وہ یہ سب کچھ سن کر شیعوں کے پاس چلا گیا اور موسم حج تک ان کے ساتھ رہا اور ان کے دین کو سمجھتا رہا اور اُسے قبول کر لیا اور ابن قیس کی بات کو اس خوف سے دل میں چھپاتے رہا کہ کہیں حج سے محروم نہ ہو جائے جب حج کے دن آئے تو وہ شخص ابن قیس کے پاس آیا تو اس نے اسے بطور ہمدردی عطیہ و بخشش کی وہ چلا گیا اور جب مدینہ آیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ تم ایسی جگہ ٹھہرو جہاں حضرت امام سے تمہارا ذکر کریں گے اور درخواست کریں گے کہ تمہیں حجازی کی اجازت مل جائے۔

جب یہ لوگ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا ساتھی کہاں ہے منے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا تو وہ کہنے لگے کہ حضور ہمیں تو اس کا پتہ ہی نہیں کہ ہم نے کیا نا انصافی کی ہم تو اس بات کو سمجھ ہی نہیں تو حضرت نے انہی میں سے ایک شخص کو بھیج کر اُسے بلوایا جب وہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اُسے خوش آمدید کہا اور فرمایا یہ بتاؤ کہ تم آج کے دن کو اس سے پیسے کے مقابلہ میں کیسا پاتے ہو تو اس نے جواب دیا کہ میں تو کوئی فرق محسوس نہیں کرتا تو امام نے فرمایا کہ تم ٹھیک کہتے ہو لیکن تمہاری پہلی عبادت آج کی عبادت سے زیادہ سہل اور آسان تھی اس لیے

کہ حق بھاری ہوتا ہے اور شیطان ہمارے شیعوں پر تعذبات ہے جس کا سبب یہ ہے کہ دوسرے لوگوں نے اپنے نفسوں کو اس لیے رکھ چھوڑا ہے۔ اس سے پہلے کہ تم مجھ سے پوچھو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ ابن قیس نے تم سے کیا کیا کہا ہے اور ان تمام باتوں کی اطلاع دیئے دیتا ہوں جو کچھ اُس نے نہیں بتائی ہیں۔ اگر چاہو تو سب باتیں کہہ دوں اور اگر تم انہیں چھپانا چاہتے ہو تو یہی ہے۔ سو کہ خداوند عالم نے کچھ پیلا کرنے والے خلق فرمائے ہیں جب خدا نے چاہا کہ وہ مخلوق کو پیدا کرے تو اس نے انہیں سک دیا تو انہوں نے وہ مٹی یا ٹھکانی جس کا اس نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔ **وَمِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ** **وَمِنْهَا نُنْفِئُكُمْ** **وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ** (سورہ طہ آیت ۵۵) ہم نے اس مٹی سے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دیں گے اور پھر ہم دوبارہ اسی سے تمہیں باہر نکالیں گے تو نطفہ اسی مٹی میں گوندھا گیا جس سے اس نے پیدا کیا اور چالیس دن تک اسے رحم میں ٹھہرایا جب چالیس دن پورے ہو جاتے ہیں تو وہ ذمہ دار فرشتے عرض کرتے ہیں کہ بار الہا تو اسے کیا بنا چاہتا ہے تو اس کی مشیت میں لڑکا یا لڑکی سفید و سیلا جو بھی ہوگا اسے اس کا حکم کر لے جب روح بدن سے نکل جاتی ہے تو بعینہ وہ نطفہ جسم سے نکل جاتا ہے جس طرح کہ پھیلاؤ کے وقت ٹالا گیا تھا خواہ مرنے والا بچہ ہو یا بوڑھا مرد جو یا عورت اسی لیے تو میت کو غسل جنابت دیا جاتا ہے یہ منکر و شخص کہنے لگا کہ فرزند رسول خدا کی قسم میں ابن قیس یا مرثد سے سب کچھ کہی نہ بتاؤں گا جس پر حضرت امام نے فرمایا یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔ (نفس المصداق جلد ۳ ص ۱۱۱)

ساتواں باب

معجزات امام ۳ اور سفر شام

السید بن خالد بن عبد الرحمن نے کتاب امان الاقطار میں دلائل الامامة محمد بن برطبری سے نقل کرتے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان امام محمد باقر علیہ السلام کے معجزات کے سلسلے میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک سال ہشام بن عبدالملک بن مروان حج کے لیے آیا اور اسی سال امام محمد باقر علیہ السلام اور آپ کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام بھی حج کے لیے آئے تھے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے صحابہ اہل بیت کو بتا دیا کہ تمہارے خدا کے لیے میں جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی برحق بنا کر مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعے سے میں عزت و عظمت عطا فرمائی ہم تمام مخلوق میں اس کے برگزیدہ اور روئے زمین پر اس کے خلفا رہیں جس نے ہماری پیروی کی وہ نیک نعت اور سعید باد رہیں گے ہم سے دشمنی کی اور ہمارا مقابل رہا وہ دشمنی اور بد نعت ہے۔

مسئلہ نے جو کہ حضرت امام سے سنا تھا اپنے بھائی ہشام سے بیان کر دیا لیکن اس وقت تو وہ ہم سے کچھ نہ بولا ج کے بعد وہ دمشق چلا گیا اور ہم مدینہ واپس آئے وہاں پہنچ کر اس نے حکم مدینہ کے پاس اپنے قاصد کو خلو دیکر روانہ کیا جس میں لکھا تھا کہ میرے پروردگار اور ان کے ہمراہ مجھے دمشق روانہ کرنے چاہئے تم مدینہ سے نکالے گئے اور جب دمشق میں پہنچے تو اس نے تین دن تک ہمیں روکے رکھا پھر چوتھے روز ہمیں اس کے دربار میں آنے کی اجازت ملی جب ہم داخل ہوئے تو ہشام تخت شاہی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے مخصوص لشکر کے آدمی اور خواص اسلحہ ہاتھ میں تھے اس کے پاس خاموش کھڑے تھے اور اس کے سامنے تیر اندازی کا ایک نشان کھڑا تھا جس پر اس کے آدمی تیر مارنے لگے تھے جب ہم داخل ہوئے تو میرے پروردگار آگے آئے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ ہشام کہنے لگا کہ اے محمد تم بھی ان کے ساتھ تیر مارو تو حضرت امام نے فرمایا مجھے سات رکھو میں بوٹھا ہوا ہوں۔ ہشام نے کہا

کس ذات کی قسم ہے جس نے ہمیں اپنے دین اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عزت عطا کی میں معافی نہیں دوں گا۔ اس کے بعد اس نے بنی امیہ کے ایک بڑھوے کی طرف اشارہ کیا کہ آپ کو اپنی کان سے چنانچہ جناب امام نے تکرر لیا اور اسے کان کے بیچ میں دکھا پھر اسے کھینچا اور نشان کے درمیان میں تکرر کو پیوست کر دیا پھر دوسرا تکرر ملا جو پہلے تکرر کے پیکان پر بیٹھا یہاں تک کہ پے در پے آپ نے تکرر پھلائے ایک تکرر دوسرے کے پیکان میں بیٹھا تھا یہ دیکھ کر ہشام پریشان ہو گیا اس لیے کہ اس کی عرض تو آپ کی شفقت تھی اور یہاں معاملہ دوسرا ہو گیا اور وہ تکرر کہہ کر سکا عرف اتنا بولا کہ اسے ابو جعفر آپ تو عرب و عجم میں بہترین تکرر انداز ہیں آپ نے یہ کیسے کچھ لیا کہ آپ بڑھے ہو گئے ہیں پھر ہشام کو اپنے کچے پر ندامت ہوئی۔

امام حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہشام نے اپنے دور حکومت میں میرے پسر بزرگوار سے پہلے امدان کے بعد کسی کو کفایت سے نہیں پکالا تھا چنانچہ وہ سر جھکائے فکری انگریزوں زمین کی طرف نظر میں جمائے ہوا میں ادیب سے پسر بزرگوار اس کے سامنے کھڑے رہے جب کھڑے کھڑے در پر ہو گئی تو میرے پسر بزرگوار کو اس کے اس طرز عمل پر مفسدہ آیا اور آپ کی یہ عادت تھی کہ جب منہ سے بات آتا تو منہ کی نظر سے آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے کہ دیکھنے والا آپ کے چہرے سے فقہ کا انداز لیتا تھا جناب ہشام نے پسر بزرگوار کی یہ کیفیت دیکھی تو کچھ لگا کہ اسے محمد آپ میرے پاس تخت کے قریب تشریف لائے چنانچہ حضرت تخت کے قریب ہوئے اور میں آپ کے پیچھے تھا جناب آپ ہشام کے قریب آ گئے تو وہ تعظیماً کھڑا ہو گیا اور آپ کو گلے لگایا اور اپنی داہنی طرف بٹھایا پھر مجھ سے لگا بھلا اور مجھے پسر بزرگوار کی دائیں جانب بٹھایا پھر میرے پسر بزرگوار کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اسے محمد قریش عرب و عجم پر آپ کی وجہ سے فخر کرتے ہیں گے جب تک آپ جیسی ہستی موجود ہے۔ یہ تو عربیوں کے لیے کہ آپ نے تکرر انداز کیا یہ فن کس سے سیکھا اور کتنی عزت میں؟ آپ نے جواب دیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ فن اہل یربند میں عام ہے اور میں بھی یمن میں اس سے شغل رکھتا تھا پھر میں نے اسے چھوڑ دیا اب جب کہ تم نے اس کی خواہش کی تو میں نے اسے پھر اختیار کیا جس پر ہشام کہنے لگا کہ میں نے ایسی تکرر انداز کبھی نہیں دیکھی اور میرا تو یہ خیال ہے کہ روئے زمین پر آپ کی طرح کا کوئی تکرر انداز نہ ہو گا کیا آپ کی طرح آپ کے نزدیک چیز میں تکرر انداز کی کہتے ہیں تو حضرت امام نے فرمایا کہ تم کلمات کے وارث ہیں جو خداوند تعالیٰ نے تمہارے لیے تمہارے اس لیے مبارک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائے جس میں ارشاد ہوا کہ **لَا تَكْفُرُ بِالْآيَاتِ كَتَبْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ مُبِينًا وَكُنْ مِنَ الْمَذْمُومِينَ** **لَا تَكْفُرُ بِالْآيَاتِ كَتَبْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ مُبِينًا** (سورہ مائدہ آیت ۳) رکھیں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام کو پختہ کیا اور زمین اس جس ہستی سے خالی نہیں رہتی جو ان امور کی تکمیل کرے جن سے ہمارے علاوہ ہر آدمی قادر رہتا ہے۔

حضرت فرماتے ہیں کہ جب ہشام نے میرے پسر بزرگوار کی باتیں سنیں تو اس کی کچھ

کا ڈول بدل دیا گیا اور شروع ہو گئی اور چہرہ تمنا گیا اور یہ اس کے بعد کی علامت تھی اس کے بعد وہ کچھ دیر تک خاموش بیٹھا رہا اور سر اٹھایا تو میرے پسر بزرگوار سے کہنے لگا کیا ہماری اور تمہاری نسبت ایک نہیں ہے کہ ہم سب عبد مناف کی اولاد ہیں تو حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ان سے تو ایسا ہی ہو سکتا خداوند عالم نے ہمیں اپنے نیکو راز اور اپنے خاص علم سے خصوصیت عطا فرمائی ہے جس سے ہمارے علاوہ کوئی دوسرا مخصوص نہیں ہوا۔ ہشام کہنے لگا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاندان عبد مناف میں سے تمام سرخ و سیاہ و سفید کی طرف محبوبت فرمایا ہے لہذا یہ حدیث تمہارے لیے کہاں سے مخصوص ہو گیا کہ جس میں تمہارے سوا کسی دوسرے کا حق نہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تمام دنیا کے لیے نبی بھیجے گئے ہیں خداوند عالم تو ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالَّذِينَ هِيَ آيَاتِ الشَّلْوَٰتِ وَالْأَرْوَاقِ (سورہ آل عمران آیت ۱۸۰) آسمان و زمین کی ولایت وادشاہت خدا ہی کے لیے ہے (تو پھر آپ اس علم کے وارث کہاں سے ٹھہر گئے؟ نہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ آپ نبی ہیں حضرت امام نے جواب دیا کہ خدا نے ہمیں اپنے خاص علم سے اس طرح مخصوص فرمایا ہے کہ اس نے اپنے نبی پر وہی بھیجی اور یوں ارشاد فرمایا کہ **لَا تَكْفُرُ بِالْآيَاتِ كَتَبْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ مُبِينًا** (سورہ القیامہ آیت ۱۶) اسے رسول (وہی کے جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دو) جس نے ہمارے فیر کے لیے وہی کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہیں دی تو اسے خدا نے حکم دیا کہ وہ ہمارے فیر کو چھوڑ کر سارے علم سے ہمیں مخصوص کریں اسی وجہ سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بھائی حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو تمام علوم دوسرے مخصوص فرمایا اور دوسرے اصحاب کو ان سے آگاہ نہ کیا چنانچہ قرآن مجید میں یہ ارشاد ہوا۔

وَلَقَدْ عَلَّمْنَا الْبَنِي إِسْرَائِيلَ مَا كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (سورہ المائدہ آیت ۱۷) اور ہم نے ایسے یاد رکھنے والے کان عطا کیے تاکہ وہ سن سکیں اور ہمیں اس لیے مبارک کے نازل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے خداوند عالم سے سوال کیا ہے کہ اے علی وہ تمہارے کاتب کو ایسا ہی بناوے اس لیے تو امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے کوہ میں ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے اور ہر باب سے میرے لیے ہزار ابواب کھل گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو اپنے خفیہ رازوں سے مخصوص فرمایا تھا جس کی بنا پر وہ خدا کی تمام مخلوق میں افضل قرار پاتے ہیں تو جس طرح خدا نے اپنے نبی کو خصوصیت بخشی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام کو اپنے رازوں سے مخصوص فرمایا اور کسی دوسرے کو اس کا اہل نہیں سمجھا یہاں تک کہ یہ مخفی علم ہماری طرف منتقل ہوئے اور ہمارے وارث قرار پائے۔

ہشام کہنے لگا کہ حضرت علیؑ (رضی اللہ عنہ) تو علم نبی کا بھی دعویٰ کرتے تھے حالانکہ خدا نے علم نبی میں کسی کو اپنا شریک نہیں کیا پھر انہوں نے یہ دعویٰ کیسے کر لیا۔ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پردہ بزرگوار نے جواب دیا کہ خدا نے اپنے نبی پر وہ کتاب نازل فرمائی ہے جس میں گزشتہ اوقات تک آنے والی ہر چیز کا علم موجود ہے جیسا کہ ارشاد ہوا **وَكُنْتُ اَعْلَمُ لِكُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَيْءٍ وَهَدَىٰ وَفِي حَمَةِ وَفِي شَرَايِ الْمَسْجِدِ** (سورہ النحل آیت ۸۹) اور تم نے تم پر کتاب نازل کی جس پر ہر چیز کا بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت درخت و خوش خبری ہے اور یہ بھی ارشاد ہوا کہ **وَكُنْتُ اَعْلَمُ لِكُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَيْءٍ وَفِي حَمَةِ وَفِي شَرَايِ الْمَسْجِدِ** (سورہ یسین آیت ۱۲) تم نے ہر چیز کو ایک مرتبہ در دشمن پتھر میں گھیر دیا ہے اور یوں بھی ارشاد فرمایا کہ **مَا فَازَ كُفْرًا فِي اَكْبَرِ شَيْءٍ مِّنْ شَيْءٍ** (سورہ الانعام آیت ۳۸) تم نے کتاب میں کوئی بات نردگناشت نہیں کی ہے اور خدا نے اپنے نبی کو وحی کی کہ جو جو نبی کے اسرار ان پر آشکار کر دیئے گئے ہیں وہ سب علیؑ (رضی اللہ عنہ) کو بتادیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ ان کے بعد قرآن کو جمع کریں اور ان کے مثل و تدفین و تکفین میں درایت کو انجام دیں جب کہ کوئی اور دوسرا موجود نہ ہو اور اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ تم پر اور میرے اہل پر حرام ہے کہ میرے بھائی علیؑ کو سلام کے علاوہ میرے ستر کو دیکھیں اس لیے کہ علیؑ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں جو میرے لیے ہے وہ علیؑ کے لیے ہے اور جو ان پر لازم ہے وہی مجھ پر لازم ہے وہ میرا قرین ادا کرنے والے ہیں اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں پھر اصحاب سے فرمایا کہ میرے بعد علیؑ مسانفتوں سے تاویل قرآن پر اسی طرح قتال کریں گے جس طرح میں نے تنزیل قرآن پر کافروں سے قتال کیا اور سوائے علیؑ بن ابی طالبؑ علیہ السلام کے کسی پاس مکمل تاویل قرآن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ علم فقہا کے عالم علیؑ بن ابی طالبؑ علیہ السلام ہیں یعنی وہ تمہارے قاضی ہیں۔

جناب عمر بن الخطابؓ فرمایا کرتے تھے اگر علیؑ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا یہ جناب عمرؓ کی محنت علیؑ کے علم پر گواہی تھی اور ان کے حیرے انکار تھا۔

یہ سب کچھ سنتے کے بعد ہشام نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر سر کو اٹھا کر بولا کہ آپ کی جماعت ہوبیان فرمائیے تو حضرت امام نے فرمایا کہ میرے پیچھے میرے اہل خاص یہاں آئے سے خوف زدہ ہیں لہذا دلیلی کی اجازت دی جائے تو ہشام کہنے لگا کہ خدا ان کی طرف آپ کی واپس سے ان کی پریشانی کو دور کرے آپ زیادہ دیر مدظہر ہیں اور آج ہی تشریف لے جائیں امام جعفر صادقؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پردہ بزرگوار نے اس سے معاف فرمایا اور دعا دی اور میں نے بھی پردہ بزرگوار کی طرح عمل کیا پھر حضرت کھڑے ہو گئے اور میں بھی ساتھ کھڑا ہوا جب ہم دروازے کی طرف آئے تو دیکھا کہ میدان میں لوگوں کا

پڑا تھا ہے پردہ بزرگوار نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں تو دربان نے کہا کہ یہ پادری اور صاحب ہیں اور یہ ان کا ایک بڑا عالم ہے جو سال میں ایک دن ان کے پاس آتا ہے یہ لوگ اس سے مسائل دریافت کرتے ہیں اور وہ انہیں جوابات دیتا ہے یہ سُن کر حضرت امام نے اپنے چہرہ کو وردا کے دامن سے چھپایا تاکہ کوئی شناخت نہ کرے اور میں نے بھی اسی طرح کیا چنانچہ وہاں جا کر آپ ان کی جماعت میں بیٹھ گئے اور میں آپ سے پیچھے بیٹھا اس کی اطلاع ہشام کو ہوئی تو اس نے اپنے کچھ غلاموں کو حکم دیا کہ وہاں جائیں اور دیکھیں کہ امام کیا کرتے ہیں وہاں مسلمانوں کی بھی ایک تعداد جمع ہو گئی اور وہ ہمارے چاروں طرف بیٹھ گئے اتنے میں وہ نصرانی عالم آیا جو اتنا بوڑھا تھا کہ اس نے بھنودوں کو لپک زرد لپکی پکڑے سے بانٹ رکھا تھا ہم درمیان میں بیٹھے جب وہ عالم آیا تو سارے پادری اور صاحب اس کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے اور صدر مجلس میں بیٹھا یا اور اس کے اصحاب اس کے چاروں طرف بیٹھے اور میرے پردہ بزرگوار اور میں ان لوگوں کے درمیان میں۔ اس عالم نے مجمع پر ایک نظر ڈالی اور میرے پردہ بزرگوار سے کہنے لگا کہ کیا آپ ہم میں سے ہیں یا امت مروجہ میں سے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ میں امت مروجہ میں سے ہوں جس پر وہ نصرانی عالم کہنے لگا کہ کیا آپ اس امت کے علماء میں سے ہیں یا ان کے جاہلوں میں سے؟ تو حضرت نے جواب دیا کہ میں ان جاہلوں میں سے نہیں ہوں، یہ جوابات سن کر وہ پریشان ہو گیا۔

پھر لولا کہ میں آپ سے کچھ سوال کروں گا تو حضرت نے فرمایا کہ جو پوچھنا ہے پوچھو وہ بولا کہ آپ لوگ یہ کیسے کہتے ہیں کہ اہل جنت کھائیں پھیں گے لیکن پیشاب پاخانہ نہ کریں گے۔ دنیا میں کوئی ایسی مثال بتائیے تو حضرت نے فرمایا کہ پھر شکم مادر میں کھا تا ہے لیکن پیشاب پاخانہ نہیں کرتا امام جعفر صادقؑ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ نصرانی عالم سخت پریشان ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس امت کے علماء میں سے نہیں ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں جاہلوں میں سے نہیں ہوں یہ گھٹا ہشام کے ساتھی سُن رہے تھے اب وہ عالم نصرانی کہنے لگا کہ میں آپ سے ایک اور سوال کرنا چاہتا ہوں حضرت نے فرمایا سوال کر اس نے کہا کہ آپ کا یہ کیسا دعویٰ ہے کہ جنت کے میرے ہمیشہ تر دروازہ ہی رہیں گے اور کبھی کم نہ ہوں گے اس کی کیا دلیل ہے تو فرمایا کہ سنی ترو تازہ دہتی ہے اور کبھی ختم نہیں ہوتی یہ سن کر وہ پھر سخت پریشان ہوا اور کہنے لگا کہ کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اس امت کے علماء میں سے نہیں ہوں تو امام نے فرمایا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ میں امت کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں نصرانی کہنے لگا کہ ایک سوال اور ہے تو امام نے فرمایا پوچھو تو بولا وہ کون سا وقت ہے جو دروازے میں شامل ہے اور زندہ میں تو حضرت نے فرمایا کہ وہ ساعت صبح طلوع آفتاب کے درمیان ہے جس میں بیمار سگون پاستے ہیں اور جنہیں نیند نہ آئی اور وہ بھی سو جاتے ہیں اور نیش میں

پڑھے ہوئے لوگوں کو افادہ ہوا ہے خدا نے اس وقت کو دنیا سے رغبت رکھنے والوں کے لیے رحمت بنا یا ہے اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والوں کے لیے یہ وقت ایک کھلی دلیل ہے اور مکرمل شکر و پر یہ وقت ایک محبت ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ نعرانی عالم بیچ بڑا اور بولا کا ایک مسک اور باقی ہے خدا کی قسم میں وہ سال کروں گا کہ آپ کبھی اس کا جواب نہ دے سکیں گے امام نے فرمایا وہ بھی پوچھ لو اور میں سمجھتا ہوں کہ تم اپنی قسم میں جھوٹے ثابت ہو گے تو نعرانی کہنے لگا کہ ان دو ساتھ پیلا ہونے والے آدمیوں کے بارے میں بتائیے جو ایک ہی دن پیدا ہوئے اور ایک ہی دن سے اس دنیا میں ایک کی عمر پچاس سال ہوئی اور دوسرے کی ایک سو پچاس سال۔ فرمایا کہ یہ دو شخص کون تھے تو حضرت نے جواب دیا کہ وہ دونوں عزیر اور عزیرہ تھے دونوں ایک ہی دن پیدا ہوئے جب یہ دونوں پچیس سال کی عمر کو پہنچے تو عزیر بنی اپنے گھمے پر سوار ہو کر انطاکیہ کے ایک گاؤں میں سے گزرے وہ بستی ایسی اجڑی پڑی تھی کہ اپنی چھتوں پر ڈھکے کر گڑھی تھی تو عزیر بنی نے کہا کہ خدا اس بستی کو اس کی تباہی کے بعد کس طرح زندہ کرے گا جسے قرآن مجید میں یوں فرمایا گیا ہے۔ **اِنْ خِشَّ يَخْفِي هَلْ يَخْفَا لَ اللّٰهِ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْنِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ اٰیة ۲۵۹** حالانکہ وہ خدا کے منتخب بندے تھے اور خدا نے انہیں ہدایت بھی کر دی تھی جب انہوں نے ایسی بات کہی تو خدا ان پر غضبناک ہوا اور ایک سو سال تک انہیں مردہ رکھا جو ان کے اس کہنے پر خدا کی ناراضگی کی وجہ سے تھا اور پھر انہیں زندہ کر دیا اور وہ گھمے پر زندہ ہوا جو ان کے ساتھ چکا تھا ان کا کھانا وغیرہ بھی جو ان کا توں تھا جب جناب عزیر گھر کی طرف لوٹے تو ان کے بھائی عزیرہ نے انہیں نہ پہچانا اور مہمانی کی درخواست کی چنانچہ یہ ان کے مہمان رہے عزیرہ کے بیٹے پوتے ان کے پاس آئے جو بوڑھے ہو چکے تھے اور عزیر پچیس سال کے جوان تھے۔ چنانچہ عزیر اپنے بھائی اور بیٹے کو یاد دلاتے رہے جو بوڑھے ہو چکے تھے ان لوگوں نے کہا کہ یہ باتیں نہیں کیسے معلوم ہیں جب کہ برسوں کی طویل مدت گزر چکی ہے عزیرہ جو ایک سو پچیس سال کے بوڑھے تھے کہنے لگے کہ میں نے آج تک پچیس سال کے کسی جوان کو نہیں دیکھا جو ان واقعات کو تم سے زیادہ جانتا ہو جو میرے اور میرے بھائی عزیرہ کے درمیان ہوئے یہ بتاؤ کہ تم اہل آسمان سے ہو یا زمین کے رہنے والوں میں سے؟ تو عزیر کہنے لگے کہ اسے عزیرہ میں عزیر ہوں خدا مجھ سے میرے اس قول پر ناراض ہوا جو میں نے کہا تھا جب کہ اس نے مجھے اپنا نبی منتخب کیا اور مجھے ہدایت بھی دی نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے سو سال تک مجھے مردہ رکھا پھر دوبارہ زندگی عطا کی تاکہ اس کا یقین پڑھے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے یہ تو دیکھو یہ میرا گدھا ہے اور یہ میرے کھانے پینے کے مالان ہے جو جاتے وقت میں اپنے ساتھ لے گیا تھا خدا نے اسے بھی ویسے کا دیسا ہی لوٹا دیا چنانچہ

انہیں ان باتوں سے یقین آ گیا اور عزیر نے ان میں پچیس سال زندگی گزار لی پھر ایک ہی دن میں انہوں نے اور ان کے بھائی عزیرہ نے دنیا سے کوچ کیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ سن کر وہ عالم اور تمام نعرانی کھڑے ہو گئے اور وہ عالم ان سے کہنے لگا کہ تم ایسے شخص کو میرے پاس لے آئے جو مجھ سے بہت زیادہ عالم ہے اور تم نے اسے اپنے ساتھ لے آیا اس نے تو میری توہین اور بے عزتی کر دی اور میں جانتا ہوں کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ہمارے علوم کا اعلا کر لیا ہے اور ان کے پاس وہ سب کچھ ہے جو ہمارے پاس نہیں ہے خدا کی قسم میں اب کچھ نہ بولوں گا اور ایک سال بھی زندہ رہا تو گوشت میں بیٹھا رہوں گا آخر کار سب لوگ منتظر ہو گئے لیکن میرے چہرہ بزرگوار اپنی جگہ پر تشریف فرما رہے اور میں بھی بیٹھا رہا اور یہ خبر ہشام تک پہنچ گئی۔

جب سب لوگ چلے گئے تو چہرہ بزرگوار کھڑے ہوئے اور اس مقام کی طرف چلے جہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اتنے میں ہشام کا قاصد علیہ کے ساتھ آیا اور کہنے لگا کہ اسی وقت مدینہ کی جانب چلے جائیں اور یہاں نہ رکھیں اس لیے کہ لوگوں میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور اس بارے میں چہرہ بزرگوار نے فرمایا ہے جو میرے چہرہ بزرگوار اور نعرانی عالم کے درمیان گفتگو ہوئی تھی۔ چنانچہ ہم سواروں سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور ہماری دعا تھی سے پہلے ہشام نے قاصد کے ذریعے حاکم مدینہ کو لکھ بھیجا کہ ابو تراب یہ دونوں فرزند محمد بن علی اور جعفر بن محمد (معاذ اللہ) چاہو اور جھوٹے ہیں بلکہ ہشام نے سخت خود ہی ملعون تھا اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں یہ میرے پاس آئے تھے جب میں نے انہیں مدینہ جانے کا حکم دیا تو یہ نعرانی کا حردوں کے پادریوں اور لیبیوں کی جانب مائل ہو گئے اور انہوں نے ظاہر میں اپنے دین کو دکھایا اور یہ دونوں اسلام سے کفر میں دین نصاریٰ کی طرف چلے گئے اور صیانت میں ان کے قریب آگئے میں اپنے پیسہ نہیں کرتا کہ انہیں مرادوں لہذا تم میرا یہ خط پڑھتے ہی لوگوں میں منادی کر دو کہ میں ان لوگوں سے بری ہوں ہوں جو ان دونوں سے لین دین کریں یا مصافحہ کریں یا انہیں سلام کریں یا اس لیے کہ یہ دونوں اسلام سے پھر گئے ہیں مناسب یہ ہے کہ انہیں اور ان کی سواری کے مالوں اور ان کے غلاموں اور ان سب کو جو ان کے ساتھ ہوں قتل کر دیا جائے۔

جب ہم شہر مدینہ کے قریب پہنچے تو میرے چہرہ بزرگوار نے غلاموں کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ ہمارے لیے جاتے قیام کی تلاش کریں اور ہمارے مالوں کے لیے چارے کا انتظام کریں اور ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کریں جب ہمارے غلام شہر کے دروازے کے قریب آئے تو لوگوں نے دروازہ بند کر دیا اور ہمارے لیے برسے الفاٹھ کہنے لگے اور حضرت ام المومنین علی علیہ السلام کی شان میں گستاخانہ کیں اور لے کر ہمارے لیے ہمارے یہاں رہائش کی کوئی جگہ نہیں اور نہ تم سے ہماری کوئی خرید و فروخت ہوگی اسے کا فریاد ہو کر

اور اسے مرتد لوگو اور جھوٹ بولنے والو احد اسے بدترین خلق و معاذ اللہ کان کھول کر مٹی ہو۔ ہمارے علم وہیں
رکے رہے یہاں تک کہ ہم بھی پہنچ گئے تو میرے پدربزرگوار نے ان لوگوں سے نرم انداز میں بات کی اور فرمایا
کہ خدا سے ڈرو اور تند خوئی اختیار نہ کرو ہم دیبے نہیں جیسی کہ تمہیں اطلاعات ملی ہیں اور تم ہمیں جیسا
سمجھتے ہو ہم وہ نہیں لہذا ہماری بات سنو جو تم پہی فرمیں کہ لو جو تم کہتے ہو لیکن ہمارے لیے دروازہ تو
کھول دو ہم سے مزید و فرزندت کہہ دیا کہ تم یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں سے لین دین کرتے ہو تو وہ لوگ
کہنے لگے کہ تم ان سے بھی بدتر ہو اس لیے کہ وہ لوگ جزیہ تو دیتے ہیں اور تم تو یہ بھی نہیں دیتے۔ امام جعفر
صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے پدربزرگوار نے ان سے فرمایا کہ دروازہ تو کھولو ہم سے جزیہ
لے لینا جیسے کہ تم یہود و نصاریٰ سے لیتے ہو وہ کہنے لگے کہ ہم دروازہ نہ کھولیں گے اور تمہاری کوئی
عزت و توقیر نہیں یہاں تک کہ تم اپنی سواروں پر بیٹھے ہوئے بھوکے اور پیاسے مر جاؤ یا جہانم جہانم
پہنچے ہیں سب کے سب ہلاک ہو جائیں پدربزرگوار کے اس دلفظ و نصیحت سے ان میں تافرنی اور
مزید سرکشی آگئی پدربزرگوار نے ان سے اترے اور مجھ سے فرمایا اسے جو تم میں رہو پھر آپ پہاڑ پر چڑھے
جو شہر سے نظر آتا تھا اور مدین دالے دیکھ رہے تھے کہ اب آپ کیا کرتے ہیں جب حضرت پہاڑ کی
بلندی پر پہنچ گئے تو شہر کی طرف اپنا رخ کیا پھر کانٹوں میں انگلیاں دے کر بلند آواز میں ان آیتوں
کی تلاوت فرمائی **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تُعْبَدُونَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ**
اِنَّ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ (سورہ ہود آیت نمبر ۸۷ تا ۸۹) اور ہم نے مدین والوں کے پاس ان کے بھائی
شعیب کو بھیج کر بھیجا۔ تا اگر تم چہے ہو تو خدا کا بتیہ تمہارے واسطے کہیں اچھا ہے۔ خدا کی
قسم ہم خدا کی زمین پر اس کے بقیہ میں چنا پڑ خداوند عالم نے کالی اور تاریک آدمی کو حکم دیا اور وہ چل
پڑی اور میرے پدربزرگوار کی آواز کو مردوں اور بچوں کے کانوں تک پہنچا دیا۔ کوئی مروت
اور سچہ ایسا نہ سما تھا جو اپنی اپنی چھت پر نہ چڑھ گیا ہو اور میرے پدربزرگوار ان پر نظر ڈال رہے تھے تو
مدین والوں میں سے ایک بہت بوڑھا شخص نکلا جس نے پہاڑ پر پدربزرگوار کی جانب نظر کی اور بلند
آواز میں پکارا کہ اے مدین والو خدا سے ڈرو میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ بزرگ اس جگہ پر کھڑے ہیں
جہاں حضرت شعیب اپنی قوم کو بیدار کرنے کے لیے کھڑے ہوئے تھے اگر تم نے ان کیلئے شہر کا دروازہ
نہ کھولا اور عزت کے ساتھ تم نے انہیں نہیں اپنے نہ آتا تو یاد رکھو کہ خدا کا غضب نازل ہوگا۔ مجھے تمہارے
باسے میں ڈر لاتی ہے یہ سمجھ لو کہ جو کسی کو قبل از وقت غمخو سے ڈراتا ہے وہ الزام سے بری ہو جاتا
ہے میں نے تمہیں خبردار کر دیا۔ آخر کار لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور مدین
ہمان داری کی اور ہشام کو ساری صورت حال سے مطلع کر دیا گیا چنانچہ دوسرے دن ہم نے دہان سے
گھس گیا ہماری روانگی کے بعد ہشام کا حکم مدین کو سحریری حکم ملا کہ اس بوڑھے کو قتل کر دیا جائے اور حاکم

مدینہ کو یہ لکھا کہ کسی طریقے سے کھالے پینے کی چیزیں نہ لیا کر میرے پدربزرگوار کو شہید کر دیا جائے ہشام
کو موت آگئی اور میرے پدربزرگوار کے لیے بے اس کام پر مستعد ہونے کا موقع نہ مل سکا
یہ مذکورہ واقعہ دلائل الامامہ میں بعینہ مرقوم الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔ نیز تفسیر علی بن
ابراہیم میں قدسے تہذیبی و اختصار کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

عمر بن عبداللہ ثقفی راوی ہیں کہ ہشام بن عبدالملک نے امام ابو جعفر محمد بن علی بن
العابدین علیہ السلام کو مدینہ سے شام کی طرف نکالا تو حضرت اس کے دربار میں تشریف لائے
اس وقت وہ لوگوں کے ساتھ شریک مجلس تھا اور لوگ اس سے کچھ سمالات کر رہے تھے کہ حضرت امام
کی نظر نعرانوں پر پڑی جو ایک پہاڑ کی طرف جارہے تھے حضرت نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے کیا آج ان
کی کسی عید کا دن ہے تو لوگوں نے کہا کہ نذند رسول ایسا نہیں ہے بلکہ یہ لوگ ہر سال اپنے عالم
کے پاس ناسی دن آیا کرتے ہیں اور اس کے پاس جا کر سال بھر میں ہونے والے اپنے اپنے مسائل
دریافت کرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کیا یہ صاحب علم شخص ہے تو جواب دیا یہ تو بہت بڑا عالم ہے
اس نے تو ان لوگوں کا نانہ دیکھا ہے جو حضرت عیسیٰ کے اصحاب میں خواری تھے اس پر امام نے فرمایا
آؤ ذرا اس کے پاس چلیں لوگوں نے عرض کیا نذند رسول آپ جیسے جا نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام
نے اپنے سر پر کپڑے سے ڈھانکا۔ آپ اور آپ کے اصحاب دہان سے نکلے اور لوگوں کے ساتھ پہاڑ
پر پہنچے۔ حضرت امام محمد اقر علیہ السلام اور آپ کے اصحاب نعرانوں کے درمیان تشریف فرما ہوئے
ان لوگوں نے نعرش بچھایا اور کچھ لگانے پھر وہ لوگ اندر گئے اور اس راہب کو پاسے باہر لائے جو کہ وہ
بوڑھا ہو چکا تھا اس کی بھنوں باندھ دی تھیں اس راہب نے اپنی آنکھیں ادھر ادھر پھرائیں گویا وہ سانپ
کی آنکھیں لگ رہی تھیں پھر وہ جناب امام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ کیا آپ ہم میں سے ہیں یا امت مروجہ
میں سے؟ تو امام نے جواب دیا کہ میں امت مروجہ میں سے ہوں پھر پوچھا کہ اس کے کنار میں سے ہیں یا باہر
میں سے تو فرمایا کہ جاہلوں میں سے نہیں ہوں جس پر وہ عالم نعران کہنے لگا کہ میں آپ سے سوال کروں یا آپ
مجھ سے سوال کریں گے حضرت نے جواب دیا کہ پہلے تم ہی سوال کرو تو راہب نعرانوں سے مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ امت محمدی کے یہ شخص مجھ سے فرماتے ہیں کہ میں ان سے سوال کروں یہ تو مسائل کا علم رکھنے والے
معلوم ہوتے ہیں اس نے سوال شروع کیا کہ اسے بندہ مذاہجہ وہ گھڑی بتائیے جو نہ دن میں شامل ہے
نہ رات میں۔ حضرت نے فرمایا کہ طلوع صبح اور طلوع آفتاب کی درمیانی ساعت ہے پھر بولا کہ اگر وہ گھڑی
نہ رات کی ساعتوں میں ہو اور نہ دن کی تو بتائیے پھر کہیں ساعتوں میں سے ہوگی تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جنت
کی ساعتوں میں سے ہوگی کہ جس کی لطافت سے ہمارے مریض شفا پاتے ہیں۔

نعران نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا پھر کہنے لگا کہ میں آپ سے سوال کروں یا اب آپ

مجھ سے سوال کریں گے حضرت نے وہی جواب دیا کہ تم مجھ سے سوال کرو تو نہ فرمائی کہنے لگا یہ تو مسائل کے علم سے پڑ ہیں۔ اچھا یہ بتائیے کہ اہل جنت کھا نہیں پیتیں گے لیکن بول دہرا نہ ہوگا اس کی دنیا میں کون سی مثال ہے تو امام نے جواب دیا کہ ماں کے شکم میں بچہ اپنی ماں کی غذا کھا لے مگر پانا نہ نہیں کرتا نہ فرمائی نے کہا آپ نے صبح فرمایا کیا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں عالموں میں سے نہیں ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں اس امت کے جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

فرمائی نے حضرت امام سے پھر کہا کہ میں سوال کروں یا آپ سوال کریں گے حضرت نے پھر وہی جواب دیا کہ تم سوال کرو تو گروہ نصاریٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اب ان سے وہ بات پوچھوں گا کہ یہ اس میں ایسے پھینسیں گے جیسے گدھا کچر میں الجھ کر رہ جائے حضرت نے فرمایا تم سوال تو کرو تو نہ فرمائی کہنے لگا ایک عورت نے دو لڑکے ایک ساتھ جنے ایک وقت میں وہ پیدا ہوئے اور ایک ہی وقت میں وہ دو دفن سے اور ایک ہی دنت وہ دفن ہوئے ان میں ایک کی عمر ایک سو پچاس سال کی ہوئی اور دوسرے کی صرف پچاس سال۔ بتائیے وہ کون تھے تو حضرت نے فرمایا وہ دو بھائی عزیز اور عزیز ہوتے تھے جن کی وہی صورت ہوئی جو تم نے بیان کی عزیز سے عزیز کے ساتھ تیس سال زندگی گزارا پھر عثمان نے انہیں سو سال تک مردہ دکھا اور عزیز وہ زندہ رہے پھر خدا نے عزیز کو دوبارہ زندگی عطا کی تو انہوں نے عزیز کے ساتھ زندگی کے بیس سال گزارے یہ سن کر وہ راہب انفرانوں سے مخاطب ہوا کہ میں نے ان سے زیادہ کسی عالم کو نہیں دیکھا جب تک یہ بزرگ شام میں موجود ہیں مجھ سے کسی طرح کا کوئی سوال نہ کرنا مجھ غار میں واپس لے چلو چنانچہ لوگ اسے غار میں لے گئے اور تمام نہ فرمائی حضرت امام کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ (تفسیر علی بن ابراہیم ص ۵۵)

منہج
مولف علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے اجتماعات کا تذکرہ متعدد کتابوں میں مذکور ہے۔ فرائض کے باب اجتماعات میں بیان کیا گیا ہے کہ نہ فرمائی اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضرت امام کے ہاتھوں پر اسلام لے آیا تھا۔

حضرت امام کا سفر شام

قصص الانبیاء میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ابو بصیر رح کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ ہشام بن عبد اللہ نے میرے پیڑھے بزرگوار کے پاس حکم بھیجا اور انہیں شام کی جانب طلب کیا جب حضرت امام وہاں پہنچے تو ہشام کہنے لگا کہ اے ابو جعفر میں نے یہاں آپ کو اس لیے بلا یا ہے کہ آپ سے ایک ایسا مسئلہ دریافت کروں کہ میرے علاوہ کسی دوسرے کے لیے مناسب نہیں کہ اس کے بارے میں آپ سے سوال کرے اور یہ بھی ٹھیک نہیں کہ ایک شخص کے علاوہ کسی دوسرے کو اس مسئلہ کی اطلاع ہو جس پر پیر بزرگوار نے فرمایا کہ تم جو پوچھو سوال کرو اگر مجھے اس کا علم ہو تو جواب دوں گا اور

اگر علم نہ ہو تو کہہ دوں گا مجھے معلوم نہیں ہے جانی اور صامت گئی میرے نزدیک ابراہیم جزیہ۔ ہشام کہنے لگا کہ مجھے اس بات کے بارے میں بتائیے جس میں حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کی شہادت واقع ہوئی اور شہروں سے دودھ لوگوں کو نہ بھجائی جس میں حضرت قتل کیے گئے اور وہ کیا علاقوں میں تھیں جن سے لوگوں نے یہ سمجھ لیا، اہد بھی فرمائیے کہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے قتل میں دوسروں کے لیے کوئی سبق تھا؟

حضرت نے فرمایا کہ جس شب میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام قتل کیے گئے زمین پر کوئی پتھر ایسا نہ تھا جسے اٹھایا جائے مگر اس کے نیچے خون تازہ جوش مار رہا تھا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو گئی اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں حضرت موسیٰ کے بھائی جناب ہارون نے دنیا سے رحلت فرمائی اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں جناب یوشع بن نون قتل کئے گئے اسی طرح وہ رات تھی جس میں حضرت عیسیٰ کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور وہ رات بھی ایسی ہی تھی جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے کہ زمین کے ہر پتھر سے خون تازہ جوش نہ ن تھا۔

یہ سن کر ہشام کا چہرہ خاکسری ہو گیا اور رنگ بدل گیا اس نے ارادہ کیا کہ شدت غضب میں آپ پر ٹوٹ پڑے تو حضرت نے فرمایا اے بادشاہ لوگوں پر ان کے امام کی اطاعت لازم ہے اور امام کے لیے مزدوری ہے کہ وہ بچائی کے ساتھ نصیحت کرے اور جس مسئلہ کے لیے ایر نے مجھ یہاں بلا یا تھا میں نے اپنے علم سے اس کا جواب دے دیا جو اطاعت کی حد تک مزدوری تھا لہذا میرا کوئی علم سے کام لینا چاہیے جس پر ہشام نے کہا کہ آپ خدا سے عہد کیجیے کہ آپ اس بات کا تذکرہ بھی کسی سے نہ کریں گے تو حضرت نے اس سے دودھ فرمایا پھر ہشام کہنے لگا کہ آپ جب چاہیں اپنے گھر والوں کے پاس واپس جا سکتے ہیں تو پیر بزرگوار نے شام سے حجاز کی طرف جانے کا نزم کیا اسی دوران میں ہشام نے اپنے دشمن اور مدینہ کے درمیان واقع شہروں کے تمام حکام کو حکم نامہ بھیج دیا کہ اپنے اپنے شہر میں میرے پیر بزرگوار کو داخلہ کی اجازت دے دیں اور نہ بازاروں میں انہیں خرید و فروخت کا کوئی موقع دیا جائے اور نہ انہیں اہل شام سے ملنے لانے کی اجازت دی جائے یہاں تک کہ وہ حجاز کی طرف روانہ ہوں جب جناب امام اپنے قریبی لوگوں کے ساتھ شہر مدین پہنچے تو بعض ساتھیوں نے عرض کیا کہ سامان سفر ختم ہو چکا ہے اور بازار سے کچھ خریدنے کی حاجت ہے اور ہم یہ شہر کا دوازدہ بند کر دیا کیسے حضرت نے سنا اور فرمایا اچھا تم دشمنوں کے لیے بانی تو لاؤ چنانچہ بانی لایا گیا آپ نے وضو کیا اور ایک غلام کا سہارا لے کر بہاؤ پر تشریف لے گئے جب گھاٹی میں پہنچے تو رد قبیلہ ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر کھڑے ہوئے اور شہر کی طرف رخ کر کے با آواز بلند یہ آیات مبارکہ تلاوت فرمائی: **وَاللّٰهُ شَهِيدٌ بِالَّذِيْنَ**
يَقُوْمُ رَاجِعًا اِلَيْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ وَلَا تَقْسُوا الْكَيْدَ وَاللّٰهُ

اِنَّكُمْ بِخَيْرٍ وَاِنَّ رَحْمَتَنَا عَلَيْكُمْ عَزِيزَةٌ لِّمَنْ يَعْلَمُ
 اَوْفُوا الْبَيْتَ وَالْبَيْتَ اَنْ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْغَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَ
 هُمْ وَلَا تَعْتَوْنِ الْاَرْضَ مُفْسِدِينَ . بَقِيَّتُ الدِّينِ خَيْرٌ لِّكُمْ
 اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۸۷﴾ سورہ ہود آیات ۸۴-۸۵-۸۶ م نے مین والوں کے پاس ان کے
 بھائی شعیب کو پیغمبر بنا کر بھیجا انہوں نے کہا کہ اسے میری قوم خدا کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود
 نہیں اور ناپ تول میں کی نہ کیا کرو میں تمہیں آسودگی میں دیکھ رہا ہوں اور میں تو تم پر اس دن کے عذاب
 سے ڈرتا ہوں جو سب کو گھیرے گا اور اسے میری قوم پرانا اور ترانہ و انصاف کے ساتھ پورے پورے
 رکھا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں کم نہ دیا کرو اور روتے زمین پر فساد نہ پھیلاتے پھر و اگر تم سچے مومن
 ہو تو خدا کا بقیہ تمہارے واسطے کہیں اچھا ہے۔

اس کے بعد حضرت امام نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور دوبار بلند آواز سے فرمایا کہ
 خدا کی قسم اس کا بقیہ میں ہی ہوں۔ مین والوں میں ایک بہت بوڑھا شخص تھا جو تجربوں کے لحاظ سے بڑا مہتر
 کتب آسمانی کا پڑھنے والا تھا جسے مین والے نیک سمجھتے تھے جب اس کے کانوں میں حضرت امام کی یہ آواز
 پہنچی تو اس نے اہل مین سے کہا کچھ باہر لے جاؤ۔ چنانچہ وہ اٹھے اور درمیان شہر آئے لوگوں کا اجتماع ہو
 گیا تو ان سے اس بوڑھے نے کہا کہ یہ آواز کیسی تھی جو پہاڑ سے بلند ہوئی لوگوں نے جواب دیا کہ یہ ایک ایسے
 شخص کی آواز ہے جو ہزار میں آنا چاہتے ہیں لیکن حاکم شہر نے انہیں اس سے منع کر دیا ہے کہ وہ ان کی طرف رخ
 کریں اور یہاں سے کچھ خرید سکیں یہ سن کر اس بوڑھے نے کہا کہ کیا میرا کہنا مانو گے سب نے کہا ضرور مانیں
 گے تو بلا کہ حضرت صالح کی قوم میں سے مرت ایک شخص نے ان کی آواز کی کو نہیں کاٹ دی تھیں اور چونکہ
 اس کے اس فعل پر سب راضی ہو گئے تھے لہذا سب کے سب عذاب کی زد میں نہ گئے اور یہ بزرگ پہاڑ پر
 اسی جگہ کھڑے ہیں جہاں حضرت شعیب کھڑے ہوئے تھے انہوں نے اسی طرح آواز دی ہے جس طرح حضرت
 شعیب نے خدا کی تھی تم لوگ حاکم کو چھوڑو اور میرے کہنے پر عمل کرو اور انہیں بازو کی طرف لے جاؤ اور
 وہاں سے ان کی ضروریات کو پورا ڈر نہ خدا کی قسم تم ہلاکت سے محفوظ نہ رہ سکو گے امام جعفر صادق علیہ السلام
 فرماتے ہیں کہ انہوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور میرے پرد بزرگوار کو بازو کی طرف لائے اور ضروریات کو
 پورا کیا اور اپنے شہر میں لے آئے۔ مین والوں نے جو کچھ کیا تھا اور اس بوڑھے شخص کے ملل کی ساری
 اطلاع حاکم نے ہشام کو دے دی جس پر ہشام نے حاکم مین کو لکھ بھیجا کہ اس بوڑھے شخص کو گرفتار کر کے
 فوراً میرے پاس بھیجو لیکن یہ بزرگ راستہ ہی میں رحلت کر گئے۔ (رضی اللہ عنہ)

امیر المؤمنین کے مسلمانہ احسانات اور کفار و منافقین کی عذاریاں

مناقب ابن شہر آشوب میں راویوں کے ایک طویل سلسلہ سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
 کی فریاد امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ جب میرے پرد بزرگوار کو دمشق میں لایا گیا تو آپ
 نے لوگوں کو کچھ ہونے سنا کہ یہ ہیں ابو تراب کے فرزند۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب لوگوں
 نے یہ کہا تو آپ نے دیوار قبہ کا سہارا لے کر خدا کی حمد ثنا بیان فرمائی اور حضرت پر صلوات بھیجی اس کے بعد
 سب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسے عداوت والو اور اسے نفاق کی اولاد اور اسے آگ میں ڈالے جانے
 والو ذلیل لوگو اور اسے جہنم کا اندر بننے والے لوگو اس ذات کے بارے میں بدگونی کو ترک کرو جو چودھویں
 رات کا چمکتا ہوا چاند گہرا سمندر شہاب ثاقب اور موزوں کا ستارہ اور مراط مستقیم ہے اس سے پہلے کہ تمہارے
 پیرے سیاہ ہوں اور تباری شقاوت اور دشمنی تمہیں اٹھے پاؤں کو کفر کی طرف پٹا دے اور تم اس طرح ملعون
 ٹھہرو جیسے اصحاب سبت (مہتر دلوں) پر لعنت کی گئی اور خدا کا نیکمہ اہل ہے۔

اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی کا
 خاق اڑا ستم ہوا اور یسوع الیدین میں عیب ٹھکانے ہوا اب اس کے بعد کون ہی راہ اختیار کر دے اور کون ہی تکلیف
 کو دور کر سکو؟ خدا کی قسم وہ فضائل کی طرف سبقت کھنے میں فوقیت لے گئے ہیں اور سب پر اپنے غالب آنے
 میں کامیاب ہوئے اور بڑی عظمت کی انتہا پر پہنچ گئے اور آپ کے کمالات کی وجہ سے ان لوگوں کے جھوٹ
 ٹھل گئے اور ان کی آنکھیں کھل کر کھلی رہ گئیں اور آپ کے آگے لوگوں کی گردنیں جھک گئیں ان لوگوں کو وہ فضائل
 کہاں حاصل ہو سکتے ہیں اس لیے کہ وہ تو آپ سے دور مقام پر ہیں پھر حضرت امام نے یہ اشعار پڑھے جو اشعار
 انہوں نے ان مقدس حضرات پر الزامات لگا کر ان کے مدراج کو گھٹایا تھا راستہ ناس جہانہوں نے ان امور
 میں رخنے ڈالے جنہیں ان حضرات نے بند کیا تھا اور دین کو ان لوگوں کی برائیوں سے پاک کیا تھا اب وہ نغہ اور
 شگاف کیسے بھریں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی حضرت علی مرتضیٰ کی وفات سے پیدا ہوئے ان
 حضرات میں ایک دوسرے کا دل و ذہن ہے اور جس حیثیت میں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب نور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے خون رشتہ سے بھان ہوئے ہیں اور ثابت قدمی میں ان کی مثل قرار پاتے ہیں یا دیکھو یہ تو وہ
 حضرات ہیں کہ ان کی دھبی ہوئی بنیادیں بہتوں میں جو دمہ کرتے اسے پورا کرتے ہیں اور جب کوئی مہر و پیمان کرتے
 تو اس پر سختی سے کار بند ہوتے ہیں۔

امیر المؤمنین قزاقت کے ذوالقرنین ہیں جب کہ دوسرے لوگ میدان جہاد میں فتح کے بعد قرنین
 کے ہاتھوں میں ملل غنیمت کے اختیارات کو دیکھتے تھے انہوں نے تو دونوں قبیلوں کی طرف نماز پڑھی اور لوگوں نے
 اس سے اعتراف کیا تھا ان کا ایمان یقینی بنا ہوا اور دوسروں نے کفر اختیار کر لیا یہ تو خداوندت کے ذوالقرنین ہیں اور

جنت کے دروازے انہی کے لیے کھلیں گے اور یہی ہیں کہ مشرکوں کے عہد توڑنے کے وقت آگے بڑھے اور
 دوسرے لوگ ذلیل ہوتے یہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ہی ہیں جو شبِ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کی جگہ لہجہ پر سونے اور عائشہ کی جیب کہ کفار و مشرکین تھلا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس
 طرح نچ کر نکل گئے حجۃ الوداع میں پیغمبر اسلام نے حضرت امیر المؤمنین ہی کو رازوں کا امین بنایا تھا اور خلافت
 الہیہ آپ ہی کے پر ہوئی تھی۔
 (المنائب جلد ۲ ص ۳۳۳)

آٹھواں باب

مدارج قاطمۃ الزہراء

قریب لاسناد میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عمر بن عبدالعزیز کو اقتدار
 حاصل ہوا تو انہوں نے ہمیں تجھے تمنا ملت دینے ایک دن ان کے بھائی ہنسے اور کہنے لگے کہ بنی امیہ تم سے اس بات
 کو پسند نہیں کرتے کہ تم انہیں مجبور کر اولاد حضرت فاطمہ زہرا پر ہرآن ہوتے ہر تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو انہیں اس
 لیے فضیلت دیتا ہوں اور دیتا ہوں گا کہ میں نے ان کے دشمنوں کے بارے میں اتنا سن رکھا ہے کہ اب مجھے اس
 کی پردہ نہیں کہ کچھ سنوں یا نہ سنوں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ زہرا میری ہی ایک شلخ
 ہے اور میرے دل کو پسند ہے جس نے اسے خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے اسے ناراض کیا اس
 نے مجھے رنج پہنچایا۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کا خواہاں ہوں میں انہیں
 ناخوش نہیں کر سکتا اس لیے کہ حضرت فاطمہ زہرا (صلوات اللہ علیہا) کی ناراضگی رسول کی ناراضگی ہے اور ان کی
 خوشی رسول کی خوشی ہے۔
 (قریب لاسناد ص ۱۱۱)

ولید کے دربار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل کی گونج

کتاب الحدید میں خلیل ابن احمد الروضی سے مروی ہے کہ ایک دن میں ولید بن یزید بن عبدالملک
 بن مروان کے دربار میں آیا تو دیکھا کہ ولید حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شانِ گستاخانہ کر رہا ہے اور ولید
 جلدی آپ کے لیے ہے ہودہ اور ناشائستہ الفاظ تک رہا ہے اتنے میں عرب کا ایک بردگ آیا جو از خوشی
 پر سوار تھا اور تیز دوڑنے کی وجہ سے اس کے دونوں کانوں سے خون بہہ رہا تھا

ملعون نے اس شخص کو دیکھا تو کہنے لگا اسے آنے دو میں بھتا ہوں کہ اس کے آنے کا مقصد کیا ہے اس امرابی نے اپنی ادھنی کو اس کی ہمارے ہاتھ دیا اندھ سنے کی اجازت چاہی اس نے آتے ہی ولید کے ہارے میں ایک قیدہ پڑھا کہ سننے والوں نے اس جیسا عدو قیدہ بھی نہ سنا تھا یہاں تک کہ اس نے قیدہ کے آخر میں کہا ترجمہ کہ جب میں نے نمانہ کو دیکھا کہ اس نے کو تازی برقی اور میرے حالات کو پے در پے مذکور کر دیا اور نگہ بست ہو گیا تو اسے بادشاہ مجھے تیرے پاس ہانپاڑا تاکہ میں اپنے انجام کو بہتر بنا سکوں اور اپنے خیال کی تنگی و محتاجی کو دور کر سکوں یہ قیدہ اس کی شان میں ہے جسے سب کا خیال ہے اور جو بلند یوں پر پہنچا ہوا ہے چنانچہ یہ سب کچھ میں نے ولید کی شان میں کہا ہے جو ادا دے کا پختہ ہے خدا تعالیٰ اسے انقلابات زمانہ سے محفوظ رکھے یہ تو وہ بڑے جو شکر کے محکومے اٹھا دیتا ہے اور شجاعت و دلیری میں بہت مضبوط ہے میدان جنگ کی بہتر پیشتر ہے اور ہمارے رب کا غلبہ ہے ہمارا مقصد ہے موردی شرافت و بزرگی کا مالک اور صاحب کمال ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ اس کی تعریف سے اتنا خوش ہوا کہ اس پر ایک بڑے انعام سے نوازش کی اور بولا کہ اسے عرب بھائی ہم نے تمہاری تعریف کو پسند کیا اور ایک بڑے انعام و اکرام سے نواز دیا اب تم یہ کہو کہ امیر المؤمنین حضرت ابو تراب کی بڑائی اور جویں کچھ کھو بیٹھے ہی ایک دم وہ اعرابی اٹھا اور بڑبڑانے لگا ایک سخت آواز نکالی اور جی تیزی کے ساتھ وہاں سے بھاگنے کا ارادہ کیا وہ بولا کہ تو نے جس کی بھوکرنے کے لیے کہا ہے وہ تجھ سے کہیں زیادہ ملج کا حقدار ہے اور تو جو کسرا دار ہے۔ یہ سنی کر اس کے ساتھی کہنے لگا خاموش ہو جا خدا تجھے نیکی سے دود رکھے وہ اعرابی کہنے لگا کہ تم مجھ سے کس چیز کی امید رکھتے ہو اور مجھے کون سی خوش خبری سناؤ گے میں نے تو کوئی گری ہوئی بات نہیں کہی نہ کچھ کہنے میں حد سے گزرا اور نہ کوئی غلط طریقہ اختیار کیا سوائے اس کے کہ میں نے اس ہستی کو اس بادشاہ پر نفیلت دی ہے جو اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے وہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب صلوات اللہ علیہ کی ذات اقدس ہے جو شرافت و خلعت کی ردا سے آراستہ ہیں وہ ہر عیب سے پاک اور ہر برائی سے متنفر ہیں جن کا مقصد انصاف اور لوگوں میں نیک کاموں کی تشویش ہے جن کی زندگی کا ہر پہلو برائی سے محفوظ ہے جو صاحبان مورد شرف سے دوستی اور اہل رکھتے ہیں انہوں نے خدا کے ہارے میں وہ تمام شکوک و شبہات کو خفیہ علوم کے بیان سے دور کر دیا جو فرشتے نے خدا کی طرف سے وحی کی صحت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیے۔ آنحضرت نے وہ علوم امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو عطا کیے اور آپ نے ان کی تشریحات میں ذرہ برابر کمی نہیں کی اور نہ ہی ان میں اپنی طرف سے کچھ بڑھایا آپ ہی نے امیر المؤمنین کو مقام شرف پر پہنچایا دانہ جاہلیت میں بھی مادی زندگی اور اس کے صحیح طریقے انہی سے سکھے گئے فضل و شرف لا تو انہی حضرات کو ملا یہ وہ صفت ہے جسے خدا نے پسند کیا۔

کوئی صاحب اس سے بے خبر نہ رہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ شری ثابت قدمی کے ساتھ خلافت سے علیو رہے انہوں نے اس کے لیے لڑا اور تمام لوگوں نے لڑیاں لڑیں اگر تم یہ تسلیم کرتے ہو کہ اسلام

میں سابق ہونے کی وجہ سے وہ اس کے مستحق تھے تو پھر تمہاری کوئی اور دلیل و حجت اس ہارے میں باقی نہیں رہ جاتی کیا تمہارے کسی ساتھی نے سخت موقعوں اور سخت محروکیوں میں کود جانے میں پہل کی ہے جیسی کہ امیر المؤمنین نے ہر کٹھن موقع پر کی وہ اس طرح آگے بڑھے کہ نہ تو آپ سانی راہک جالان کی طرح تھے کہ خطرہ کے وقت اپنے سر کو اپنی کھال میں چھپانے اور نہ آپ اونٹ کے اس بچہ کی طرح تھے کہ چلے تو اپنی گردن کو اٹھالے آپ کے دل میں خدا کی مخلوق کی طرف سے کوئی کینہ نہ تھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بدل میں کوئی نفاق تھا۔ اسلام پر جو مصائب آئے آپ ہر صبح و شام ان کا دفاع کرتے تھے اور آپ نے اپنے آپ کو مصیبت کی ایک سیاح اور تاریک رات میں ڈال دیا تھا دشمن اسلام پر نگاہیں لگی ہوئی تھیں اسلام کے معاملہ میں کبھی آپ دم طریقہ پر چلے اور کبھی چلنے میں تیزی اختیار کی۔ سخت سے سخت تباہ کن حالات اور مصیبت سے بھرے اوقات آئے تو آپ نے اپنے آپ کو ہتھیاروں میں مشغول رکھا اور اس حالت میں کہ آپ اپنے بچے زاد بھائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بڑی زبرد ہوتے ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں مقام خط کا بنا ہوا نیزہ ہوتا تھا جس پر سناں لگی ہوئی تھی۔ چنانچہ جب طبرسی جلال اللہ علیہ السلام اور مضبوط سوار عمرو بن عبدود میدان جنگ میں تیز رفتار گھوڑے پر سوار آپ کے مقابلہ میں بھلا تو امیر المؤمنین علی مرتضیٰ نے اسے ایک ایسی مزب لگائی جس سے اس کی گردن اڑ گئی۔ کیا تم عمرو بن معدی کرب کو بھول گئے کہ جب اس سفردارہ حالت میں مقابلہ کے لیے آیا کہ اس کی زردہ کے نیچے کے جھٹھے میں زمین پر گھسٹ رہے تھے اور لوگ اس کے ڈرے اپنی جگہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور پھر اس نے دہشتے بائیں نگاہ ڈال کر آواز لگائی کہ کون ہے جو میرے مقابلہ پر آئے تو وہ امیر المؤمنین ہی تھے جو بلند پہاڑ کے اڈے کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے اور اس پر اس طرح گرے جیسے چٹانوں کے پتھر چھینکنے والی سٹین اور اس دشمن اسلام کی گردن اس طرح توڑی جیسے ٹکڑی ٹکڑی گن کو توڑ ڈالتا ہے پھر اسے خدمت جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لے کر حاضر ہوئے کہ وہ چھیننے والے اونٹ کی طرح تھا جسے زبردستی بھٹکایا جائے صورت یہ تھی کہ اس ظالم کی آنکھوں سے اشرو جاری تھے اس کے نچھنے کا پ رہے تھے اور دل قابو سے باہر تھا یہ تو ایک موقع ہے۔ امیر المؤمنین علیہ السلام کے لیے کہنے ایسے سخت وقت تھے کہ میں جن میں آپ بھی نیت کے ساتھ مشرکوں کے مقابلہ میں نکلے یہ آپ کے علاوہ دوسروں کی یہ صورت تھی کہ گئے تو شکست کھائی اور بڑیل کا مظاہرہ کر کے اٹھے پائل لوٹ آئے اور ہتھیار بھی میدان جنگ میں چھوڑ دیئے۔ میں نہیں بتاؤں کہ امیر المؤمنین کو ذلیلوں اور کینوں نے اس حقارت میں رکھا جیسے کنگھی کے کاغذوں میں کوئی مال زمین پر گر جائے۔ تو کیا ایسا انسان جو کاسمعی ہو سکتا ہے؟ جس کا عزم و ارادہ مضبوط جس کا قول سچا اور جس کی شہرہ چمردینے والی ہو۔ جو کہ لائق تو وہ شخص ہے جس نے اپنے آپ کو جو کجی کی طرف تھوپ دیا ہوا اور جس نے خلافت کو لے لیا ہوا اور اسے اس کے وارث سے دھڑک دیا ہوا اور خود اس سے جھٹ گیا ہو گیا کہ اسے بھوڑوں

تے ٹوس رکھا ہے یہاں تک کہ جب دین کی دشمنی ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت نے خلافت کو کھیل کی چیز بنا لیا اور خلافت کی اکھاڑ پھار کو اپنا طریقہ کار بنا لیا اگر وہ اسے سیدھی راہ پر لگا دیتے تو وہ تمام چیزوں کو ان کی اصلی جگہ پر رکھ دیتے لیکن انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو مصیبت میں پھنسا لیا پھر سچے ملاحوں کے سوا کچھ نہ رہا۔

لڑی کہتا ہے کہ یہ تقریر سن کر ولید کے چہرے کا رنگ شہیر ہو گیا اور وہ سے تھوک جاری ہو گیا اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور وہ ایسا ہو گیا جیسے اس کی آنکھ میں کوئی گھڑوا دانا یا بیج گر گیا ہو اور وہ کوشش پیدل کر رہا ہو۔ حالت یہ تھی کہ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ یہ حالت دیکھ کر ولید کے بعض ساتھیوں نے اس مرد عرب کو دہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا اور اسے یقین تھا کہ وہ قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ وہ ولید کے دیبا سے نکلا تو اس نے دیکھا کہ ایک عرب اندر آچا ہوتا ہے تو اس نے اس بدوی سے پوچھا کہ کیا تم یہ پسند کر رہے کہ تم میری زبرد پور شاگ لے لو اور میں تمہارا سیاہ لباس پہن لوں میں تمہیں اس انعام میں سے کچھ حصہ دوں وہ اس کے لیے تیار ہو گیا اس کے بعد وہ اعلیٰ چل پڑا اور اپنی سوار پر بیٹھ کر جھگڑ میں کہیں چھپ گیا اس دوسرے عرب کو پکڑ لیا گیا اور اس کی گردن کاٹ دی گئی اس کا سر ولید کے پاس لایا گیا تو وہ بولا یہ وہ شخص نہیں ہے یہ تو ہمارا ساتھی تھا تم نے اسے قتل کر ڈالا چنانچہ اس بدوی کی تلاش میں تیز رفتار گھوڑے دٹھا دیئے گئے آخر کار کچھ دیر کے بعد انہوں نے اس بدوک کو پایا۔ جب اس نے دیکھا کہ لوگ اسے پکڑنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے ترکش میں ہاتھ ڈالا اور ایک ایک تیر نکال کر اسے چیلانا شروع کر دیا یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے جو ایس کا صفایا کر دیا اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے وہ لوٹ کر ولید کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا یہ سن کر وہ ایک شب درد زبے ہوش پڑا اس پر لوگ کہنے لگے کہ یہ تیری کیا حالت ہو گئی تو ولید نے کہا کہ میرے دل پر اس بدوی کے ہاتھوں سے نکل جانے کا غم پہاڑ کی مانند ایک بوجھ جانتا ہوں یہ کیا ہو گیا۔

حضرت امام کو فدک کی واپسی

ہشام بن عمار سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ وہ ایک دن کے لیے مدینہ میں آئے ہوئے تھے انہوں نے حکم دیا کہ اس کی منادی کرائی جائے کہ جس پر کوئی ظلم ہوا ہو یا کسی کی حق تلفی ہوئی ہو تو وہ سامنے آئے اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا چنانچہ اس کا اعلان ہوا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام تشریف لائے عمر بن عبدالعزیز کے منام مزاج نے انہیں اطلاع دی کہ حضرت محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام تشریف لائے ہیں تو انہوں نے غلام سے کہا کہ حضرت کو اندر لے آؤ امام تشریف لائے تو عمر بن عبدالعزیز کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے جس پر حضرت امام نے فرمایا اسے عمر کو دو روپے چھوڑ دو انہوں نے عرض کیا کہ روزند رسول بھیجے

ہشام کی فلاں فلاں باتوں نے دل دیا ہے تو امام نے فرمایا کہ اسے مرد دنیا تو بازاروں میں سے ایک بازار ہے جس سے لوگ اپنے فائدہ کی چیزیں بھی خریدتے ہیں اور نقصان کی بھی اور کتنے وہ لوگ ہیں جنہیں دنیا دھوکہ دیتی ہے وہ نقصان کا سودا خرید لیتے ہیں یہاں تک کہ ان کے سر پہ موت آکھڑی ہوتی ہے تب وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کیا ہوا آخر کار دنیا سے ناام اور لائق ملامت ہو کر چلے جاتے ہیں جب کہ انہوں نے آخرت سے کچھ نہیں پایا اور ان لوگوں کے لیے مع کیا جنہوں نے سرنے کے بعد ان کی تعریف نہیں کی اور اس خدا کی طرف لوٹ گئے جو ان کا نذر قبول نہ کرے گا۔ خدا کی قسم ہم ہی وہ ہیں جو لوگوں کے ان نیک اعمال کی طرف نگاہ رکھتے ہیں جن میں ان پر ہمیں رشک ہوتا ہے تو ہم ان اعمال میں ایسے لوگوں کی موافقت کرتے ہیں جو لوگوں کے ان نیک اعمال کی طرف بھی ہماری نگاہ ہے جن سے ان کے بارے میں ہم خوف رکھتے ہیں تو ہم بھی ان سے بچتے ہیں۔

لہذا خدا سے ڈرتے رہو اور دو باتوں کا خیال رکھو ایک تو یہ کہ ان اعمال کی طرف نظر رکھو جنہیں تم چاہتے ہو کہ وہ اس وقت تمہارے ساتھ ہوں جب تم خدا کے سامنے پیش ہو تو انہیں اپنے جانے سے پہلے بھیج دو اور دوسرے یہ کہ ان اعمال کی طرف نظر رکھو جنہیں تم اپنے ساتھ رکھنا نہیں چاہتے جب تم خدا کے سامنے جاؤ لہذا ان اعمال کا بدل تلاش کرو اور ایسے سرمایہ کی طرف نہ جاؤ جو تم سے پہلے لوگوں پر تباہی دہریا دی لے آیا اور تم یہ امید کرو کہ تمہارے ساتھ ایسا نہیں ہو سکتا اسے عمر اللہ سے ڈرو دروازے کھولے رکھو اپنے ارد گرد کے پردے ہٹا دو مظلوم کی مدد کرتے رہو اور ظالم کے ظلم کو روکو۔

اس کے بعد جناب امام نے فرمایا کہ تین باتیں وہ ہیں کساگر کسی کو حاصل ہوں تو یہ سمجھو کہ اُس کا خدا پر کامل ایمان ہے یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز غضبوں کے بل جھک گئے اور کہا کہ اے اہل بیت نبوت ارشاد فرمائیے تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص کچھ پسند کرے تو ایسا نہ ہو کہ اس کی خوشی اور پسند میری باطل میں لے آئے یعنی باطل کے حصول میں اپنی خوشی کو نہ رکھے اور جب وہ منفی حالت میں ہو تو ایسا نہ ہو کہ اس کا نقصان حق کے راستے سے ہٹا دے اور جب کسی چیز کے لینے پر قادر ہو تو وہ چیز نہ لے جو اس کی نہ ہو۔ امام کے یہ ارشادات سن کر عمر بن عبدالعزیز نے قلم و دوات منگوا اور لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِسْ حَرِیْرَیْہِکَ ذَلِیْہِ عُمَرُ بنِ عَبْدِالعَزِیْزِ نَہْ فَرَکَ کو جو ظلم اور نا انصافی سے لیا گیا تھا حضرت امام محمد بن علی بن الحسین علیہما السلام کو واپس کیا۔

(انصاف جلد اول صفحہ ۱۵)

مناقب ابن شہر آشوب میں بھی ہشام بن عمار سے اسی طرح مروی ہے۔

(مناقب جلد ۳ صفحہ ۲۲)

جابر کی مدح اور مغیرہ کی قدح

بصائر الدرجات میں زیاد بن ابی الملحلل سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن زید کی شخصیت ان کی بیان کردہ احادیث اور ان کی عجیب و غریب باتوں کے بارے میں لوگوں میں اختلافات تھے ان میں چھ میگوئیاں بھر ہی تھیں میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ اس بارے میں حضرت امام سے دریافت کروں کہ آپ کے کیا خیالات ہیں تو اس سے پہلے کہ میں کچھ پوچھوں حضرت امام نے پہل فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم جابر بن زید رضی اللہ عنہ پر رحمت نازل فرمائے وہ جہنم ہمارے بارے میں کہتے تھے اس میں پتے تھے خدام مغیرہ بن سعید پر لعنت کرے کہ وہ ہماری طرف تہجد احوال کو منسوب کرتا ہے۔

(نفس المصدر ص ۶۴)

ہر منزل پر امام کی اپنے دوستوں کی راہنمائی

کتاب الحاسن میں ابو بکر حمزہ سے منقول ہے کہ ایک کعبہ والے نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ جناب ابن عباس کے بھروسے کے ملام مکرہ موت کی کش مکش میں مبتلا ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ وہ تو رحلت کر چکے ہیں اس کے بعد لوں ارشاد ہوا کہ اگر موت سے پہلے ان سے میری ملاقات ہو جائی تو میں انہیں ایسی باتیں تعلیم کرتا کہ آتش دوزخ انہیں اذیت نہ پہنچائی حضرت یہ فرما رہے تھے کہ ایک آنے والے نے خبر دی کہ مکرہ انتقال کر گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امام نے فرمایا کہ ہمیں انہیں جو کچھ تعلیم کرنا تھا کر دیا پھر فرمایا خدا کی قسم یہی بات تمہارے لیے بھی ہے تم بھی ہمارے دوست اور پیرو ہو۔

(الحاسن برقی ص ۱۲۹)

امام سے بے مقصد سوالات کرنے کی ممانعت

کتاب الاختصاص میں محمد بن مسلم سے منقول ہے وہ کہتے کہ ایک دفعہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان یہ تو فرمایا ہے کہ سورج سر پہ آکر ٹھہرتا ہوا کیوں معلوم ہوتا ہے تو امام نے فرمایا کہ اسے محمد تمہارا یہ سوال کیسا ادنیٰ اور بے مقصد ہے جس کے بعد تین دن تک حضرت نے مجھ سے کلام نہیں کیا اور جو تھے روز فرمایا کہ تم اس لائق ہو کہ تمہیں اس کا جواب نہ دیا جائے۔ چنانچہ یہ معروف و مشہور حدیث جناب صدوق نے فقیہ جلد ۱ ص ۱۲۵ پر نقل کی ہے

(نفس المصدر ص ۱۲۵)

امام جعفر صادق علیہ السلام اور محمد بن مسلم کی علیت کے بارے میں آپ کا اعتراف

الاختصاص میں ابن ابی یعفور سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور کے لیے ممکن نہیں کہ ہر وقت مجھے ملاقات کا شرف بخشیں اور حضور کی خدمت میں میرا پہنچنا بھی ہر وقت ممکن نہیں ہے میرے پاس آنے والے دوست مجھ سے مسائل دریافت کرتے ہیں اور میں ہر مسئلہ کا جواب نہیں دے سکتا لہذا کیا کروں تو امام نے فرمایا کہ محمد بن مسلم تعقی سے ان مسائل کے جوابات معلوم کرنے میں تمہیں کیا امر مانجھے ان سے پوچھ لیا کرو وہ تو بہت کچھ احادیث میرے پدر بزرگوار سے من پکے ہیں اور ان کی پسندیدہ شخصیت رہے ہیں وہ ہر مسئلہ میں تمہاری راہنمائی کر سکتے ہیں۔ (الاختصاص ص ۱۲۵)

محمد بن مسلم کا سن وفات

الاختصاص میں وارد ہے کہ محمد بن مسلم طائقی ثقفی القمیر الطمان الکوفی العمری نے سن ۱۱۵ھ میں رحلت فرمائی۔ (الاختصاص ص ۱۲۵)

شہادت امام

الزجاج میں بروایت ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ زید بن امام حسن نے میرے پدر بزرگوار سے جناب رسالت علیہ السلام کی میراث میں جھگڑا کیا وہ کہتے تھے کہ میں امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں اور آپ سے زیادہ اس کا حقدار ہوں اس لیے کہ میں ان کا بڑا بیٹا ہوں لہذا اس ترکہ میں سے مجھے بھی حصہ دیجئے میرے پدر بزرگوار نے انکار فرمایا اور وہ اس معاملہ کو قاضی عدالت میں لے گئے ایک دن زید بن امام حسن کے ساتھ زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہما بھی اس شرع میں قاضی عدالت کے سامنے تھے اس دوران میں زید بن امام حسن نے زید بن علی بن العابد بن علیہ السلام سے کہا کہ اے سندھید کے بیٹے تم خاموش رہو اور کچھ نہ بولو تو زید بن علی بن العابد بن علیہ السلام نے کہا کہ لقم ہے اس جگڑے پر اور ان سوکس ہے ایسی دشمنی پر جس میں مافوق کا نام لیا جائے اب جب تک زندہ رہوں گا تم سے کلام نہ کروں گا یہ کہہ کر جناب زید بن علی میرے پدر بزرگوار کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسے میرے بھائی میں لے آؤ پر اعتماد کرتے ہوئے قسم کھائی ہے کہ میں زید بن امام حسن سے بات نہ کروں گا اور نہ جھگڑے میں فریق ہوں گا مجھے یقین ہے کہ آپ اس پر متراض نہ ہوں گے اور مجھے ناامید نہ کریں گے اس کے بعد انہوں نے سارا واقعہ سنایا تو جناب امام نے انہیں بری قرار دیا جب زید بن امام حسن کو اس کی خبر ملی تو وہ رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے کہ میری یہ دشمنی محمد بن علی رضی اللہ عنہما تک پہنچ گئی اب میں انہیں بے شک و گول

اور تکلیف پہنچاؤں کا چنانچہ دوڑے ہوئے میرے پیر بزرگوار کے پاس آئے اور بولے آپ میرے ہمراہ
 قاضی کے پاس چلیں جناب امام نے فرمایا چلو جب باہر آئے تو حضرت نے بطور نصیحت زید بن امیر حسن سے
 فرمایا دیکھو تمہارے پاس چھری ہے جسے تم چپانے ہوئے ہو میں تمہیں دکھاتا ہوں کہ وہ چھری جسے تم چپانے
 ہوئے ہو بولے گی اور اس کی گواہی دے گی کہ میں تم سے زیادہ حق دار ہوں کیا پھر بھی تم اس دشمن سے باز
 نہ آؤ گے؟ زید نے کہا کہ "میرے پاس کوئی چھری نہیں" جس پر حضرت امام نے چھری کو حکم دیا کہ خدا کے
 اذن سے بول نہی زید بن امیر حسن کی بغل سے وہ چھری زمین پر گری اور گویا ہوئی کہ زید تم ظالم ہو اور حق
 امام محمد بن علی رضی اللہ عنہما کی طرف ہے اگر تم اپنے اس دشمن سے باز نہ آئے تو میں تمہیں ہلاک
 کر دوں گی" زید بن امیر حسن غش کھا کر گڑھے میں پیر بزرگوار نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا
 کہ زید اگر یہ پتھر اور چٹان جس پر ہم کھڑے ہیں گواہی دیں تو تم مان لو گے؟ وہ کہنے لگے کہ ہاں، چنانچہ وہ
 پتھر جس پر زید کھڑے تھے حرکت میں آیا اور قریب تھا کہ شق ہو جائے لیکن جس چٹان پر میرے پیر بزرگوار
 کھڑے تھے حرکت میں نہ آیا اس پتھر نے اپنی زبان میں کہا کہ اے زید تم ظلم کر رہے ہو حضرت محمد بن علی
 حق پر ہیں ان کی دشمنی سے ہاتھ اٹھاؤ ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا

یہ سن کر زید پھر غش کھا کر گڑھے حضرت امام نے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا اے
 زید کیا تم دیکھو گے کہ یہ درخت بولے اور میری طرف چلا آئے اس کے باوجود کیا تم اس حرکت سے باز نہ آؤ
 گے؟ زید کہنے لگے کہ ہاں، حضرت نے درخت کو آواز دی اور وہ زمین کو چیرتا بھاڑتا آپ کی طرف آ گیا ہل
 تک اس نے آپ پر سایہ کر لیا اور بولا کہ اے زید تم ظلم کر رہے ہو اور حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما
 تم سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت کے حق دار ہیں تم اپنے دشمن سے باز آ جاؤ ورنہ میں
 تمہیں مار ڈالوں گا زید بن امیر حسن پھر بے ہوش ہو گئے میرے پیر بزرگوار نے ان کا ہاتھ تھام کر درخت اپنی جگہ
 دایس چلا گیا زید نے میرے پیر بزرگوار سے قسم کھا کر کہا کہ وہ آپ سے تعزیر نہ کریں گے اور نہ کوئی
 بھگڑا کریں گے میرے والد زید گوارا اپنے گھر پر آ گئے اور زید اس دن عبداللہ بن مروان کے پاس گئے
 اور اس سے کہا کہ میں تیرے پاس ایک جادوگر دروغ گو کو لے آیا ہوں تیرے لیے جانتے ہیں کہ تو اسے
 چھوڑ دے زید نے جو کچھ دیکھا تھا اس سے بیان کر دیا عبداللہ نے حاکم مدینہ کو خط لکھا کہ حضرت محمد بن
 علی رضی اللہ عنہما کو گرفتار کر کے میرے پاس روانہ کرے اس نے زید سے کہا کہ اگر میں تمہیں ان کے قتل
 پر مامور کر دوں تو کیا تم انہیں قتل کر دو گے زید نے کہا کہ ہر دو ایسا کروں گا

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب وہ خط والی مدینہ کو ملا تو اس نے عبداللہ
 کو جواب میں لکھا کہ میری یہ تحریر تمہاری مخالفت اور نافرمانی نہیں ہے بلکہ نصیحت و نیر خواہی میں لکھ
 رہا ہوں کہ وہ شخص جن کے بارے میں تو نے لکھا ہے کہ میں نہیں گرفتار کر کے تیرے پاس بھیجوں

وہ قریبے شخص ہیں جن کا تمام روستے زمین پر زہر دروغ و تقویٰ میں کوئی ہم پلہ نہیں ہے جب وہ عمر اب
 عبادت میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو اسے سننے کے لیے پر نہ سے اور دشمنی ہاتھ آجاتے ہیں ان کی
 قوت حضرت داؤد کی تلاوت کی مثل ہے وہ لوگوں میں سب سے بڑے عالم نرم دل لوگوں کی بھلائی
 میں کوشش کرنے والے اور عبادت میں سب سے بڑے ہوئے ہیں لہذا خلیفہ کے لیے مناسب
 نہیں کہ ایسے شخص سے کوئی تعزیر کیا جائے یا درگاہ خدا کے کسی قوم کی حالت کو اس وقت تک نہیں
 بلا جب تک خود اسے اپنی حالت کے بدلنے کا خیال پیدا نہ ہوا ہو۔

جب عبدالملک کو یہ جواب ملا تو وہ خط کے مضمون سے خوش ہوا کہ اس میں نصیحت
 کے پہلو ہیں۔ اس نے زید بن امیر حسن کو بلایا اور انہیں حاکم مدینہ کا خط دکھلایا وہ کہنے لگا کہ امام محمد بن امیر حسن
 نے حاکم مدینہ کو خوش کر لیا ہے جس پر عبدالملک نے کہا کہ تمہارے سامنے کوئی اور تجویز ہے؟ تو زید نے کہا
 کہ ہاں۔ تجویز یہ ہے کہ حضرت امام کے پاس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیاروں میں
 سے تلوار اور زہر موجود ہے اور انگریزی دماغ بھی ہے لہذا تو انہیں لکھ کر یہ سب تبرکات مانگ لے اگر وہ نہ
 دیں تو پھر تمہیں ان کے قتل کر دینے کا بہانہ مل جائے گا چنانچہ عبدالملک نے والی مدینہ کو لکھا کہ امام محمد
 باقر علیہ السلام کو ایک ہزار درہم پیش کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث کا ان سے مطالبہ
 کرے والی مدینہ یہ خط پڑھ کر میرے پیر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا عبدالملک کا خط پڑھ کر سنا پھر
 امام نے فرمایا مجھے چند روز کی سہلت دے تو وہ کہنے لگا کہ ہاں اس کی اجازت ہے میرے پیر بزرگوار نے
 ان تبرکات کو جمع کر کے حامل کے پاس بھیج دینے وہ بہت خوش ہوا اس نے زید کو بلایا اور وہ تبرکات
 انہیں دکھائے زید نے کہا کہ خدا کی قسم امام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامان میں سے تجھے
 کچھ بھی نہیں بھیجا۔ عبدالملک نے میرے پیر بزرگوار کو لکھا کہ میرا مال تو آپ نے لیا اور جو چیزیں ہم
 نے طلب کی تھیں ان میں سے کوئی چیز آپ نے نہیں بھیجی۔

جناب امام نے جواب میں لکھا کہ جو کچھ میں نے دیکھا تھا سب تیرے پاس میں نے
 بھیجا اور اب تو یقین کرے یا نہ کرے۔ عبدالملک نے ظاہری طور پر جناب امام کی تصدیق کی اور اہل شام
 کو بلایا اور کہا کہ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چیزیں ہیں جو مجھے بھیجی گئی ہیں۔ پھر زید کو گرفتار کر لیا
 اور قیصر میں ڈال دیا اور کہا کہ اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں تم میں سے کسی کے قتل میں ملوث ہو جاؤں
 گا تو میں تمہیں مرزد قتل کرتا۔ عبدالملک نے میرے پیر بزرگوار کو خط لکھا کہ میں آپ کے چچا زاد بھائی
 کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں آپ ان کی تادیب کریں جب زید حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو
 پیر بزرگوار نے فرمایا اے زید ان فوس کی بات ہے کہ تم نے ایک امر عظیم کا ارادہ کیا ہے اور یہ کیسا بڑا
 فعل ہے جو تمہارے ہاتھوں سے کرایا جا رہا ہے میں جانتا ہوں کہ قرین کی مکڑی کس درخت سے تراشی

گئی ہے لیکن مقدم میں یہی ہے کہ میری شہادت اس شخص کے ہاتھوں اسی طرح ہو جس کے مقدر میں خدا نے برائی لکھ دی ہو چنانچہ اس زین کو گھوڑے پر کسا گیا اور حضرت امام اس پر سوار ہوئے چونکہ زین میں نہر بھرا ہوا تھا اسلئے نہر بدن مبارک میں مرابت کر گیا اور جسم پر دم آگیا حضرت امام نے کفن کی تیاری کا حکم دیا جس میں سفید لباس تھا جسے آپ نے حج کے احرام میں پہنا تھا اور فرمایا اسے میرے کفن میں رکھ دو اس کے بعد جناب امام عین بن کسوف سے اور ملت زنیانی نے دین حضرت آل محمد علیہم السلام کے پاس معذور ہے اور رحمت کے بعد ننگے اور کافر سے انتقام لیا جائے گا اور حضرت آل شہادت کے بعد زین حسن پیار ہو گئے اور بھاری کی وجہ سے ان کی عقل جاتی رہی اور جنون کی کیفیت پیدا ہو گئی انہوں نے نماز کو ترک کر دیا اور دنیا سے گور گئے۔ (الزجاج والبراع ص ۲۷۲)

وضاحت یہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کا آخری حصہ چھوڑ دیا گیا ہے جس میں غالباً یہ معلوم ہے کہ ظاہری طور پر زید کی قرین ہوا اور عبدالملک کا زید کو جناب امام کی خدمت میں بھیجنا بھی معلوم ہے کہ تمہارا وہ آج جناب کو اس نہر کو زین پر سوار کریں جو ان کے ساتھ بھیجی گئی تھی جس کے بارے میں جناب امام نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں ابھی طرح جانتا ہوں کہ زین کی کٹری لڑکس رحمت سے تراشی گئی ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ اس میں نہر بھرا ہوا ہے لیکن مقدر میں یہی ہے کہ میری شہادت اسی طرح ہو اسی لیے حضرت نے یہ بھی فرما دیا کہ یہ زین آل محمد علیہم السلام کے پاس محفوظ ہے اور رحمت کے بعد کافر سے انتقام لیا جائے گا اس میں بھی اشکال ہے کہ عبدالملک نے زین بن حسن کو امام کو نہر سے شہید کرنے پر مامور کیا یہ کہتا سنی روایات سے یہ ثابت ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے حضرت امام کو نہر دیا تھا۔

عبدالملک کا بھیانک انجام

الزجاج والبراع میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب عبدالملک کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ بد شکل ہو گیا تھا کہا جاتا ہے کہ اس کی شکل چھلی کی ہو گئی تھی اس کے پاس اسکے بیٹے تھے جو سب کے سب پریشان تھے کہ اب کیا کریں آخر کار وہ مر گیا اور یہ اسے قرار پائی کہ وہ دھڑک لیکر آدمی کی شکل بنا لیں چنانچہ ایسا کیا گیا اور دھڑک پڑا شہید رکھا گیا پھر اسے کفن میں لپیٹا جس کی اطلاع سوائے میرے اور اس کے بیٹوں کے کسی کو نہ ہوئی۔

(الکافی جلد ۸ ص ۲۲۲)

بروز قیامت جنتیوں اور دوزخیوں کی حالت

الارشاد میں عبدالرحمن بن عبداللہ دہری سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر ہشام مسجد الحرام میں اس حالت میں آوا کہ اپنے غلام سالم کا سہارا لیے ہوئے تھا اور امام محمد باقر علیہ السلام بھی مسجد میں تشریف فرما تھے اس سے سالم نے کہا یہ محمد بن علی بن حسین علیہم السلام ہیں تو کہا کیا یہی ہیں کہ جن کی محبت میں عراق والے دیوانے ہو گئے ہیں اور انہیں امام سمجھتے ہیں۔ سالم نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی ہے تو ہشام نے کہا کہ ان کے پاس جاذ اور پوچھو کہ میرا کتا ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ حضرت کے دن لوگ کھائیں پتیں گے یہاں تک کہ ان کے درمیان فیصلہ کیا جائے تو حضرت نے فرمایا کہ لوگوں کا شرا یک روغن چک دار تعالیٰ یا سفید اور شفقان روٹی کی طرح ہو گا جہاں نہریں بہتی ہوں گی لوگ کھائیں پتیں گے یہاں تک کہ وہ حساب سے فارغ ہوں گے ہشام نے سمجھا کہ امام جواب میں کامیاب ہو گئے تو بطور تعجب اللہ اکبر کیا اور غلام سے کہنے لگا کہ پھر جا کر یہ پوچھو کہ اس وقت کیا چیز انہیں کھانے پینے سے بے خبر کر دے گی مطلب یہ کہ ایسے وقت میں انہیں کھانے پینے سے کیا کام تو حضرت امام نے جواب دیا کہ جہنم میں ہونا بہت بڑی مصیبت ہے لیکن وہ کہیں گے "اِنْ يٰۤاٰمِنُوْا اَعْلٰمِكُمْ مِّنَ الْمَسْجِدِ اَوْ الْمِحْرَابِ فَاَنْتُمْ كَاٰمِنُوْا" سورہ اعراف آیت ۵۰ ہمارے ادھر پانی ہی مثال دو یا خدا نے جو نعمتیں تمہیں دی ہیں ان میں سے کہہ مٹا کر وہ یہ سن ہشام قائل ہو گیا اور رضا کو خوشی اختیار کی۔

(الارشاد ص ۲۸۱)

مغیرہ بن سعید کی گمراہی اور موضوعہ احادیث

سیمان الباقی سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مغیرہ بن سعید کی کیا مثال ہے تو میں نے عرض کیا کہ حضور میں نہیں جانتا تو فرمایا کہ اس کی مثال ایک شخص بلعم بن عمو کی ہے کہ جسے اسم اعظم تھا جیسا کہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے - "اِنَّ مِثْلَهُمُ الْاَيْدِيَّتْ فَاَنْتُمْ لَمِنْهَا فَاَنْتُمْ كَاٰمِنُوْا" سورہ اعراف بارہ آیت ۱۶۵) ہم نے اسے اپنی آیتیں مٹا کی تھیں پھر وہ ان سے نکل بھاگا تو شیطان نے اس کا پیچھا پکڑا آخر کار وہ گمراہ ہو گیا۔

(تفسیر البیاضی جلد ۲ ص ۲۲۲، تفسیر البرہان جلد ۲ ص ۲۲۲، تفسیر مافی جلد ۱ ص ۱۱۱) مشبہات کا ازالہ ایک اہم توضیح، تفسیر البیاضی میں یہ بات مغیرہ بن سعید کی طرف نسبت کی گئی ہے جو قطعاً غلط ہے اس لیے کہ مغیرہ بن سعید ہجری میں رحلت کر چکے تھے حقیقت یہی

ہے کہ اس کی نسبت مغزویں سعید کی طرف ہے جس کی جانب مغزویہ ذرقہ منسوب ہے اور جس کی نسبت میں حدیث وارد ہے ملاحظہ کیجئے رجال النکتی صفحہ ۱۲۸ جس میں سلیمان اللبان کے بدلے سلمان الکسانی کا نام لیا گیا ہے۔ امام بجز صادق علیہ السلام نے اس مغزوی سعید پر لعنت فرمائی ہے اور امام رضا علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ مغزوی سعید امام محمد باقر علیہ السلام پر جھوٹ بولتا تھا بڑے بڑے کہ جلال اللہ کی اس روایت کا ذکر دیا جائے جو انہوں نے رجال کے صفحہ ۱۲۷ پر تحریر کی ہے جیسا کہ یونس نے ہشام بن حکم کے قول سے امام بجز صادق علیہ السلام کے اس ارشاد کو نقل کیا ہے کہ مغزوی بن سعید میرے پدر بزرگوار پر لعنت جھوٹ بولتا تھا وہ آپ کے اصحاب کی یادداشت احادیث کی کتاب میں لے لیتا تھا اس کے دوست میرے پدر بزرگوار کے اصحاب سے پوشیدہ طور پر کہتا میں نے کہ مغزوی بن سعید کو دے دیا کرتے تھے وہ ان کتابوں میں اپنی سازش سے کفر کی باتیں داخل کر دیتا تھا اور میرے پدر بزرگوار کی طرف منسوب کر کے ان کا مال دیتا تھا پھر وہ کتابیں اپنے دوستوں کو دے کر یہ حکم کرتا تھا کہ وہ انہیں شیعہ کتابوں میں مستحکم کر دیں چنانچہ جو کچھ بھی میرے پدر بزرگوار کے اصحاب کی کتابوں میں غلو کی چیزیں ہیں وہ سب مغزوی بن سعید کی سازش اور چالاک سے ان میں داخل کر دی گئی ہیں۔

کمیت شاعر کے خلوص و محبت پر حضرت امام کا انعام و اکرام

مناقب بن شہر آشوب میں مروی ہے کہ کمیت شاعر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے سامنے قصیدہ پڑھا جس کا مطلع تھا **لَقَلْبٌ مُّتَنِيْمٌ مِّنْ سَمَاءٍ رَّجَسًا** اور بخیرہ دل کا گویا ہے تو حضرت امام نے خاندکیر کی طرف رخ کر کے بارگاہ الہی میں عرض کیا کہ پروردگار کا بیت کو بخش دے اور یہی دعائیں جو کھیت سے فرمائی کہ یہ ایک کلمہ ہم میں نے اپنے ہی بیت سے تمہارے لیے جمع کیے ہیں تو کمیت نے عرض کیا کہ مولائے مذلوں کا مجھے تو اس کا بدلہ خدا عطا فرمائے گا لیکن آپ کا یہ کرم ہوگا کہ مجھے اپنی قبیلوں میں سے ایک قبیلے عنایت فرمادیں چنانچہ امام نے کمیت کو اپنی قبیلے عطا کر دی۔
(دال المناقب جلد ۳ صفحہ ۲۲۹)

عمر بن عبدالعزیز کی اپنے اسلاف سے بیزاری

امالی میں جابر بن یونس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز اسما بن خارجہ ذوالی عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے جب کہ اس دن ان کی بیعت کی جلد ہی تھی تو انہوں نے عمر بن عبدالعزیز کی مدح میں یہ اشعار پڑھے۔
اِنَّ اَوْلَىٰ الْاَقَامِ بِالْحَقِّ قَدَمَا هُوَ اَوْلَىٰ بِالرِّبَا يَكُوْنُ خَلِيْفًا

بِاسْتَقْبَالِ وَادِّ الْمُرَادِ لَوْ
يَا بِي بَعِيْرَةَ اَنْ يَكُوْنُ يَلِيْفًا
وَمَنْ كَانَ حَبْلَهُ الْفَاوْرِقَ
یعنی مخلوق میں پہلے حق کو قبول کرنے والا امر نبی کی ذمہ داری لینے کا اہل ہے اور اولیٰ یہی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا بھی اسے تو وہ اس لائق ہوا بڑا ایسا شخص ہے کہ جس کے باپ بزرگوار بن مروان اور دادا فاروق ہوں
یہ سن کر عمر بن عبدالعزیز کہنے لگے کہ تم ایسا نہ کہتے تھے زیادہ پسند ہوتا۔ (امالی شیخ منہ)

حضرت رسول ہی وارث رسول ہے۔

امالی میں ابن حزم سے مروی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے دل میں فکد کا خیال آگیا تو انہوں نے مالک مدینہ ابوبکر کو لکھا کہ چھ ہزار دینار اور مزید چار ہزار دینار کا نذرہ مہینا کر کے بنی اشتم سے اولاد حضرت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا میں تقسیم کر دو اس لیے کہ فکد تم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی ملکیت تھا اور میری شکر گشتی و جنگ کے حاصل تھا لہذا آنحضرت کے شرعی وارث اس کے حقدار ہیں۔
(نفس المصدر صفحہ ۱۳۷)

حقیقی علم کا ماخذ محمد و آل محمد ہیں

کافی میں ابو حرم سے منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے سلم بن جبیل اور حکم بن مہربک سے فرمایا کہ وہ دنیا کے شایعہ و فاسق ہیں ان سے نہ سیکھو نہ پڑھو ان سے نہ بات کرو ان سے نہ گفت و گو کرو ان کی معلومات کا ماخذ ہم آل محمد و آل سیدنا علیہم السلام نہ ہیں یعنی حقیقی علم وہی ہے جو رسول و آل رسول سے آیا جائے۔
(دال المناقب جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

خلیفہ کا انتخاب صرف خدا اور رسول کے حکم پر منحصر ہے

اسلام الدین دینی میں مروی ہے کہ ایک شخص نے عبدالملک بن مروان سے کہا کہ جان کی مالان لے تو میں آپ سے منافقوں کو اس نے کہا کہ اہانت ہے اس شخص نے کہا کہ یہ بتائیے وہ یہ خلافت کو کس کو آپ کو ملی ہے اس کے بارے میں کیا خدا اور رسول کی کوئی نص اور حکم ہے؟ ابن مروان نے جواب دیا کہ ایسا تو نہیں ہے اس پر اس شخص نے کہا تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں نے مل کر آپ کو حاکم بنا دیا اور اس کے پلے پسند کر لیا ہے؟ کہ ایسا بھی نہیں ہے اس پر وہ شخص کہنے لگا کیا لوگوں کی گردنوں میں آپ کی بیعت کا قلابہ پڑا ہوا ہے۔ جسے انہوں نے پورا کیا وہ بولو کہ ایسا بھی نہیں ہے پھر اس شخص نے کہا کہ

کیا حکومت کے لیے آپ کا انتخاب مجلس شوریٰ سے عمل میں آیا، تو عبدالملک نے جواب میں کہا: "ایسا بھی نہیں" وہ شخص کہنے لگا کہ کیا لوگوں پر آپ زبردستی حکومت کر رہے اور اسے آپ نے اپنے لیے غصوں کر لیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ان ایسا ہی ہے جس پر اس شخص نے کہا "تو بھریا وہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو امیر المومنین کہتے ہیں جب تک آپ کو نہ خدا نے حاکم بنا دیا، اس کے رسول نے اور مسلمانوں نے؟ اس پر عبدالملک کو قطعاً لگیا اور بولا کہ تو میرے مصلحت سے نکل جا، ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا جس پر وہ شخص کہنے لگا کہ تو عدل و انصاف والوں کا جواب نہیں ہوا۔ آخر کار وہ ان سے چلا گیا۔

عمر بن عبدالعزیز اور ترقی خلافت

مری ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے حاکم خراسان کو لکھا کہ اپنے علاقہ کے سولہ ہزار کویر سے پاس روانہ کرو تاکہ میں ان سے تمہارے اطوار اور انتظامی حالات کے بارے میں دریافت کر سکوں اس نے ان اطوار کو جمع کیا اور انہیں عمر بن عبدالعزیز کے مقدر سے آگاہ کیا سب نے جانے میں غلط کیا اور کہا کہ ہمارے بال بچے ہیں اور کچھ مورد قیاس بھی ہیں جن کی وجہ سے ہم یہاں سے نہیں جا سکتے ہیں امیر کی عدالت سے امید ہے کہ وہ ہمیں سونے کے لیے مجبور نہ کریں گے ہم اس پر متعلق ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص کو امیر کے پاس روانہ کر دیا جائے وہ عمر بن عبدالعزیز کے دربار میں پہنچا تو اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور ان سے کہنے لگا کہ میں نظیر چاہتا ہوں بہتر ہو کہ لوگ چلے جائیں تو امیر نے کہا ان کی موجودگی و حوال سے عالی نہیں کر سکتی بات کہو تو وہ سب اس کی تصدیق کریں گے یا کوئی غلط بات کہو تو وہ تمہاری تکذیب کریں گے جس پر وہ شخص کہنے لگا کہ لوگوں سے علیحدگی اور تنہائی میں اپنی وجہ سے نہیں چاہتا بلکہ آپ کی وجہ سے چاہتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ کہیں ہمارے درمیان ایسی گفتگو نہ ہو جائے جس کا سننا نا پسندیدہ تھا اور بری لگے۔

پنا پختہ عمر بن عبدالعزیز نے تمام اہل بسکہ کو باہر چلے جانے کا حکم دیا اور اس شخص سے کہا کہ اب جو کنبہ ہے جو تو وہ بولا کہ مجھے یہ بتائیے کہ آپ کو یہ حکومت کہاں سے ملی یہ سُن کر وہ دیر تک خاموش رہے تو اس شخص نے کہا کہ کیا آپ کوئی جواب نہ دیں گے تو امیر نے کہا "نہیں" جس پر اس شخص نے پوچھا کہ کیوں جواب دینا پسند نہیں کرتے تو عمر بن عبدالعزیز نے کہنے لگا کہ اگر میں یہ کہوں کہ خدا اور اس کے رسول کی نص کی بنا پر میں حاکم بنا ہوں تو یہ جھوٹی بات ہوگی اور یہ کہوں کہ تمام کلمائی کے لہجے سے خلیفہ ہوا ہوں تو تم یہ کہو گے کہ مشرق کے علاقہ والوں کو تو اس کا پتہ ہی نہیں اور ہم تو اس اجلاس میں شامل ہی نہیں ہیں اور اگر میں یہ کہوں کہ یہ حکومت مجھے اپنے ہاتھوں سے وراثت میں ملی ہے تو تم یہ کہو گے کہ تمہارے باپ کی اولاد تو بہت تھی تو دوسروں کو چھوڑ کر تم ہی اس کے مالک کیسے بن گئے جس پر اس شخص نے کہا کہ آپ نے خود اپنے خلاف دوسرے کے حق کا اصرار کر لیا تو کیا اب میں اپنے ہاتھ کو واپس جا سکتا ہوں تو امیر نے کہا "ہیں؟ تم تو غلط ہو تم نے مجھے اپنی نصیحت کی ہے جس میں شخص

کہنے لگا کہ آپ کہہ ادا کرنا چاہتے ہیں تو مزور کیجئے چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے کہنے لگے کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے پہلے کرائی نے ظلم اختیار کیا ۱۲۱ھ اصفہانی سے کام لیا مظالم و مصلحتوں کے خلاف اہل نصیحت کو اپنے لیے غصوں کر لیا اور میں جانتا ہوں کہ یہ سب کچھ میرے لیے جائز نہیں۔ مومنوں کے حق میں کوئی کمی نہیں کی یہ سُن کر اس شخص نے کہا کہ مجھے یہ بتائیے کہ اگر آپ کو یہ حکومت ملتی اور کوئی دوسرا حاکم ہوتا اور وہ وہی تھا جو اس سے پہلے حاکموں نے کیا تو آپ پر اس حاکم کا کوئی گناہ لازم آتا تو امیر نے کہا "بھی نہیں" تو وہ شخص کہنے لگا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیا اور دوسرے کو راحت پہنچائی اور اپنے آپ کو غمروں میں ڈال کر دوسرے کو محفوظ رکھا جس پر عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ کیا وہ واقعی تم واصل ہو رہے کہہ کر وہ شخص جاننے کے لیے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم تمہارے پہلے شخص کی وجہ سے ہمارے پہلے لوگ طاقت میں پڑ گئے اور ہمارے درمیان کے زمانہ کے لوگ تمہارے آدمی کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور ہمارے زمانہ کے لوگ تمہارے آخیر میں آنے والے حاکموں کی وجہ سے ہلاک ہوں گے۔ خدا تمہارا مددگار ہے وہی ہمارے لیے کافی اور اچھا سازگار ہے۔

بد اعمال حاکم لائق اطاعت نہیں ہے۔

الہی میں مثال سے منقول ہے کہ مجھے ایک شخص نے یہ بات بتائی جو عبدالملک کے پاس اس وقت موجود تھا جب کہ وہ مکہ میں لوگوں سے خطاب کر رہا تھا جب تقریر کے دوران وہ وفظ و نصیحت کے موقع پر آیا تو جمع میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تمہارے دوسروں کو حکم کرتے ہو اور خود عمل نہیں کرتے دوسروں کو بلانی سے روکتے ہو اور خود نہیں کتے دوسروں کو نصیحت کرتے ہو اور خود نصیحت حاصل نہیں کرتے کیا ایسی صورت میں تمہاری پیروی جو سکتی ہے اور تمہارے حکم پر عمل کیا جا سکتا ہے اگر تم یہ کہو کہ ہماری سیرت کو اپنا ڈالو اور اس کی پیروی کرو تو ظالموں کی پیروی کس طرح کی جا سکتی ہے اور ان مجرموں کو اتباع کرنے کے حق میں تمہارے پاس کوئی دلیل ہے جنہوں نے خدا کے مل کو اپنی عدالت سمجھ لیا اور خدا کے بندوں کو اپنا دفاع بنا لیا ہے اگر تم یہ کہو کہ ہمارے حکم کو تو اور ہماری نصیحت پر عمل کرو تو ہمارے آپ کو نصیحت نہیں کر سکتا وہ کسی دوسرے کو کیا نصیحت کر سکتا ہے اور اس شخص کی پیروی کس طرح لازم ہوگی جس کی عدالت کا کوئی ثبوت نہیں اگر تم یہ کہو کہ جہاں سے حکمت طلعتی ہے لے لو اور جس سے بھی کوئی نصیحت کی بات سناؤ اسے قبول کر لو تو ہمارے اعتدال سے لوگ کر دوڑیں جو تم سے زیادہ فصیح و بلیغ انداز میں وفظ کرتے ہیں اور تم سے زیادہ علم لغات میں مشہور ہیں اور وہ ہیں پنا پختہ ان حالات میں وہ ان واقعات سے دور ہو گئے اور انہوں نے اس کے قتل کھول دیئے کیوں کہ حالات میں جو چاہے حاصل ہو جائے وہ ان کی راہ سے ہی ہٹ گئے کہ اب جو چاہے وفظ کرے ان باتوں کے اہل وہی ہیں جنہیں تم نے مشہور میں دھتکارا اور ان کی بیگمونی سے ہٹا کر دادیوں میں ہٹکا دیا جو وطن سے

بے وطن ہو گئے۔

پھر اس شخص نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے اپنے معاملات کی مہاریں تمہارے ہاتھوں میں نہیں دیں کہ جہر جاہو ہمیں موڑ دو ہم تمہیں اپنے ہم دلال اور دینوں میں ثالث و مختار بنا لیں کہ تم ظالموں اور رکشوں کے طور پر تھے اختیار کر لو نہ صرف یہ کہ ہم خود اپنی زندگی اور مقام زندگی سے باخبر اور اس کے بارے میں جواب دہ نہیں بلکہ تمہارے جیسے ہر حاکم کے لیے جلی ایک دن مقرر ہے جس سے بچ کر وہ کہیں بھاگ نہیں سکتا۔ اس کا ایک نام اعمال ہے جسے وہ ایک دن بڑھ لے گا کوئی بڑا چھوٹا گناہ ایسا نہ ہوگا جو اس نام اعمال میں درج نہ ہو۔ مغرب ظالموں کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کس جگہ لوٹتے جائیں گے۔ ولدی کا بیان ہے توڑا چند مسلح محافظ کھڑے ہوئے اور اس شخص کو پھیلایا اس کے بعد معلوم نہ ہو سکا کہ اس پر کیا گوری (المالی شیخ طوسی ص ۱۱۶)

کردار کی بلندی اہلبیت کی پیروی کا نام ہے

الاختصاص میں ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ ایک بار سعد بن عبدالملک امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ وہ شخص ہیں جنہیں حضرت امام سعد الخیر کے نام سے یاد فرماتے تھے اور عبدالعزیز بن مرثان کی اولاد میں سے تھے اور آتے ہی پچکیاں لے کر اس طرح رونے لگے جیسے حوریں روتی ہیں تو حضرت امام نے فرمایا سعد کیا بات ہے جو تم اس طرح رو رہے ہو انہوں نے عرض کیا کہ حضور کیسے دروں میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہیں قرآن پاک نے سخر ملعونہ فرمایا ہے۔ بن بر حضرت امام نے فرمایا کہ تم ان میں سے نہیں ہو تم اموی ہو تے ہو تے ہم اہلبیت میں سے ہو کہ تم نے خدا جل جلالہ کا یہ ارشاد نہیں سنا جس میں حضرت ابراہیم کے قول کو بیان فرمایا ہے۔ **كَمْ كَتَبْنَاكَ يٰ اِبْرٰهِيْمُ** (تجویری پروردی کرسے وہ مجھ سے ہے، سورہ ابراہیم آیت ۳۶) (الاختصاص ص ۱۱۶)

حمران بن اعین اور شیعہ ہونے کی سند

الاختصاص میں حمران بن اعین سے منقول ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خدا سے جہر کیا ہے کہ جب تک آپ میرے اس سوال کا جواب عنایت نہ فرمائیں گے میں مدینہ سے نہیں جاؤں گا تو حضرت امام نے فرمایا فرود سوال کرو وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے شیعوں میں میرا بھی شمار ہے؟ تو فرمایا ہاں تم دنیا و آخرت میں ہمارے شیعوں میں سے ہو۔

(نفس المصدر ص ۱۱۶ رجال کشی ص ۱۱۶)

مدح کی صفات اور شاعر کا حسن انتخاب

نائب ابن شہر آشوب میں مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے شاعر کیت سے فرمایا کہ کیا تم نے عبدالملک کی مدح و ثنا کی ہے تو انہوں نے عرض کیا اے ہدایت کے امام ہرگز ایسا نہیں تھا کہ میں اس کی تعریف اور مدح کروں میں نے اسے اسد یعنی شیر کہہ کر خطاب کیا ہے اور اسد کھٹکی کی طرح ایک جانور ہے میں نے اسے شمس یعنی سورج کہا اور سورج عبادات میں شامل ہے میں نے اسے بحر یعنی سمندر کہہ کر خطاب کیا اور سمندر ایک سبب جان حیر ہے اور میں نے اسے حیر یعنی سانپ کہا اور سانپ ایک مڑا ہوا زمین کا کیرا ہے اور میں نے اس سے اسے جیل یعنی پہاڑ کہہ کر خطاب کیا اور پہاڑ ایک ٹھوس پتھر کی حیثیت رکھتا ہے یعنی حضرت امام مسکرتے لگے اور کیت نے یہ اشارہ چڑھے۔

مَنْ بَلَّغَ قَلْبَهُ مَسْتَهْلِكًا - عَيْزٌ مَّا صَبُوْجٌ وَ لِحَا اَحْلَامٍ
اَحْلَصَ اللّٰهُ لِيْ هَوَايَ كَمَا - اَغْرَبُ نَزْعًا وَّ لَا تَطْلِسُ سَهَابِي

مکروہ اور مجیدہ دل کا سوائے خواہشوں اور آرزوں کے کون ہو سکتا ہے خدا نے میری محبت کو برے لیے خالص کر دیا ہے میں کتنا ہی کمان کو کھینچ لوں میرا تیرا نشانہ سے مخاطب کر لیا۔

جب کیت نے یہ اشارہ چڑھے تو حضرت امام نے فرمایا کہ اس طرح کہا جائے تو کیا نقصان ہے **«فَقُلْ اَغْرَبِيْ نَزْعًا وَّ لَا تَطْلِسُ سَهَابِي»** تو کس کی کیت کہنے لگے مولانا کیا کہنا آپ نے مجھ سے کہیں بہتر اس مفہوم میں شاعری فرمادی۔ (المناقب جلد ۳ ص ۱۱۷)

حوضیچ ان دو شعروں میں شاعر کا مفہوم یہ ہے کہ خداوند عالم نے میری محبت کو آپ اہل بیت کے لیے خالص بنا دیا ہے اور اس کی مدد و تائید اس کا سبب ہوئی کہ میں نے نشانہ خطا نہیں کیا مجھے آپ کی مدح سے جو جاہ مل گیا جب کہ میں نے آپ کی مدح میں کوئی بنا لغوی نہیں کیا بات یہ ہے کہ ہر تعریف کرنے والا اپنے مدوح کی تعریف میں حد سے گزر جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پھر ان کی وہ مدح اور تعریف سچائی کی حدود سے نکل جاتی ہے اور وہ جو کچھ تعریف میں کہتے ہیں جھوٹ کا پلندا بن جاتی ہے جیسے کہ ایک تیرا نماز جب کمان کو پوری طرح کھینچتا ہے تو نشانہ خطا ہو جاتا ہے لیکن آپ کے معاملہ میں ایسا نہیں ہے اگر آپ اہل بیت کی مدح میں مبتلا ہو جائے تو بھی تیرا سچائی اور حق کے نشانہ سے مخاطب نہیں کرے گا اور جو تعریف بھی آپ کی ہوگی وہ حق ہی حق ہوگی اس لیے کہ جن کی مدح خدا کرے تو انسان میں یہ طاقت و قدرت کہاں کہ آپ اہل بیت کی مدح کا حق ادا کرے۔

فتح میں حاصل کیے ہوئے مال کا وارث خدا کا مقرر کردہ نام ہوتا ہے

مناقب ابن شہر آشوب میں بکریں صلح سے مروی ہے کہ ایک بار عبداللہ بن مبارک امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے آپ کے آپسے طاہرین علیہم السلام سے سنا ہے کہ مفتوحہ مال امام کا ہوتا ہے اور وہی اس کے مالک ہوتے ہیں تو حضرت نے فرمایا ہاں ہاں ہاں مبارک نے عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں میں بھی اس مفتوحہ مال میں سے ایک ایسا آھی ہوں جسے لوگوں نے پکڑ لیا تھا اور میں کسی نہ کسی طرح اپنے مالکوں سے بچ کر نکل آیا اور اب آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ مجھے اپنے غلامی میں سے لیں تو حضرت نے فرمایا مجھے قبول ہے جب عبداللہ بن مبارک مکہ کی طرف جانے لگے تو بولے کہ میں بچ کر لوں گا تو شادی کروں گا اس وقت جو کچھ سیری آفرنی ہے وہ وہی ہے جو میرے بھائی بطور میرانی مجھے دے دیتے ہیں اس کے علاوہ کچھ نہیں میرے لیے اب کیا حکم ہے امام نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ہاتھ میں لوٹ جاؤ تمہارا بچ کرنا شادی کرنا اور تمہاری یہ آفرنی تمہارے لیے حلال ہے۔ بکریں صلح بکتے ہیں کہ چھ سال کے بعد عبداللہ مبارک پھر خدمت امام میں حاضر ہوئے اور اس غلامی کا تذکرہ کیا جو انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لی تھی جس پر حضرت نے فرمایا کہ تم خدا کی خوشنودی کے لیے آج سے آزاد ہو جس پر عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ حضور اپنے دست مبارک سے اس آزادی کی ایک تحریر عنایت فرمادیں تو حضرت نے تحریر فرمایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یہ محمد بن علی ہاشمی علوی کی تحریر عبداللہ بن مبارک نے فرمائی ہے کہ میں نے غرض خودی رب کے لیے تمہیں آزاد کیا تمہارا پالنے والا اور داد و مدار خدا کے ملاؤ کوئی نہیں ہے اور تم میرے بعد والوں کے دوست ہو۔ عرم اللہ بجزی میں یہ تحریر تیار ہوئی جس پر امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے دستخط اور مہر ثبت فرما کر اسے جاری کیا۔
(المناقب جلد ۳ ص ۲۲۵)

مومن کامل ہی احادیث اہل بیت کا بار اٹھا سکتا ہے

الاختصاص میں جناب جابر جعفی سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ستر ہزار احادیث مجھ سے بیان کیں جو میں نے کسی کو نہیں بتائیں ایک بار میں نے خدمت امام میں عرض کیا کہ میں آپ کے قربان جاؤں آپ نے اپنے رازوں کو بتا کر جو میں نے کسی شخص پر ظاہر نہیں کیے مجھ پر ایک بڑا بھاری بوجھ رکھ دیا ہے ایک بڑی ذمہ داری عائد فرمادی ہے جس سے بعض اوقات میرے دل میں ایک بے چینی اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ ایک طرح کا جونی طاری ہو

جاتا ہے محنت نے سنا اور ارشاد فرمایا اسے جابر جب تم ایسی کیفیت محسوس کرو تو کسی درمیانے یا قریبان کی طرف نکل جایا کر داد ایک گڑھا کھود لیا کہ داد اس میں اپنا سروے کر کہا کہ کہ محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے یہ حدیث اس طرح بیان فرمائی ہے۔ (الاختصاص ص ۲۲۵، رجال انکشی ۱۲۸)

روح القدس اہل بیت کے محافظوں کے ساتھ ہے

الکافی میں کیت بن ذی اسدی سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے کیت خدا کی قسم اگر ہمارے پاس مال و دولت ہوتا تو ہم اس میں سے تمہیں عطا کرتے تمہارے لیے تو وہ چیز ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واکہ رسول نے حسان بن ثابت سے ارشاد فرمایا تھا کہ جب تک تم ہمارے مخالفوں سے چاری حفاظت اور دفاع کرتے رہو گے روح القدس تمہارے ساتھ ہیں کیت کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے صرف دو شخصوں کے بارے میں بتادیں یہ کس کس کی خدمت نے نیکو کو موز کر اس کا سہارا لیا اور فرمایا اے کیت خدا کی قسم ہر وہ خون جو بہایا گیا اور ہر وہ مال جو بنا جائز طور پر لیا گیا اور ہر وہ پیغمبر جو کسی دوسرے پیغمبر سے بدل دیا گیا ان سب کا بوجھ ان دونوں کی گردنوں پر ہے۔ (الکافی جلد ۱ ص ۲۲۵)

بنو عباس کی حکومت کے قیام اور اس کے زوال کی پیش گوئی

الکافی میں جناب ابو بکر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس مسجد میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں داؤد بن علی سلیمان بن خالد اور ابو جعفر علیہ السلام بن محمد ابو الدواہیق دماں آگے اور مسجد کے گوشہ میں بیٹھ گئے انہیں بتایا گیا کہ یہ محمد بن علی امام باقر ہیں جو تشریف فرما ہیں چنانچہ داؤد اور سلیمان بن خالد اپنی جگہ سے اٹھے اور خدمت امام میں حاضر سلام کیا لیکن ابو الدواہیق اپنی جگہ باہر بیٹھ گیا یہ دونوں آئے تو حضرت امام نے فرمایا کہ اس سرکش کو میرے پاس آنے میں کیا امر مانع رہا ان دونوں نے کچھ قدر بیٹھیں کیا اس وقت جناب امام نے فرمایا کہ خدا کی قسم کچھ زیادہ وقت نہ گزرے گا کہ یہ شخص زمین کے بڑے بڑے حکام کا بادشاہ بنے گا اور کھل کر لوٹھریوں سے رزق ڈالے گا ان کی گردنیں اپنے آگے بھکا دے گا یہ سخت حکم کی حیثیت سے حکومت کرے گا۔

داؤد بن علی نے دریافت کیا کہ کیا ہماری سلطنت آپ حضرات اہل بیت کی حکومت سے پہلے ہوگی؟ تو امام نے فرمایا ہاں داؤد ایسا ہی ہوگا کہ تمہاری حکومت ہماری حکومت سے پہلے ہی ہوگی جب کہ امام زمانہ کا ظہور ہو جائے گا تو داؤد نے عرض کیا کہ خدا آپ کو یہی عطا کرے

اس کی کوئی مدت بھی ہے تو امام نے ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ خدا کی قسم تمہارا دورِ حکومت بنی امیہ سے اتنا زیادہ ہوگا کہ تمہارے لشکر کے ایسے ایک دور سے چھینیں گے اور اس حکومت سے اس طرح کھیلیں گے جس طرح پتے گیند سے کھیلے ہیں یہ سن کر داؤد بن علی حضرت امام کے پاس سے خوش خوش کھڑے ہوئے وہ ابوالہریرہ باقی کون باتوں کی الملاح کر دینا چاہتے تھے تب یہ دونوں چلنے لگے تو امام نے پیچھے سے آواز دی کہ کسی قوم کی حکومت کو اس وقت تک زوال نہ آئے گا جب تک وہ ہمارا ممنوع اور ناحق خون بہانے لگیں امام نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جب لوگ اس خون کو بہانے لگیں گے تو پھر ان کے لیے زمین کے نشیبی حصے اس کے بیرونی حصوں سے تیز ہوں گے اس وقت ان کا زمین میں کوئی مردگار ہوگا اور نہ آسمان میں انہیں ابوالزین سے بری کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔

سیف بن خالد نے دہلی سے آکر ابوالہریرہ کو اپنی اطلاع کی یہ سن کر ابوالہریرہ نے حضرت امام کی خدمت میں گیا اور سلام بجالایا اور آپ کو وہ سب کچھ بتا دیا جو داؤد اور سلیمان نے اس سے کہا تھا امام نے فرمایا ہاں ہاں ابوجعفر ایسا ہی ہے کہ تم لوگوں کی حکومت ہم لوگوں کی حکومت سے پہلے ہوگی تمہارے بادشاہ صاحب الامر سے پہلے ہوں گے لیکن تمہاری حکومت میں جنگی اور پریشانی کا دور دورہ ہے گا سکون و آرام میرے نہ آئے گا تمہاری حکومت کا عرصہ طویل ہوگا اور خدا کی قسم اس کی مدت بنی امیہ کے دورِ حکومت سے بہت زیادہ ہوگی تمہارے مردوں کے باقی ماندہ لڑکے حکومت کو اس طرح اچکیں گے جیسے گیند کو اچکتے ہیں یہاں تک کہ اس وقت تک اس وقت تک آسودہ رہ سکو کہ جب تک تم ہمارا خون ناحق نہ بہاؤ گے اور جب تم اس مقدس خون کو بہانے لگو تو یاد رکھو کہ تم پر خدا کا غضب نازل ہوگا اور تمہاری حکومت منحرفی سے مٹ جائے گی تمہاری چوراہا اکھڑ جائے گی خدا تمہارے پیچھے شخص کو مسلط کرے گا جو اولاد ابوسیفان سے نہ ہوگا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں تمہاری تیغ کٹی ہو جائے گی۔ اتنا دیکھ کر جناب امام خاموش ہو گئے۔

(الکافی جلد ۸ منظر ۱)

توضیح: مذکورہ روایت میں امام محمد باقر علیہ السلام نے عباسی حکومت کے قیام اور اس کے زوال کی پیش گوئی فرمائی اور ان بدترین حالات کا ذکر فرمایا جو عباسی دور میں پیدا ہوں گے اور ساتھ ہی ساتھ یہ واقعہ فرمایا کہ جب حضرات اہل بیت علیہم السلام کا خون بہایا جائے گا تو عباسی اقتدار کا خاتمہ ہو جائے گا جس سے یہ متعجب نہیں کہ یہ حضرات تو اسے ہی قتل کیے جائیں گے بلکہ پھر سے شہید کر دینا بھی قتل ہی میں داخل ہے اور کسی کی ناحق جان لے لینا بدترین گناہ اور جب یہ سلسلہ بڑھتا ہے تو غضب الہی جو جس میں سہاگ ہے یہی صورت عباسیوں کے دورِ حکومت میں ظاہر ہوئی کہ اولاد رسول کو بے دریغ قتل کیا گیا ان کے دونوں کو دیواروں میں چڑھا دیا گیا ان کے خون سے گارے بنائے گئے اور اسلام کی حرمت کو پامال کیا گیا

نیچر میں سلطنت عباسیہ کو زوال آئی اور اس بری طرح سے کہ ان پر خدا نے ایک ذلیل بھیجے آدمی کو مسلط کر دیا جو ہلاکو کی طرف اشارہ ہے جس کے انسانیت سوز مظالم کی تاریخ گواہ ہے حضرت امام نے اسے بھیج دیا ارشاد فرمایا اور یہ بالکل اسی طرح سے جیسے ابولہب حضرت صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ اسلام کے وقت آپ کے تہ مقابل آیا اور حضرت ابوطالب نے اسے بھیج دیا کہ یہ خطاب فرمایا تھا جس سے اس کا ذلیل کینہ اور تنگ انسانیت ہونا مقصود تھا اسی طرح سے امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی ارشاد فرمایا کہ خداوند عالم ایک بدخصلت ذلیل اور ہست شخص کو مسلط فرمادے گا۔

اصحاب امام

الاختصاص میں امام محمد باقر علیہ السلام کے مخصوص اصحاب کے مندرجہ ذیل اہل گلابی پیش کئے گئے ہیں۔

جناب جابر بن محمد بن جعفی، جناب عمران امین، جناب زرارہ، جناب عامر بن عبدالشہر بن جعفر، جناب حمزہ بن زائرہ، جناب عبداللہ بن شریک عامری، جناب فضیل بن بشار عامری، جناب سلام بن مستنیر، جناب برید بن سعید بن علی اور جناب حکم بن ابی نعیم۔
(الاختصاص ص ۱۷)

اصحاب و توارثین امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام

الاختصاص میں امام زین العابدین کا نام علیہ السلام سے منقول ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک نادان ہوا دوسے گا کہ حضرت محمد بن علی اور حضرت جعفر بن محمد علیہما السلام کے حواری کہاں ہیں تو عبداللہ بن شریک عامری زرارہ بن امین برید بن سعید بن علی محمد بن مسلم ثقفی لیث بن التہمیزی مرادی عبداللہ بن ابی یعفر عامر بن عبداللہ بن حمزہ حمزہ بن زائرہ اور عمران بن زائرہ اور عمران بن ابی یوسف ہو جائیں گے۔
(انفس المصدر ص ۱۷، رجال الکشی ص ۱۷)

حضرت امام کے بعض اصحاب اور ان کا مختصر تعارف

الاختصاص میں امام محمد باقر علیہ السلام کے بعض اصحاب کے اسامہ گرامی مختصر تعارف کے ساتھ درج کئے ہیں۔ چنانچہ زوار بن منذر لاجی کی کینت ابوالہریرہ تھی زیاد بن ابی عمار ابو عبیدہ الخزاز سے مشہور معروف تھے زیاد بن سواد زیاد غلام امام محمد باقر علیہ السلام زیاد بن زیاد التقر اور زیاد الاحلام امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے ان حضرات کے علاوہ حضرت امام کے اصحاب میں جناب ابویوسف لیث بن التہمیزی المرادی اور ابویوسف لیث بن القاسم تھے جو مابین تھے وہ بنی اسد کے غلام تھے اور القاسم

اولین کے اعلیٰ فقیر چچہ اصحاب امام ہیں

مناقب ابن شہر آشوب میں مروی ہے کہ جابر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی اسحاق نے کہا کہ میں نے ایک بڑی جماعت میں یہ سنی ہے کہ اولین میں بلند ترین علماء فقہ امام محمد یا قرادہ امام جعفر صادق علیہما السلام کے اصحاب میں چچہ حضرت تھے اور وہ زلمہ بن امین۔ مردت بن خربوذ مکی۔ ابو بصیر سعدی، فضیل بن یسار، عمر بن مسلم طائی اور برید بن معاویہ ثعلبی ہیں۔ (المناقب جلد ۳ ص ۲۴)

ایک مشاعرہ اور شعرا کا اظہار حقیقت

کتاب معتصب الاثنی الاثنی النص علی الاثنی عشرین محمد بن زیاد بن عقبہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ بنی اسد کے شعرا میں جن میں شمس بن سعد انشاری اور کسیت بن زید کے بھائی درود بن زید شامل تھے شعر خوانی کا انعقاد ہوا جس میں امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی تشریف آوری اور شرکت کی درخواست کی گئی تھی۔ اشاریہ تھے جن میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کیا گیا۔

توجہ نہ آئی ہے کہ میں ہر طرف گھومتا رہا ہوں برا شوق مجھے کس کس زمین پر لے گیا۔ اسے اس ماں کے ذریعہ جس نے محل میں رکھا اور پیدا کیا آپ ہی کی طرف کل کے دن مجھے آنا چکا میں آپ تک نہ بھی پہنچوں تو میری آرزو کیا اس انتہا پہنچ جائیں گی جس کیلئے گروہ خلافت کی کاروشش کرنے والا گوشش کرتا ہے آپ ہی کے سامنے ہماری گزشتیں بھگی ہوئی ہیں ہماری آنکھیں اندھاں آپ ہی کی طرف گئے ہوتے ہیں ہماری ہمت و محافظین احکام امر و نہی میں جن میں ایک محافظ شریعت دوسرے کو بطور وصیت بنا کر رہتا ہے وہ اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ میں نہیں ٹھکے وہ سب کچھ پا لیں گے وہ ہر لٹنے والے کی آواز پر لبیک کہتے ہیں۔

انہی اشعار میں وہ بھی ہیں جن میں حضرت امام علی علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا ذکر ہے جو یوں کہ گیا ہے۔

توجہ نہ آئی ہے جب سامرا میں ایک اور گانا گایا تو اس میں بتا کر کے طرح چکنا چوکا ہوا جس تک کہ جب زمین ملاقا میں نماز کی طرف نکلا دھکی تو وہ ایک نعت و ننگ زمین میں کیا کر کے اور ایک زمانہ تک ثابت رہی اور زمین میں گھومتے رہیں گے اور دنیا میں گھومتے پھرنے والوں کی تلاش میں ٹھک کر نہ بیٹھیں گے وہ کسی مری کی مثل ہیں اگر ان کی عمریں گزر جائیں تو ان کے بارے میں کوئی اطلاع دہری نہیں دے سکتا یہ حضرت موسیٰ کے نقیبوں کا تہم ہوں گے ان چشموں کی طرح ہوں گے جو ان کے عصا سے نکلے تھے انہی کی طرح وہ نکلا ہے میں ان کے سیرا کی آرزو رکھتا ہوں تاکہ ان کا ہرگز نہ بیرون جاؤں اس کی خبر ہمیں ان راہروں نے دی جو خود سے اُترنے والے اور اس کے مطلع ہیں ان سب باتوں کو ہم نے جن کے دلہنوں سے دریافت کیا ہے اور کہا ہے ہاں اے اصحاب کرم سب میں بہتر اسلاف اور شریعت کے مالک و محافظ ہیں (معتصب الاثنی الاثنی ص ۸۳)

تواں باب

عبداللہ بن نافع کا امام سے مناظرہ

الکافی میں بعض اصحاب سے مروی ہے کہ عبداللہ بن نافع ازرقی کہا کرتا تھا کہ اگر میں جانتا کہ اس دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو مجھے بحث میں یہ ثابت کر دے کہ اہل نہروان کے قتل کرنے میں امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم نے ظلم نہیں کیا تو میں اس شخص کے پاس جاؤں گا چنانچہ نہیں سے کہا گیا کہ اس معاملہ میں خواہ ان کا اقرار میں سے ہی کوئی کیوں نہ ہو کیا تو ان سے مناظرہ کے لیے تیار ہو جائے گا ورنہ لگا کر کیا حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہم کی اولاد میں کوئی عالم ہے؟ تو کہنے والے نے کہا کہ ہاں پہلی جماعت تو یہی ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ان حضرات میں کوئی عالم نہ ہو تو اب نافع کہنے لگا کہ کیا آج بھی ان میں کوئی عالم موجود ہے جو اب ملا کہ ان، حضرت محمد بن علی بن محمد علیہم السلام موجود ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر وہ اپنے جیسے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملا نام کو بتایا گیا کہ یہ عبداللہ بن نافع ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ انہیں مجھ سے کیا کام ہے یہ تو جو ہے اور میرے پرنے والے سے صبح و شام بیازدی کا اظہار کرتا ہے۔

ابو بصیر کوئی نے عرض کیا کہ میں آپ کے قریب جاؤں اس کا یہ خیال ہے کہ اگر ایسے معلوم ہو جائے کہ پوری دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ ثابت کر دے کہ نہروان والوں کے قتل میں امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ظالم تھے تو یہ اس کے پاس پہنچا انا ہونے پر کن کر فرمایا میرے پاس مناظرہ کے لیے آیا ہے؟ ابو بصیر نے عرض کیا کہ حضور ایسا ہی ہے جناب امام نے فلاں کو حکم دیا کہ اس کی کٹوری کو ٹھہراؤ اور اس کا انتظام کرو اور اس سے کہو کہ کل آئے۔ راوی کا بیان ہے کہ دوسرے دن عبداللہ بن نافع اپنے مخصوص ساتھیوں کے ساتھ حضرت امام کی خدمت میں آیا آپ نے ہمارے جیسے ماہرین و انصار کو جمع کیا

لاہور دو گروے رنگ کے پشیم بہن کے مجمع میں تشریف لائے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے مرم نکل آیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تمام تفریقیں اس خدا کے لیے ہیں جو ہر زبان و مکان کا خالق و مدبر ہے پھر آپ نے امیر انگریز کو آخریت تلامذت فرمایا اور زبان سے یہ الفاظ جاری کیے کہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں تمہیں خدا نے رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہے پھر جناب امام لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اسے گروہ مہاجرین ماننا اور تم میں سے جو شخص امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے مناقب سے واقف ہے بیان کرے ۵

راوی کا بیان ہے کہ لوگ کھڑے ہوئے اور امیر المؤمنین علیہ السلام کے مناقب بیان کرنے لگے۔ عبداللہ بن نافع نے کہا کہ میں ان مناقب کو تسلیم کرتا ہوں لیکن حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام، قرظ کلین کے تفرقے بعد (معاذ اللہ) کا فرہنگے لوگوں نے امیر المؤمنین علیہ السلام کے اور مناقب بیان کیے یہاں تک کہ حدیث **لَا تُحْطِیْنَ بِالشَّيْءِ كَعَدْلِكَ** بیان ہوئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کل میں اس مرد کو حکم دیا گیا جو خدا اور اس کے رسول کو دوست رکھنے والا ہے اور خدا و رسول اسے دوست رکھتے ہیں وہ جڑ بھڑ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا اختیار کرنے والا نہیں اور میرا پیادہ سے اس وقت دلونے گا جب تک خداوند عالم اسے فتح عنایت نہ فرماوے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن نافع سے مخاطب ہوئے کہ بتاؤ تم اس حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہو تو کہنے لگا کہ یہ شک حدیث صحیح ہے لیکن بعد میں ان سے کفر کا اظہار ہوا جس پر جناب امام نے فرمایا کہ میری ماں تیرے غم میں روئے تو تاجس دن خدا تعالیٰ نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا محبوب بنایا اور ان سے محبت کی کیا اس دن خدا کو اس کا علم تھا یا نہیں کہ یہ اہل نہروان کو قتل کریں گے اگر تو یہ کہتا ہے کہ خدا نہ جانتا تھا تو تو کافر مٹا جس پر وہ کہنے لگا کہ مجھے تسلیم ہے کہ اس دن خدا جانتا تھا تو امام نے فرمایا کہ کیا خداوند عالم نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے اس وجہ سے محبت کی کہ وہ اس کی اطاعت کریں یا اس لیے محبت کی کہ وہ اس کی نافرمانی کریں؟ تو ان نافع کہنے لگا کہ اس وجہ سے محبت کی کہ وہ اس کی اطاعت کریں جس پر امام نے فرمایا بس اب جا بھٹ تو تم ہو گئی اور تو نے مان لیا جس پر وہ کہتا ہوا اٹھا کہ کاپ حضرت کو سفید و سیاہ سب کا علم ہے خدا بہتر جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کن لوگوں میں قرار دے۔

وضاحت: امام محمد باقر علیہ السلام نے عبداللہ بن نافع کو ایک نقل اور دست جواب دیا جو عرف چند الفاظ پر مشتمل تھا آپ نے فرمایا کہ خدا کو اس کا علم تھا کہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اہل نہروان کو قتل کریں گے اگر علم تھا تو اس کے باوجود خدا کا امیر المؤمنین کو اپنا محبوب قرار دینا کیا معنی رکھتا ہے منشاء ایزدی کے خلاف عمل کرنے سے تو سارے اعمال بے کار ہو جاتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا اس سے باہر تھا کہ جناب امیر علیہ السلام اہل نہروان کو قتل کریں گے اعداں کا یہ قتل کرنا جائز و درست ہوگا

اور نشانہ ایزدی کے مطابق ہوگا اور اطاعت الہی قرار پائے گا اگر یہ مان لیا جائے کہ خدا کو مستقبل کی خبر نہ تھی تو اس سے خدا کی الوہیت پر بہت بڑا الزام آتا ہے جسے تسلیم کرنے والا کافر ہے لہذا یہ ماننا چاہئے گا کہ خدا نے معرفت پر علیہ السلام کو اپنے محبوب ہونے کی سند یا اس طور عنایت فرمائی کہ اسے علم تھا کہ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام جملہ طرح ماضی و حال میں خدا کے مطیع و ذوال برادر رہے اسی طرح مستقبل میں بھی جو عمل کریں گے وہ عین مشا خداوندی اور اطاعت الہی ہوگا۔ لہذا خدا نے اس فطیم ہستی کو اپنی محبوبیت کی سند عطا فرمادی جس کا عبداللہ بن نافع نے نقل کیا

تفسیر آیات قرآنی

النابی میں زین العاشم سے مروی ہے کہ ایک دفعہ قتادہ بن دعنا امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تم اہل بعو کے فقیر ہو؟ تو قتادہ نے عرض کیا جی ہاں لوگوں کا برسے بارے میں یہی خیال ہے جس پر امام نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم قرآن کے مفسر میں ہو تو انہوں نے عرض کیا کہ ایسا ہی ہے تو حضرت نے فرمایا کہ تم قرآن کی تفسیر علم سے کرتے ہو یا جہالت سے؟ تو وہ کہنے لگے کہ میں علم سے تفسیر قرآن کرتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ تم علم سے قرآن کی تفسیر کرتے ہو تو پھر بلند حیثیت کے آدمی ہو میں تم سے کچھ سوال کروں گا قتادہ نے کہا مزید پوچھیے تو حضرت نے فرمایا کہ مجھے اس ارشاد خداوندی کے بارے میں بتاؤ **وَقَدْ رَفَعْنَا فِيهَا السِّيْرَةَ سَيْرِفًا فِيهَا كَيْلًا لِيَأْتِيَنَّكُمْ أَمْثَلُكُمْ** اور ہم نے ان میں آمد رفت کی راہ مقرر کی تھی ان راتوں اور دنوں میں بے گھلے چلو پھرو۔ تو قتادہ نے کہا کہ یہ اس شخص کے بارے میں ہے جو جا کر حلال زاد سفر و حلال سواری اور حلال دجان کرے کہ اس کے ساتھ خدا کی طرف آئے تو اسے کوئی خون نہ ہوگا اور وہ بالکل محفوظ رہے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کی طرف واپس نہ جائے تو حضرت نے فرمایا کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ ایک شخص گھر سے جائز زاد راہ اور جاننا جرت کے ساتھ بیت اللہ کے لیے نکلے راہ میں چوری ہو جائے سارا زاد راہ جاتا ہے نہ ہائے اور کھانے پینے کا کل سامان ختم ہو جائے تو قتادہ کہنے لگا بے شک ایسا ممکن ہے تو حضرت نے فرمایا اسے قتادہ یہ انوس کی بات ہے اگر تم نے قرآن کی تفسیر اپنی طرف سے کی تو کچھ لو کہ تم خود بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈال دیا اور اگر تم نے دوسروں سے سنی سنائی تفسیر بیان کی تو تم بھی ہلاک ہوئے اور دوسروں کی ہلاکت کا باعث بنے اسے قتادہ یہ انوس کی بات ہے۔ سنو یہ آہ مبارکہ میں اس سے وہ شخص ہوا ہے جو کہ زیاد راہ اور دوسرے جائز اسباب کے ساتھ اپنے گھر سے چلے اس کا بیت اللہ کا اللہ ہوا ہے ہمارے حق کو پہچاننا اور اس کا دل ہمدی طرف مائل ہو جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے **وَالْحُجُلُ الْكِبْرُ الْمُتَرَبِّعَاتُ السَّائِرَاتُ كَذَبُوا فِيهَا كَذَبُوا فِيهَا** دوسرے اہل ہمت ۳۴ تو کہ لوگوں کے دلوں کو کنی طرف مائل کرے اس سے بیت مراد نہیں ہے اگر خانہ خمد مراد ہوتا تو لیس جو واحد کی منیر لائی جاتی

لیکن انہیں فرمایا گیا یعنی مع غائب کی شہادت گنی تو خدا کی قسم وہ ہم ہیں جو حضرت ابراہیم کی دعا ہیں کہ جن کی طرف کسی کا دل مائل ہوگا تو اس کا جہنم قبول ہوگا ورنہ نہیں اسے قتادہ جب اس طرح ہوگا تو وہ شخص قیامت کے دن عذاب جہنم سے بے خوف رہے گا جس پر قتادہ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں تو اس کی تفسیر اسی طرح بیان کرتا رہا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ قتادہ یہ انہوں کی بات ہے قرآن مجید کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو ان کے مخاطب ہیں۔

والکافی جلد ۳ ص ۳۳

توضیح :- قتادہ بن دعابہ مائہ کے مشہور محدثین و مفسرین میں سے تھے جن کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے اشاعت فرمایا کہ تم ایسے عالم ہو جو تعریف کا محتاج نہیں بشرطیکہ تم قرآن کی تفسیر علم سے کرتے ہو اور مناسب ہے کہ ایسے شخص کی طرف علوم میں رجوع کیا جائے اور اپنی طرف سے قرآن کی تفسیر کر دینا اپنے اور دوسروں کے لیے ہلاکت کا باعث ہے اور ارشاد الہی **فَلَا تَزِدُ الَّذِينَ هُمْ أَلْفٌ مِّنْ دُونِ اللَّهِ** کے بارے میں تمام مفسرین میں یہ مشہور ہے کہ اس آیت مبارکہ کی شان نزول ان بستیوں کے احوال کا بیان ہے جو قوم سبا کے زمانہ میں تھیں مطلب یہ ہوا کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ تم نے ان کے آرام و سائش کے بقدر ان بستیوں میں آمدورفت کی طاقت رکھ دی تھی کہ وہ قریب منانوں کے سبب محمد و رسول کے محتاج نہ تھے اور ارشاد الہی **لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا إِذْ يُخْرِجُ مِنْهُمْ رَسُولًا عَلَيْهِمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ** اور روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ **دَسِينُوا** کی مخاطب یہ امت ہے اور اسے متوجہ کیا جا رہا ہے یا پھر یہ کہ اس سے عام خطاب مراد لیا جائے جن میں یہ بھی شامل ہیں۔

حضرت امام کا یہ ارشاد کہ اس سے بیت اللہ مراد نہیں تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ بیت اللہ کی طرف لوگوں کا میلان ہے ورنہ کیا کھینچ دیا جاتا اور جمع کی ضمیر ذاتی بلکہ جناب ابراہیم کی دعا تھی کہ خداوند عالم ان کی اس ذہنیت کو جو خدا کے پاس آیا ہوا انبیاء اور خلفاء قرار دے کہ ان کی طرف لوگوں کے دل مائل ہوں چنانچہ ان حضرات کی طرف پہنچنے کا ایک ذریعہ وسیلہ بنتا ہے اور خدا نے اس دعا کو جناب نبی آخر الزمان اور آپ کے اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں شرف قبولیت بخشا جو حقیقتہً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ ہیں۔

جناب جہری کہتے ہیں کہ ایک حدیث یہ بھی ہے کہ میں اپنے باپ ابراہیم کی دعا اور جناب عیسیٰ کی خوشخبری ہوں چنانچہ دعا حضرت ابراہیم تو اس صورت میں ہوئے کہ ارشاد خداوندی ہے۔
وَإِن يَحْكَمْ فِي هَؤُلَاءِ لَأُقْتَلُوا وَلَوْلَا كَيْدُ آلِ قَارُونَ لَاحْتَضَرُوا مَدْيَنَ فَجَاءُوا بِهَا بِرَبِّهِمْ وَاسْتَشَارُوا بَنِي إِسْرَائِيلَ (سورہ بقرہ آیت ۱۲۹) ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت کریں اور بشارت حضرت عیسیٰ کے سلسلہ میں یوں ارشاد خداوندی ہوا **وَكَهْنَسُ كَلِمَاتِهِمْ لِيُؤْتِيَهُنَّ آيَاتِي مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ فَكَرِهَ اللَّهُ لَهَا اسْمَ كُفْرِمْ وَأَضَلَّ اللَّهُ سَبِيلَ قَوْمِهِمْ لِيُتَيَسَّرَ لِقَائِهِمْ يَوْمَ يُؤْتِيهِمْ آيَاتِهِ فَضَلَّ سَبِيلَهُمْ فَأَجْرَكُنَّ فَذَمُّوا رَسُولَهُمْ** (سورہ صافات آیت ۶) میں خوشخبری دیتا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آئیں گے جن کا نام محمد ہوگا۔

طاؤوسِ یمانی کے سوالات اور ان کے مدلل جوابات

الاجتہاد میں ابان بن قلوب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ طاؤوسِ یمانی اپنے ایک ساتھی سمیت طواف کعبہ کے لیے آئے تو دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام بھی طواف میں مشغول ہیں تو طاؤوس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ حیران عالم معلوم ہوتے ہیں جب حضرت طواف سے فارغ ہوئے تو درگت نماز ادا فرمائی۔ جب نماز پڑھ چکے تو آپ کی خدمت میں لوگ آئے لگے تو طاؤوس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ نماز ادا کرو اور جعفر محمد باقر علیہ السلام کے پاس چلیں اور ایک سوال کریں جس کے بارے میں مجھے کوئی معلوم نہیں چنانچہ دونوں سے اور حضرت کو سلام کیا طاؤوس نے عرض کیا اے ابو جعفر علیہ السلام آپ کو معلوم ہے کہ ایک تہائی آدمی کب ہلاک ہوتے تو امام نے فرمایا اے ابو جعفر علیہ السلام ایسا تو کبھی نہیں ہوا بلکہ شاید تمہاری مراد لوگوں کی ٹہ چوہتانی آبادی سے ہے تو طاؤوس کہنے لگے وہ کس طرح؟ تو حضرت نے فرمایا کہ ٹہ آدمی اس وقت ہلاک ہوتے جب قابیل نے ابیل کو مار ڈالا اس وقت چار آدمی تھے آدم و حوا اور ابیل و قابیل۔ تو طاؤوس کہنے لگا سچ فرمایا تو حضرت نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ قابیل کے ساتھ کیا گیا وہ کہنے لگے مجھے معلوم نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اسے دھوپ میں رکھ دیا گیا ہے اور قیامت تک اس پر کھولنا ہوا پانی ڈالا جاتا رہے گا۔ (الاجتہاد ص ۳۳)

بروایت دیگر

کتاب الاجتہاد میں ایک دوسری روایت جناب ابویسیر سے نقل کی گئی ہے جس میں تہائی یا چوہتانی آبادی کی ہلاکت کے سوال کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام سے طاؤوسِ یمانی کے دوسرے سوالات کا تذکرہ کیا گیا ہے جن میں طاؤوسِ یمانی نے حضرت امام سے مزید سوال یہ کیا کہ انسان کا باپ کون ہے، قاتل یا مقتول یعنی قابیل یا ابیل تو حضرت نے فرمایا کہ نسل آدم ان دونوں میں سے کسی ایک سے نہیں چلی بلکہ سب انسانوں کے باپ جناب شیث ہیں اور انہی سے جناب آدم کی نسل چلی ہے۔ طاؤوس نے پوچھا کہ جناب آدم کو آدم کیوں کہا گیا تو فرمایا کہ انہیں اس لیے آدم کہا گیا کہ ان کی طبیعت پست زمین کی ظاہری سطح سے بلند ہوئی پھر طاؤوس کہنے لگے کہ جناب تو انہی کیوں کہا جاتا ہے تو حضرت نے فرمایا اس لیے کہ وہ ایک زندہ یعنی جناب آدم کی پہلی سے خلق کی گئیں طاؤوس نے عرض کیا کہ ابلیس کو ابلیس کیوں کہتے ہیں تو فرمایا اس لیے کہ وہ رحمت خداوندی سے مایوس ہے پھر سوال کیا کہ جن کو جن کیوں کہا جاتا ہے تو ارشاد فرمایا اس لیے کہ وہ پوشیدہ رہتے ہیں اور انسان کو دیوانہ اور جن بنا دیتے ہیں اور دکھائی نہیں دیتے پھر کہنے لگے کہ یہ فرمائیے کہ پہلا جنوٹ کس نے بنا دیا تو امام نے جواب دیا کہ وہ پہلا

جھوٹ بولنے والا ابلیس تھا جب اس نے یہ کہا تھا کہ میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور انہیں مٹی سے اور آگ مٹی کو ملا ڈالتی ہے تو وہ مٹی سے افضل ہے۔

طاؤوس نے عرض کیا کہ یہ بتائیے کہ وہ کونسی قوم ہے جس نے حق کی گواہی دی لیکن درحقیقت وہ جھوٹے تھے تو حضرت نے جواب دیا کہ وہ منافقین ہیں جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں چنانچہ خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اذ احکمتکم فی الدین قالوا استشهدنا انک لکرسول اللہ ووالدہ یعلمون انک لکرسول اللہ ووالدہ یشہدان انک لکرسول اللہ کاذبون رسول منافقوں آیت سے اسے رسول جب منافق تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو اقرار کرتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور خدا جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن خدا گواہی دیتا ہے کہ منافق جھوٹے ہیں طاؤوس نے یہاں سوال کیا کہ یہ فرمائیے کہ وہ کونسا پیمانہ ہے جو عرف ایک بار اٹھا اور اس سے پہلے یا اس کے بعد پھر نہیں اٹھا اور جس کا خدا نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے تو امام نے فرمایا کہ وہ طور سینا ہے کہ اُسے خدا نے بنی اسرائیل پر اٹھایا جب کہ اس نے ان پر اپنا سایہ ڈالا اس میں طرح طرح کے خراب تھے خدا نے قرآن میں یوں اس کا ذکر فرمایا ہے واذ نکفنا ابلجکل فو کفہم کانہ کلثۃ وکلنوا انک وواقیع جعفر زورہ اعلان آیت ۱۷۱ تو اسے رسول بیہود کو یاد دلاؤ جب ہم نے ان کے سروں پر پہاڑ کو اس طرح لٹکایا کہ گویا سائبان تھا اور وہ لوگ سمجھ چکے تھے کہ ان پر اب گرے گا طاؤوس نے عرض کیا کہ مجھے اس رسول کے بارے میں بتائیں کہ جسے خدا نے بھیجا تھا اور وہ نہ جنوں میں سے تھا نہ انسانوں میں سے اور نہ فرشتوں میں سے۔ خداوند عالم نے جس کا ذکر قرآن میں کیا ہے تو امام نے فرمایا وہ کوآ تھا جسے خدا نے اس لیے بھیجا تھا کہ وہ قابل کو بتائے کہ وہ اپنے بھائی بائبل کی لاش کو کس طرح مٹی میں پھیلانے جب کہ وہ بائبل کو قتل کرچکا تھا خداوند عالم نے اس طرح ارشاد فرمایا فبعث اللہ کلایا یکتلم فی اللہ من یریدہ کیت یقول وکیف ارجع منکواۃ اذین رسولہ سورہ مائدہ آیت ۳۱ تو خدا نے ایک کوٹے کو بھیجا کہ وہ زمین کو کرہ پر لگا تاکہ اسے قابل کو دکھائے کہ اسے اپنے بھائی کی لاش کیونکر چھپانا چاہیے۔

طاؤوس نے کہا کہ یہ بتائیں کہ وہ کون تھا جس نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا مگر وہ جنوں میں سے ہے نہ انسانوں میں سے اور نہ فرشتوں میں سے اس کا بھی خدا نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ وہ چیز نئی ہے جب کہ اس نے کہا تھا یا ایتہ النمل اذ خلقوا مستاکم ولا یحیطونکم فمسیکات وجنودہ وھذا لکیشعشع وفت سورہ النمل آیت ۱۸ اسے پریشان ہونے اپنے یوں میں گھس جاؤ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور ان کا لشکر نہیں روند ڈالے اور انہیں اس چیز کی خبر بھی نہ ہوچ طاؤوس نے پھر کہا کہ یہ بتائیے کہ وہ کون تھا جس پر جھوٹ ٹھوپ دیا گیا اور وہ نہ جنوں

نہ انسانوں نہ فرشتوں میں سے ہے جس کا ذکر بھی قرآن مجید میں ہے تو حضرت نے فرمایا کہ جس پر جھوٹا الزام لگایا گیا وہ بھی دیا تھا جس پر جناب یوسف کے بھائیوں نے جھوٹ لگائی کہ انہیں بھیٹا گیا گیا طاؤوس نے کہا کہ یہ بتائیے کہ وہ کون سی چیز ہے کہ جس کا جھوٹا حلال ہے اور جس کا زیادہ حرام ہے اور خداوند عالم نے اس کا اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے تو حضرت امام نے جواب دیا کہ وہ نیر طالوت ہے جیسا کہ ارشاد ہالی ہوا اذ احکمتکم فی الدین قالوا استشهدنا انک لکرسول اللہ ووالدہ یعلمون انک لکرسول اللہ ووالدہ یشہدان انک لکرسول اللہ کاذبون مگر جو اپنے ہاتھ ایک چلو پھیر (رکے پی) سے طاؤوس کہنے لگے کہ اس فرض غمانکے بارے میں بتائیے جو بغیر دھوکے پڑھی جاتی ہے اور اس روزے کے بارے میں بتائیں جو کھانے پینے سے مانع نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ بغیر دھوکے کے صلوٰۃ تو وہ محمد و آل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا ہے جس کے لیے دھوکے ضرورت نہیں ہاؤوس نے تو وہ خاموشی کا رنہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا اذ احکمتکم فی الدین قالوا استشهدنا انک لکرسول اللہ ووالدہ یعلمون انک لکرسول اللہ ووالدہ یشہدان انک لکرسول اللہ کاذبون سورہ مریم آیت ۲۷ میں نے خدا کے واسطے روزے کی نذہ کی تھی تو میں ہرج ہرگز کسی سے بات نہیں کر سکتی

طاؤوس نے پھر سوال کیا کہ اس چیز کے بارے میں بتائیے جو کم اور زیادہ ہوتی ہوتی ہے اور وہ کون سی شے ہے جو زیادہ تو ہوتی ہے لیکن کم نہیں ہوتی اور وہ کون کی چیز ہے جو کم تو ہوتی ہے مگر زیادہ نہیں ہوتی تو امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ وہ چیز جو گھٹتی پڑھتی رہتی ہے وہ چاند ہے اور جو بڑھتی ہے اور گھٹتی نہیں وہ سمندر ہے اور وہ چیز جو گھٹتی ہے اور بڑھتی نہیں وہ عمر اور زندگی ہے۔

(الاجتہاد ص ۵۷۴)

خانہ کعبہ تمام مکاتول سے افضل ہے

الکافی میں جناب زرارہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت پاؤں پر بیٹھے ہوئے ٹانگوں اور پیچھے کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لیے ہوئے تھے آپ قبلہ رو تشریف فرما تھے کہ فرمایا کہ کعبہ کی طرف نظر کرنا بھی عبادت ہے کہ اسے میں تبدیل بجیل کے عامر بن مراح فرزندت ہوئے تو انہوں نے جناب امام سے کہا کہ کعب الاحجار اس کے قائل ہیں کہ خانہ کعبہ ہر روز بیت المقدس کو سہرا کرتا ہے تو حضرت امام نے فرمایا کہ کعب تمہارا اس قول کے بارے میں کیا خیال ہے تو وہ کہنے لگے کہ کعب کی بات تو صحیح ہے جس حضرت امام نے غصہ میں ارشاد فرمایا کہ تم بھی جھوٹ کہتے ہو اور تمہارے ساتھ کعب الاحجار بھی جھوٹا ہے زرارہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے میں نے حضرت کو یہ کہتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اس کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے زمین کا کوئی ایسا ٹکڑا خلق نہیں فرمایا جو اسے کعبہ سے زیادہ محبوب ہو پھر حضرت نے اپنے ہاتھ سے کعبہ کی

کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک کوئی جگہ اس سے زیادہ فضیلت و احترام والی نہیں ہے یہ کہہ ہی رہے کہ اس کی حرمت کے پیش نظر آسمان زمین کی تخلیق کے وقت خلعت اپنی کتاب میں چند ہیئتوں کو رام فرمایا اور ابے جن میں جن میں تین ہیئتیں تو پے در پے آتے ہیں قرع سے متعلق ہیں اور وہ ماہ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں اور ایک ہیئت عمرہ کے لیے ہے جو رجب کا ہیئت ہے۔

(الکافی جلد ۱ ص ۲۲)

آسمان و زمین کے کھلنے اور بند ہونے کے بارے میں امام سے سوال

المنابع الارشاد اور الاحوال میں مروی ہے کہ عمر بن عبد العاص نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں سوال کے ذریعہ آپ کے امتحان کی عرض سے حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ پر قربان جاؤں خداوند عالم کے اس ارشاد کا مطلب تو ارشاد فرمائیے کہ "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنَ الْبَرِّ الْبَرِّيَّ وَالْأَوَّلُ مِنَ الْبَرِّيَّاتِ وَالْأَوَّلُ مِنَ الْبَرِّيَّاتِ كَانَتْ آرْتَاكَ تَرْتَاكَ فَتَفْتَقْنَا هَا رَسُوهُ الْآبَاءُ بِأَيْتِ ۳۰" جو لوگ کانزویچے کیا ان لوگوں نے اس بات پر فرزند نہیں کیا کہ آسمان و زمین دونوں بستہ بند تھے تو ہم نے دونوں کو شکافتہ کیا اور فرمایا اس آریہ مبارکہ میں ملحق و فائق سے کیا مراد ہے؛ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ قرع سے یہ مراد ہے کہ آسمان سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین سے نباتات و گھاس و پھوس نہیں آتی تھی تو خدا نے آسمان و زمین کو بارش و نباتات سے کھول دیا یعنی بارش بھی ہونے لگی اور زمین پر پھل پھول پودے و غیرہ بھی لگنے لگے یہ سن کر عمر بچے گئے اور حضرت کے جواب پر کوئی اعتراض یا اس کی تردید نہ کر سکے اس کے بعد پھر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ میں آپ کے قربان جاؤں خدا نے تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں وضاحت فرمائیں "وَمَنْ يَخْلُقْ عَالَمًا مَعْشُورًا فَتَقْتُلْهُ هُوَ" (سورہ طہ آیت ۸۱) اور یاد رکھو جس پر میرا غضب نازل ہوا تو وہ یقیناً گمراہ رلاک، ہوا تو یہ دنیا ہیے غضب الہی کیا ہے تو جناب امام نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا غضب اس کا غضب ہے اسے عمر و یویر لگان رکھے کہ کوئی شخص خدا کو متغیر و متبدل کر دیتی ہے اور وہ اس چیز کا اثر قبول کر لیتا ہے تو ایسا گمان رکھنے والا کافر ہے۔

(الاحتجاج ص ۱۷۱)

کائنات میں سب سے بڑے عالم

منابع ابن شہر آشوب میں منقول ہے کہ ابرش کبی نے امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہشام سے کہا کہ عراق میں یہ کون شخص ہیں کہ جن کے گرد لوگ جمع ہو کر مسائل دریافت کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ یہ کوفہ کے نبی ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ یہ فرزند رسول باقر العالم اور مفسر قرآن ہیں میں ان سے ایک ایسا مسئلہ پوچھتا ہوں کہ یہ اس کا جواب ہی نہ دے سکیں گے چنانچہ یہ حضرت امام کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ نے تورات و انجیل اور زبور و قرآن کو پڑھا ہے؛ تو حضرت نے جواب دیا ہاں، تو کہنے

لگا لگا پ سے کچھ سکتے ہو چنانچا ہتا ہوں تو حضرت نے فرمایا کہ اگر تو طالب ہدایت ہے تو تو اس سے نفع حاصل کرے گا اور اگر تو سوال کسی لغزش کی تلاش میں ہے تو تو گمراہ ہو جائے گا۔ ابرش نے کہا کہ بتائیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فترت کا زمانہ کتنا تھا کہ جس میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تو حضرت نے فرمایا ہمارے قول کے مطابق پچھ سو سال کا وقفہ زمانہ فترت رہا۔ پھر اس نے کہا کبھی خداوند عالم کے اس قول کے بارے میں بتائیے "يَوْمَ نُفِخُ فِي الصُّورِ الْآخِرِ رَسُوْلًا" آیت ۲۸ جس دن یہ زمین بدل کر دوسری زمین کر دی جائے گی تو لوگ قیامت کے دن فیصلہ ہونے تک کیا کھائیں پئیں گے؛ تو فرمایا کہ ان چمک دار تعالیٰ کی طرح ایک زمین ہوگی جس میں نہیں ہوں گی لوگ انہی سے کھائیں پئیں گے یہاں تک کہ حساب سے فراغت ہوگی تو ہشام نے کہا کہ ان سے یہ بھی تو پوچھیے کہ اس وقت وہ کون سی چیز ہوگی جو کھانے پینے سے بے ضرر دے گی تو امام نے فرمایا کہ جہنم میں ہونا کیا کم مصیبت ہے لیکن وہ اس کہنے سے بے خبر نہ ہوں گے "أَفَإِنْ ضُؤُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَكَرِ أَوْ نَجَّوْنَا فَعَلْمُ اللَّهِ" (سورہ الاعراف آیت ۱۵۰) ہم پر تمہوڑا سا پانی ہی اتاریں دو یا جو تمہیں) خدا نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کچھ (دسے ڈالیں)

مادی کا بیان ہے کہ یہ سس کر ابرش کو پڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ بے شک آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دتر کے فرزند ہیں پھر وہ ہشام کے پاس پہنچا اور کہنے لگا اسے بنو امیہ ہم تم سے بات کرتے یہ بزرگ تو آسمان و زمین کی چیزوں کے جاننے میں زمین والوں میں سب سے بڑے عالم میں اور حضرت پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں۔

اس مذکورہ واقعہ کو جناب کلینی نے نافع غلام ابن عمر سے روایت کیا ہے اور اس میں کچھ اضافہ ہے جن میں ایک بات یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تو نہ روان والوں کے بارے میں کیا کہتا ہے اگر تو یہ خیال ہے کہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے ان سے حق پر قتال کیا تھا تو تو اپنے دین سے بھر گیا اور اگر تو کہتا ہے کہ انہوں نے نہ روان والوں سے باطل پر قتال کیا تو تو کافر ہو گیا مادی کا بیان ہے کہ وہ یہ کہتے ہوئے آپ کے پاس سے پلٹا کہ خدا کی قسم آپ بے شک لوگوں میں سب سے بڑے عالم ہیں اور ہشام کے پاس چلا گیا۔ (الکافی جلد ۱ ص ۲۲۷، ص ۲۳۰)

جناب ابو حنیفہ اور امام

ابو القاسم طبری الکافی شرح اہل السنۃ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن جناب ابو حنیفہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے جب کہ جناب امام محمد میں تشریف فرما تھے پوچھا کہ میں آپ کے پاس بیٹھ سکتا ہوں؛ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ تم ایک مشہور و معروف آدمی ہو میں پسند نہیں کرتا کہ تم میرے پاس

بیٹھو وہ نہ مانے اور بیٹھے گئے انہوں نے حضرت امام سے کہا کہ کیا آپ امام ہیں تو حضرت نے فرمایا "نہیں" تو کہنے لگے کہ اہل کوفہ تو یہی گمان کرتے ہیں کہ آپ امام ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں کیا کر سکتا ہوں امام ابوحنیفہ کہنے لگے کہ آپ انہیں نکھیں اور اس سے منع کریں حضرت نے فرمایا وہ میرا کیا کیا مانیں گے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ لوگ اس کے مقابل میں ہم سے دور ہیں جو ہمارے سامنے ہے یعنی تم تو میرے پاس بیٹھے ہو تم نے ہمارا کون سا کھنا مان لیا میں نے تم سے کہا تھا کہ میرے پاس نہ بیٹھو لیکن تم بیٹھے گئے اسی طرح اگر میں اہل کوفہ کو نکھوں بھی تو بھی وہ میرا کھانا مانیں گے جیسے تم نے نہ مانا یہ میں کہ کتاب ابوحنیفہ خاموش ہو گئے۔

(المناقب جلد ۳ ص ۳۱۳)

وضاحت مذکورہ بالا روایت میں یہ بات واضح ہے کہ جناب ابوحنیفہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی امامت کے قائل نہ تھے ورنہ یہ سوال نہ کرتے کہ کیا آپ امام ہیں؟ اور ان کا یہ سوال مقلد اور مطیع کی حیثیت سے نہ تھا اگر حضرت امام علیہ السلام یہ فرماتے کہ میں امام ہوں تو فوراً حکومت کی مخالفت کا رخ اس طرف ہو جاتا حضرت کا اس سے انکار اس وجہ سے نہ تھا کہ واقعی آپ امام نہ تھے بلکہ فتنہ کو دبانام مقبول تھا جب کہ ارشاد خداوندی ہے کہ الفتنه من القتل سب فتنه مومن کے قتل سے بھی زیادہ سنگین ہے تو امام کس طرح یہ فرماتے کہ میں امام ہوں اور یہ ذرا کہ ایک فتنہ کو دعوت دیتے۔

عبداللہ بن عمر سے متعلقہ پر بحث

کشف النور میں کتاب نزل اللہ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ متعہ کے بواضع کا فتویٰ دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنے کتاب میں حلال کیا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور آنحضرت کے اصحاب نے اس پر عمل کیا ہے تو عبداللہ نے کہا لیکن جناب عمر نے اس منع کیا ہے تو حضرت نے جواب دیا کہ تو اپنے ساتھی کے قول پر عمل کرنا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول پر عمل کرتا ہوں جس پر عبداللہ نے کہا کہ کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کی قرأتیں بھی ایسا کہنے لگیں تو حضرت نے فرمایا کہ اسے اجنبی خوردنی کے ذکر کا کیا موقع ہے جس چیز کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا اور بندوں کے لیے حلال کر دیا کیا وہ تیرے یا اس سے نبی کرنے والے کے کہنے سے متغیر ہو سکتا ہے کیا تمہیں یہ پسند آتا ہے کہ تیرے حرم (نزدیکی ہو تریں) میں سے کوئی شرب کے جلا ہے سے شادی کر لے تو اس نے کہا کہ نہیں تو حضرت نے فرمایا کہ جسے خدا نے حلال کیا ہے تو اسے کیوں حرام کر رہے تو کہنے لگا کہ میں حرام نہیں کرتا لیکن جو لایا میرا کون نہیں ہے حضرت نے فرمایا کہ خدا تو جو ہے کے نکل سے خوش ہو کر حرم سے اس کی ترویج کر دے گا اور تو اس شخص سے نفرت کرتا ہے جس کی طرف خدا رحمت دکھاتا ہے اور تو اس شخص سے بے پروا ہو کر دنیا پر دوڑتا پاتا پاتا

ہے جسے خدا نے حور جنت کا نذر قرار دیا ہے یہ منکر عبداللہ منس پرانا اور کھنڈر کا گلاب محلات کے سینے م کے درختوں کے منابت (پھولوں کی پھولیں) میں ان کے پھل آپ کو ملتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو ان کے پھلے ملتے ہیں۔

(کشف النور جلد ۲ ص ۲۱۳)

مولف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں بہت سی اخبار و روایات کتاب الاحتمالات میں بیان کی گئی ہیں جن میں باب الرد علی الخوارج الجواب تفسیر امام ان محلات کی شان میں نازل شدہ آیات دہانی کے باب شامل ہے۔

قادر بن دعامر بصری سے مباحثہ

الکافی میں ابو حمزہ ثمالی سے مروی ہے ان کا بیان ہے کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آئے اور انہوں نے سلام کیا اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ اے بندہ خدا آپ کون ہیں تو میں نے کہا کہ میں اہل کوفہ میں سے ہوں آپ کی کیا حاجت ہے تو وہ بولے کہ کیا آپ حضرت امام ابو حمزہ محمد باقر علیہ السلام کو جانتے ہیں میں نے جواب دیا کہ ہاں ہاں میں انہیں جانتا ہوں آپ کی ان سے کیا حاجت ہے تو کہنے لگے کہ میں نے چالیس سٹکے تیار کیے ہیں جن کے بارے میں ان سے سوالات کرنا چاہتا ہوں اور ان مسائل میں حق و باطل کے تمام امور شامل ہیں ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے دالے سے پوچھا کہ کیا جنہیں حق و باطل کے درمیان امتداد حاصل ہے اور دونوں میں فرق کر سکتے ہو تو وہ کہنے لگے کہ ہاں ہاں کہوں نہیں تو میں نے کہا کہ جب تم خود حق و باطل کے درمیان تیز کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو تو پھر حضرت امام سے تمہارا کیا کام؟ وہ کہنے لگے کہ اے اہل کوفہ تم وہ لوگ ہو جن میں حقیقت کے سمجھنے کی قدرت نہیں لہذا جس وقت تم حضرت امام کو دیکھو تو مجھے اس کی اطلاع کر دینا یہ باتیں ہمیں ہی تھیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ان سے آپ کے کہ اہل خراسان دفرہ کا مجمع تھا جو حضرت ولاد سے مناسک حج کے بارے میں کچھ سوالات کر رہے تھے حضرت اپنی نشست پر مدقن اتر رہے یہ اجنبی بھی حضرت کے قریب بیٹھ گئے ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں بھی جا بیٹھا اور امام کی گفتگو کو مستحضر رہا آپ کے چاروں طرف حلال کا مجمع تھا۔

جب حضرت امام ان کے مسائل اور مروی امور سے فارغ ہو چکے اور وہ لوگ چلے گئے پھر حضرت ان سے دالے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے دریافت فرمایا معافی آپ کون ہیں تو وہ کہنے لگے کہ میں قادر بن دعامر بصری ہوں حضرت نے فرمایا کہ بصرہ کے فقیر ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے قادر تم پر انہوں سے یہ جان لو کہ خداوند عالم نے ایک جماعت کو پیدا کیا ہے اور انہیں اپنی مخلوق پر جمعیں قرار دیا ہے وہ اس کی زمین کی زمینیں ہیں وہ خدا کے حکم سے قائم ہیں وہ اس کے حکم کے رکھنے والے ہیں جنہیں خدا نے دنیا کے پیدا کرنے سے پہلے ہی منتخب کر کے اپنے عرش کے داہری طرف

کام لیا اور عمر کہتے ہیں کہ میں نے کرتادہ و شکر کا خوش سہ پہر لوٹے کہ خدا آپ کو بڑے غیور سے خلیق قسم میں جسے بڑے فقہار کی مجلسوں میں بیٹھا ہوں جن میں ابن عباسؓ کی شخصیت بھی شامل ہے لیکن ان میں کسی کے سلف نے مجھے اتنا اضطراب نہیں سوا جتنا آپ کے سامنے ہو رہا ہے جناب امام نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت تم اس شخص کے سلف ہو جن کا ذکر اس آیت مبارکہ میں ہے کہ ان گھروں میں خدا کی نعمت اور اس کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے یہاں صبح و شام اس کی تسبیح کی جاتی ہے ان گھروں میں رہنے والے ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت خدا کے ذکر سے غافل نہیں کرتی اور نہ ہی نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے بے خبر کرتی ہے۔ قتادہ یہ جان لو کہ وہ ہم لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ قتادہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا میں آپ کے قریب حاضر ہوں یہ گھر چھرا اور مٹی کے گھر نہیں ہیں۔

اس کے بعد قتادہ نے عرض کیا کہ پیڑ کے بارے میں کیا حکم ہے جس پر حضرت امام مسکراتے اور فرمایا کہ اب تم مسائل میں ایسے مسئلہ پر اتنا سہ جو پھر آپ نے فرمایا کہ وہ جائز ہے قتادہ کہنے لگے کہ ایسا بھی ممکن ہے کہ اس میں مردہ جانور کا پیر ملا دیا گیا ہو اور اس کی بوائی ہو تو حضرت نے فرمایا کوئی مفنا لقمہ نہیں اس لیے کہ دودھ اور پیر میں خون ٹہری اور نہیں نہیں ہوتی لہذا گوہر اور خون سے پاک کرتی ہے یہ تو بڑا عجز ہے کہ میں جو مردہ ہو اور اس میں سے انڈے کو نکال لیا جائے تو کیا تم اس انڈے کو کھاؤ گے۔ قتادہ کہنے لگے کہ نہیں میں تو اس کے کھانے کا کسی کو مخ نہیں دے گا حضرت نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ایسے کو مارنے میں سے نکلا ہے اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ انڈے میں مٹی کے ٹکڑے نہ دیا جائے اور اس میں سے پیر نکال آئے تو کیا تم کھاؤ گے اس پر قتادہ نے جواب دیا کہ ہاں اس کا گوشت کھا لوں گا امام نے فرمایا کہ کسی چیز نے تم پر اثر ہے کہ حرام کر دیا اور اس سے بچنے کو حلال کر دیا اسی طرح دودھ پیر میں انڈے کے میں لہذا تم مسلمانوں کے بازار میں جا کر تلیوں کے ہاتھ سے پیر خریدو اور اس پیر کے بارے میں ان سے کہہ دو کہ ہاں یہ تیری ہے کہ کوئی شخص اس کے بارے میں پوری اطلاع ہم پہنچا دے۔

(الکافی جلد ۶ ص ۲۵۶)

شراب دوسرے گناہوں کی طرف مائل کر دیتی ہے

نفس المصد میں احمد بن اسماعیل الکاتب سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں تشریف لائے تو گروہ قریش میں سے کچھ لوگوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ کون ہیں تو انہیں بتایا گیا کہ یہ اہل عراق کے امام اور پیغمبر ہیں تو ان میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ان کے پاس کوئی بھانے اور ان سے سوال کرے چنانچہ ان میں کا ایک بھلاں حضرت کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ سب سے بڑا گناہ کون سا ہے حضرت نے جواب دیا کہ شراب پینا بدترین گناہ ہے یہ سن کر اس جوان نے ان سب کو اس کی اطلاع دی تو انہوں نے اس جوان سے کہا کہ دوبارہ جاؤ وہ پھر امام کے پاس آیا حضرت نے فرمایا کیا میں نے تم سے کہا نہیں کہ شراب کا پینا سب سے بڑا گناہ ہے۔ شراب کا پینا شرابی کو زنا کاری کی طرف لے آتا ہے جو مری نامت قتل کی طرف آمادہ کرتا ہے اور وہ شرک کی طرف بھاگتا ہے

شراب کے سلسلہ میں سارے امور ہر گناہ سے اونچے ہیں اور اسی طرح ہیں جیسے کہ کاس کا درخت اور اس کی بیل ہر درخت پر چھا جاتی ہے۔
(نفس المصد جلد ۶ ص ۲۶۹)

جنائزے کی تعظیم اور آل محمد علیہم السلام

کافی میں جناب زنادہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور کچھ انصاری موجود تھے کہ ایک جنازہ گزرا اور انصاری جنازے کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے لیکن حضرت امام کھڑے نہیں ہوئے اور نہیں بھی بیٹھا رہا۔ انصاری اس وقت تک کھڑے رہے جب تک وہ لوگ جنازے کو لے کر گزر نہ گئے اس کے بعد وہ بیٹھے اور حضرت امام نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے کھڑے ہو جانے کا کیا باعث ہوا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ حضرت جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا کی قسم امام حسین علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا اور ہم اہل بیت میں کوئی فرد جنازے کی تعظیم کے لیے نہیں اٹھا جس پر ان انصاری نے کہا کہ خدا آپ کو جزائے خیر دے میں شک میں پڑ گیا مجھے یہ گمان تھا کہ میں نے امام حسین علیہ السلام کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(المصد السابق جلد ۳ ص ۱۱۱) التہذیب جلد ۶ ص ۲۵۶

دسواں باب

حضرت اما کی نادر اخبار و روایات

امالی جناب شیخ میں منہال بن عمر سے مروی ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ایک شخص آیا اور اس نے حضرت کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا اس شخص نے پوچھا آپ کا مزاج کیسا ہے؟ حضرت امام نے فرمایا تمہیں یہ نہیں کہ ہم کس محل میں ہیں ہماری اس امت میں جیسا اسرائیل کی مثال ہے کہ وہ بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھتے تھے اور ہمارا بھی یہی حال ہے کہ یہ لوگ ہمارے بیٹے کو قتل کر دیتے ہیں اور ہماری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ ان کا ماتم کرتی رہیں، اب اہل عرب بچوں والوں پر فضیلت جتاتے ہیں ایک عجمی نے پوچھا کیا کہ یہ کیسے؟ اہل عرب بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں ایک عربی تھے تو وہ عجمی کھنے لگے کہ بالکل ٹھیک بات ہے قریش نے مجھ سے دوسرے عرب والوں پر اپنی فضیلت جتائی اہل عرب نے پوچھا کہ انفل ہونے کی کیا وجہ ہے تو کہنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاندان قریش میں سے تھے اس لیے دوسرے قبائل پر ہمیں فضیلت حاصل ہے انہوں نے بھی کہا کہ بات تو ٹھیک ہے اگر یہ تمام لوگ اپنے اس کہنے میں جھے ہیں تو پھر ہمیں تمام انسانوں پر فضیلت حاصل ہوئی اس لیے کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذریت ان کے خاص اہل بیت اور ان کی امت ہیں جس میں ہمارے علاوہ کوئی دوسرا شریک ہی نہیں تو وہ شخص کہنے لگا کہ خدا کی قسم مجھے آپ اہل بیت سے محبت ہے تو حضرت اما نے فرمایا تو پھر تم بلا وصیت کی وراثت یا کر لو میں مصائب اٹھانے کے لیے مستعد ہو خدا کی قسم ہماری طرف آلام و مصائب اس سے کہیں زیادہ تیزی کے ساتھ آتے ہیں جیسے وادی و نشیب میں سیلاب آئے بلا وصیت کا نشانہ اہل ہونے ہیں پھر تمہاری باری آتی ہے اسی طرح زندگی کی ہر سوگی اہل

ہم سے ہوگی پھر تمہاری طرف چلے گی۔

در احوال الہوسی ص ۹۵

وضاحت حقیقت تو یہی ہے کہ آل محمد علیہم السلام کی زندگیوں میں مصائب و آلام ہی میں گزریں اور ان کے دوستوں اور دشمنوں پر بھی زمانے نے مصیبت کے پہاڑ توڑے جن کے واقعات سے تاریخ کے اوراق رنگین ہیں امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو ہم اہل بیت کی محبت نکلتا ہو اسے بغیر کسی لیے تیار رہنا چاہیے ایسا شخص دنیا کی آسائشوں سے علیحدہ رہے گا اور فقر و فاقہ پر ہرگز نہ گرا۔ محبت اہل بیت اور حب دنیا کبھی بجا جمع نہیں ہو سکتیں مال و توکلری اہل دنیا کا حصہ ہے اور دولت یعنی آل رسول سے خشک رکھنے والوں کا اسی لیے تو آل محمد علیہم السلام اور ان کے دوستوں نے ہمیشہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار فرمائی اور دنیا سے جو کچھ تعلق رہا وہ بقدر واجب۔ اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ "ہم خدا خواہی و ہم دنیا سے دور۔ خیال ست و عمل ست و جہنم"

حضرت خضر سے جناب امام کی ملاقات

اکمال الدین میں حمزہ بن عمران وغیرہ کے حوالے سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے حضرت امام فرماتے ہیں ایک دفعہ امام محمد باقر علیہ السلام مدینہ کے ایک مہاجر کی طرف نکل گئے اور ایک دیوار کا سہارا لے کر کھڑے ہو گئے یہ ایک فکر مند کا سا انداز تھا اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو جعفر علیہ السلام آپ فکر نہ کریں میں اگر دنیا کے لیے متفکر ہوں تو خدا کا دیا ہوا رزق مہربان کے لیے ہے جس کے لیے نیک و بد کا کوئی فرق نہیں سب کو رزق پہنچاتا ہے اگر آپ آخرت کے لیے فکر مند ہیں تو اس کے لیے بچاؤ دہرے ہے کہ اس دن خدائے تعالیٰ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا حضرت نے یہ سنا اور فرمایا کہ مجھے ان دنوں باتوں میں کسی کے لیے فکر نہیں میں تو ان ذمیر کے فقر کے بارے میں متفکر ہوں تو وہ شخص کہنے لگے کہ کیا آپ نے کسی کو دیکھا ہے کہ اس نے خلا سے طلبِ عافیت کی ہو اور خدا نے اسے مشکل سے نجات نہ دی ہو کیا آپ کی نظر میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے اللہ پر بھروسہ کیا ہو اور اس نے اس کی کفایت و نعمت نکل ہو کیا آپ نے کسی ایسے شخص کو دیکھا ہے کہ اس نے خدا سے خیر کی طلب کی ہو اور خدا نے اسے خیر عطا کیا ہو حضرت امام نے فرمایا کہ یہ کہہ کر وہ شخص چلے گئے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سے پوچھا کہ یہ کون تھے تو ارشاد فرمایا کہ یہ جناب خضر تھے۔

در احوال الدین و تمام النعمہ جلد ۲ ص ۵۵

جناب مدروق علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ ایک دوسری حدیث میں یہ واقعہ امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف منسوب ہے کہ حضرت خضر آپ سے ہم کلام ہوئے تھے۔

حضرت امام کے یہاں مجلس گریہ و ماتم

ان کی بی بی سخی بن عمار سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے بعض اصحاب نے حکم بن یزید کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور تمام اہل خانہ اس وقت وہاں جمع تھے کہ ایک بڑھے بزرگ آئے جو اپنی پھل والی ٹکڑی کا سہارا لے ہوئے تھے انہوں نے دروازہ پر دستک کر کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کے بعد وہ بزرگ اہل بیت تو حضرت امام نے سلام کے جواب میں فرمایا وعلیک السلام رحمۃ اللہ وبرکاتہ اس کے بعد وہ بزرگ اہل بیت کے سب افراد کی طرف متوجہ ہوئے اور السلام علیک کہا اور خاموش ہو گئے سب نے انہیں سلام کیا اور دیا اس کے بعد وہ حضرت امام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ میں آپ کے قربان جاؤں میں آپ کے قریب ہوں خدا کی قسم مجھے آپ سے جبری محبت ہے آپ سے محبت رکھنے والوں سے بھی محبت کرتا ہوں خدا کی قسم مجھ آپ سے اور ان سے جو آپ سے محبت رکھتے ہیں دنیا دی طمع کے پیش نظر محبت نہیں ہے میں آپ کے دشمنوں سے بعض رکھتا ہوں اور ان سے بیزار ہوں اور خدا کی قسم ان سے یہ دشمنی و بیزاری آپس کی بغض اور ذاتی کشیدگی کی وجہ سے نہیں خدا کی قسم میں آپ کے حلال کو حلال اور آپ کے حرام کو حرام سمجھتا ہوں اور آپ کے حکم کا منظر رہتا ہوں میں آپ پر قربان کیا آپ مجھ سے ایسی ہی امید رکھتے ہیں جس پر حضرت امام نے فرمایا آؤ آؤ قریب آ جاؤ یہاں تک کہ حضرت نے ان بزرگ کو اپنے پہلو میں بیٹھا لیا۔

اس کے بعد امام نے فرمایا اے شیخ میرے پدربزرگوار امام علی بن الحسین علیہما السلام کے پاس بھی ایک شخص اسی طرح آئے تھے اور انہوں نے اسی طرح سوال کیا تھا جیسے تم نے کیا ہے تو میرے پدربزرگوار نے ان سے فرمایا تھا کہ اگر تمہاری موت آجائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المؤمنین علی حضرت حسن مجتبیٰ امام حسین اور امام علی بن الحسین علیہم السلام کے پاس پہنچو گے جس سے تمہارے دل کو ٹھنڈک ملے گی اور تمہارا قلب راحت و سکون پائے گا اور کلام کا تبس کے ساتھ کلام و راحت سے تمہارا استقبال ہوگا اگرچہ تمہارا سانس یہاں تک پہنچے گا کہ حضرت نے اپنے ہاتھ پکڑنے حلق کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو تم دیکھ لو گے کہ خداوند عالم تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے گا اور تم ہمارے ساتھ بلند تر درجہ میں ہو گے وہ سن رسیدہ بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام سے عرض کیا کہ اے ابو جعفر یہ کیسے حضرت نے اپنی بات کو دہرایا بزرگ نے کہا اللہ اکبر اسے ابو جعفر اگر میں مجاہدوں تو میں رسول اللہ حضرت علی رضی عنہما شہید کر بلا علی بن الحسین زین العابدین صلوات اللہ علیہم کے پاس پہنچ جاؤں گا میری آنکھوں اور دل کو ٹھنڈک ملے گی کہ ہم کا تبسیں فرشتوں کے ساتھ آلاہوں گے سے میرا استقبال ہوگا اگر میں زندہ رہوں تو میں دیکھ لوں گا کہ خدا نے میری آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرمائی میں

آپ حضرات کے ساتھ بلند ترین درجہ میں داخل ہوں گا ان بزرگ کی یہ حالت تھی کہ وہ لمبے لمبے سانس لے کر رونے لگے اور بچی بندھ گئی یہاں تک کہ وہ زمین سے چٹ گئے امام کے اہل بیت بھی گریہ کرنے لگے شیخ کی حالت پر رونے رونے ان کی بیگیاں بند گئیں حضرت امام نے ان آنسوؤں کو جوان بزرگ کے پوٹوں سے برنگے تھے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا۔

ان بزرگ نے سر کو بلند کیا اور حضرت امام سے کہا کہ فرزند رسول میں قربان جاؤں ذرا اپنا ہاتھ سے قریب لائیے حضرت نے اپنا ہاتھ ان کے قریب کیا ان بزرگ نے ہاتھ پوم لیے انہوں نے حضرت کے ہاتھ کو اپنی آنکھوں اور رخسار پر رکھا پھر اپنا پیٹ اور سینہ کھولا اور حضرت کے دست بملک کو اپنے شکم اور سینہ پر رکھا پھر کہے ہوئے السلام علیکم کہا جناب امام ان کی پشت کی طرف دیکھ رہے تھے جب کہ وہ واپس مابے تھے اس کے بعد امام ان سب لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جو یہ چاہے کہ اہل جنت کے فرد کو دیکھے تو وہ ان شیخ کی طرف نظر کرے حکم بن حنیفہ کا بیان ہے کہ میں نے ایسا سوراگر یہ دمام بھی نہیں دیکھا جیسے یہاں ہوا تھا

(الکافی جلد ۱ ص ۱۰۷)

گیارہواں باب

اولاد امام علیؑ السلام

الارشاد کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد میں منصب امامت ابو عبد اللہ حضرت جعفر بن محمد علیہ السلام کو حاصل ہوا اور کسی دوسرے کو نہیں ملا امام جعفر صادق علیہ السلام کے بھائی عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ صاحب علم و فضل تھے اور یہ بھی مروی ہے کہ جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ایک حاکم کے سامنے پیش ہوئے تو اس حاکم نے آپ کو قتل کرنا چاہا آپ نے فرمایا کہ مجھے قتل نہ کرو میں خدا کے بیان تمہاری مدد کا ذمہ دار ہوں گے مجھے چھوڑ دو میں خدا کے بیان تمہاری مدد کا ذمہ دار ہوں جس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جو خداوند عالم سے سفارش کریں گے تو ان کی سفارش مان لی جائے گی لیکن اس حاکم نے آپ کی بات کو نہ مانا اور کہا کہ تمہاری شفاعت کی ہمیں ضرورت نہیں چنانچہ اس نے آپ کو زہر دے کر شہید کر دیا

(الارشاد ص ۲۸۵)

کشف الغمہ کی روایت کے مطابق امام محمد باقر علیہ السلام کے تین فرزند تھے ابراہیم بیہوش تھیں جن کا سارا گلا بیہوش تھا۔

امام جعفر علیہ السلام جو صادق سے مشہور ہیں عبداللہ اور ابراہیم اور صاحبزادی ام سلمہ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت امام کی اولاد کی تعداد اس سے زیادہ تھی۔ (کشف الغمہ جلد ۲ ص ۱۳۷)

مناقب ابن شہر آشوب کی روایت کے پیش نظر امام محمد باقر علیہ السلام کی اولاد کی تعداد سات ہے جن میں ایک امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں اور انہی سے آپ کی کنیت ابو جعفر تھی اور ایک عبداللہ

الافطح میں یہ دونوں حضرات جناب ام زہرہ و حضرت قاسم کے بطن سے تھے اور عبداللہ و ابراہیم ام میم کے بطن سے علی اور ام سلمہ و زینب کی ماں ایک کینز تھیں یہ بھی کہا گیا ہے کہ زینب ایک دوسری کینز کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں ایک قول یہ ہے کہ حضرت ام کی صرف ایک ہی صاحبزادی تھیں جن کا نام ام سلمہ ہے سوائے امام جعفر صادق علیہ السلام کے دوسری اولاد اپنے پیدہ بزرگوار کی زندگی ہی میں رحلت کر چکی تھی اور امام کی نسل امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی چلی۔

(المنافق جلد ۳ صفحہ ۲۱۵، اعلام الوری صفحہ ۲۱۵، الارشاد صفحہ ۲۵۵)

حضرت امام کی شادی کا معاملہ

قرب الاسناد میں بڑھتی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ امام علی رضا علیہ السلام کے سامنے قاسم بن محمد اور سعید بن مسیب کا ذکر آ گیا تو حضرت نے فرمایا کہ میرے جد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے قاسم بن محمد سے اپنے رخصت کے بارے میں کہا تو قاسم نے حضرت کو جواب دیا کہ آپ اپنے والد بزرگوار سے اس معاملہ میں رجوع کریں تاکہ آپ کی شادی کا مسئلہ طے ہو جائے۔ (قرب الاسناد صفحہ ۲۱۵)

باطل عقیدہ کی بنا پر حضرت امام کی زوجہ کی طلاق

نفس المصدر میں ابو الجارود سے مروی ہے کہ ایک بار میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت ایک بہترین فرخچہ پر رونق افزہ میں بیٹھے تھے اسے ہاتھ سے چھوا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ فرخچہ جو تم نے چھوا ہے ارضی مسامت کہے میں نے عرض کیا کہ کہاں حضور کی شخصیت اور کہاں یہ ارضی اعلیٰ سامان؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ ام علی کے بہترین کا سامان ہے جو وہ اپنے میکے سے لائی ہے دوسرے وقت میں پھر حاضر ہوا اور اس فرخچہ کو چھونے لگا تو حضرت نے فرمایا کہ تم اس سامان کو بغور دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا کہ حضور یہ بات نہیں ہے تاہم آہمی تو ٹھو لای کر تا ہے تو حضرت نے یہی فرمایا کہ یہاں سامان ام علی کہے اور اس کے عقائد ناسد ہیں میں ایک رات صبح تک اسے سمجھا تا رہا ہوں کہ وہ اپنے عقیدہ و فاسد سے پلٹ جائے اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے تو لا اختیار کرے اور ان کی دشمنی سے باز آجائے لیکن اس نے انکار ہی کیا چنانچہ صبح ہوئی تو میں نے اسے طلاق دے دی۔

نفس المصدر جلد ۱ صفحہ ۱۴۲

زوجہ امام کا علمی مقام

المصدر السابق میں عبدالاعلیٰ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے امام جعفر صادق

علیہ السلام کی ماورگراہی جناب ام زہرہ کو دیکھا وہ کبیر کا طوان کر رہی تھیں اور ایک تبدیل شدہ شکل کی ردا اور ٹیٹھے پہنے تھیں ان کے بائیں ہاتھ میں ایک پتھر تھا ایک شخص نے جو طوان کر رہا تھا آپ سے کہا کہ اسے کینز خدا آپ نے طریقہ دست میں غلطی کی ہے تو کینز لگیں میں تمہارے علم کی مزورت نہیں ہم خود جانتے ہیں ہم تمہارے علم سے بے نیاز ہیں۔ (المصدر السابق جلد ۳ صفحہ ۲۱۵)

بِعُوْنِهِ تَعَالَى تَرْجُوْنَهُ بِحَقِّهِ الْاِسْمَاءُ رَدِّ اَحْوَالِ اَمَّا وَمُتَّكِئًا بِاَقْرَبِيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

تمام شد

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِكَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
الطَّاهِرِيْنَ مَعْصُوْمِيْنَ

انرا احقر الکونین محمد حنیف الثقلین النفوس الکاہرہ ہوی

فاضل ادب وفاضل فقہ سید اکا فاضل ایم کے پی ایچ ڈی

مورخہ ۵ ماہ مئی ۱۹۸۵ء